

نماز مصطفیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصنف

ابو حمزہ عبد الخالق صدیقی

ناشر

مرکز تعاونی دعوت والارشاد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** تنبیہ ***

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- 29 تقریظ *
 35 مقدمہ *
 باب نمبر 1

نماز کی اہمیت اور فضیلت

- 40 نماز دین اسلام کا ستون ہے *
 40 نماز بندہ اور اس کے رب کے درمیان بطور ایک رابطہ *
 41 نماز ذریعہ تقرب الہی ہے *
 42 نماز بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت ہے *
 43 نماز نعمتوں کی شکرگزاری کا نام ہے *
 43 نماز بھلائی کا دروازہ ہے *
 44 نماز تحفہ آسمانی ہے *
 46 نماز اور پابندی وقت *
 48 نماز گناہوں سے پاک صاف ہونے کا ذریعہ ہے *
 53 نبی رحمت ﷺ کی نماز کے متعلق آخری وصیت *
 55 نماز بندہ مؤمن کی کرامت ہے *

- 56 نماز کی ادائیگی اور پابندی کی تاکید خاص *
 58 نماز جسم اور روح کی غذا *
 59 نماز خواہشات نفسانی اور بے حیائی سے روکتی ہے *
 59 نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے *
 60 نماز باعث نجات ہے *
 61 نماز حصول جنت کا ذریعہ ہے *
 64 نماز اور آسمانی ادیان *
 64 سیدنا زکریاؑ اور حفاظت نماز *
 65 سیدنا موسیٰ و ہارونؑ اور حفاظت نماز *
 65 سیدنا عیسیٰؑ اور حفاظت نماز *
 66 سیدنا شعیبؑ اور حفاظت نماز *
 66 سیدنا ابراہیمؑ اور حفاظت نماز *
 67 سیدنا اسماعیلؑ اور حفاظت نماز *
 67 سیدنا سلیمانؑ اور حفاظت نماز *
 68 امام الانبیاء، سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ اور حفاظت نماز *
 70 نبی کریم ﷺ کی نماز سے والہانہ شیفگی *
 72 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوق نماز *
 74 سلف صالحین کے نماز سے بے پناہ محبت کے چند نمونے *

- 76..... نماز دراصل اللہ وحدہ لا شریک کے لیے کمال بندگی کا اظہار ہے *
 79..... نماز نفسِ انسانی کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرتی ہے *
 80..... نماز اور انابت الہی *
 82..... نماز اور زہد (دنیا سے بے رغبتی) *
 83..... نماز اور صبر و ثبات *
 85..... نماز اور نصرتِ الہی *
 88..... نماز رحمتِ الہی کے نزول کا سبب ہے *
 89..... نماز یادِ الہی کا بہترین طریقہ ہے *
 92..... نماز اصلاحِ انسانیت کا باعث ہے *
 93..... نماز باعثِ نور و ہدایت ہے *
 93..... نماز اخوتِ دینی کو قائم کرتی ہے *
 94..... نماز کی اہمیت کا انوکھا طریقہ *
 98..... نماز باعثِ سکون و اطمینان ہے *
 99..... نماز فجر، مالِ غنیمت کے حصول سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے *
 99..... نماز اور فکرِ آخرت *
 101..... آخرت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا *
 101..... نماز تمام مشکلات کا حل ہے *
 102..... نو مسلم کو سکھائی جانے والی پہلی چیز نماز ہے *

- 102 گھر والوں کو نماز کا حکم دینا *
 103 اولاد کو نماز کی تعلیم دو *
 104 نماز کے فوائد *
 باب نمبر 2

تارکِ نماز کا حکم

- 106 بے نماز اور شرک *
 107 بے نماز اور کفر *
 109 تارکِ نماز بے دین ہے *
 110 تارکِ نماز بے ایمان ہوتا ہے *
 110 تارکِ نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں *
 112 بے نماز اور نفاق *
 113 بے نماز متکبر ہے *
 117 تارکِ نماز سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اُٹھ جاتی ہے *
 118 تارکِ نماز اور حکومت کی خصوصیت *
 124 تارکِ نماز کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں *
 124 تارکِ نماز کا اہل و مال ہلاک ہو گیا *
 125 ترک نماز جہنم میں لے جاتا ہے *
 126 تارکِ نماز آخرت میں شفاعت سے محروم رہے گا *

127 * تارکِ نماز روزِ قیامت قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا.....

128 * نماز نہ پڑھنے کے نقصانات.....

باب نمبر 3

نماز سے قبل

فصل نمبر 1:

129 * نماز سنت نبوی ﷺ کے مطابق پڑھنا.....

131 * سنت رسول ﷺ کی اہمیت.....

131 * قرآن کی روشنی میں سنت کی اہمیت.....

131 ● رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ایمان ہے.....

132 ● سنت رسول ﷺ جنت میں اعلیٰ ترین مقام کا باعث ہے.....

132 ● رسول اللہ ﷺ کی اطاعت حقیقت میں اللہ کی اطاعت ہے.....

132 ● رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے.....

132 ● سنت رسول اللہ ﷺ ہی اختلافات کا حل ہے.....

133 ● سنت رسول ﷺ پر عمل اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے.....

134 ● ایمان کے بعد اتباع رسول ﷺ بہت ضروری ہے.....

134 ● رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ میں اسوہ حسنہ ہے.....

135 ● سنت رسول ﷺ سے اعراض و انحراف کے متعلق وعید.....

136 ● احادیث نبویہ کی روشنی میں سنت کی اہمیت.....

140 ● صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں سنت کی اہمیت.....

142 * ائمہ اربعہ کی نظر میں سنت کی اہمیت.....

- 142..... امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ ●
- 144..... امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ●
- 146..... امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ ●
- 149..... امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ●

فصل نمبر 2:

- 151..... عقیدہ توحید * ●

فصل نمبر 3:

- 156..... خشوع و خضوع * ●
- 160..... خشوع پیدا کرنے والے اسباب * ●
- 160..... اخلاص ●
- 162..... تضرع یعنی انکساری ●
- 163..... تبتل یعنی یکسوئی ●
- 163..... ذکر ●
- 163..... فہم و تدبر ●
- 164..... استطاعت ●
- 165..... اعتدال ●

فصل نمبر 4:

- 168..... اکل حلال * ●
- 168..... حرام خورکی عبادت قبول نہیں ہوتی ●
- 169..... حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا ●

فصل نمبر 5:

- 170..... طہارت کا بیان * ●

- پانی کے احکام و مسائل 170
- پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟ 171
- رفع حاجت کے آداب و مسائل 172
- بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا 173
- بیت الخلاء سے باہر نکل کر یہ دعا پڑھیں 174
- استنجا کے مسائل 174
- غسل کب واجب ہوتا ہے؟ 175
- جنابت سے غسل 175
- جماع سے غسل 175
- احتلام سے غسل 176
- مذی اور ودی کا حکم 176
- دیگر غسل 177
- قبول اسلام کے لیے غسل 177
- میت کو غسل دینے والے کا غسل 177
- جمعہ کے لیے غسل 177
- عیدین کے روز غسل 178
- احرام کے لیے غسل 178
- مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل 179
- غسل واجب کا طریقہ 179
- عورت کا غسل 179
- حیض و نفاس کا بیان 180

- 180 حیض و نفاس میں ممنوع کام ■
- 181 حیض و نفاس کے ضروری مسائل ■
- 182 کیا حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہے؟ ■
- 183 خون استحاضہ کا مسئلہ ■
- 183 استحاضہ کے اہم مسائل ■
- 184 مسواک کا اہتمام ■
- 185 مسواک رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ ■
- 185 وضوء کا مسنون طریقہ ●
- 186 سر کے مسح کا طریقہ ■
- 186 کانوں کا مسح ■
- 186 وضوء سے فراغت کی دعائیں ■
- 187 وضوء کی فضیلت ■
- 188 تحیۃ الوضوء سے جنت لازم ■
- 189 وضوء کے دیگر مسائل ●
- 191 پگڑی اور پٹی پر مسح کرنا ■
- 192 موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا ■
- 196 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنے کا ثبوت ■
- 197 ائمہ کرام رضی اللہ عنہم سے جرابوں پر مسح کرنے کا ثبوت ■
- 197 امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ■
- 198 امام ترمذی رضی اللہ عنہ کا قول ■

- 198 ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا مسلک ■
- 198 عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا مذہب ■
- 198 سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا مذہب ■
- 198 امام نووی رحمہ اللہ کا قول ■
- 198 قاضی ابویوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول ■
- 199 شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ ■
- 199 جوتوں پر مسح کرنا ■
- 199 مسح کرنے کا طریقہ ■
- 200 مسح کی مدت ■
- 200 حالت جنابت میں مسح کا حکم ■
- 201 نواقض وضو ■
- 201 جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا ■

فصل نمبر 6:

- 203 * تیمم کا بیان ■
- 203 ● تیمم کی مشروعیت کا پس منظر ■
- 204 ● تیمم کا طریقہ ■
- 204 ● تیمم کے اہم مسائل ■

فصل نمبر 7:

- 206 * مریض اور معذور کے طہارت کے احکام ■
- 206 ● زنجی اور مریض کی طہارت ■

- 207 ● مریض کی طہارت کب ٹوٹے گی؟
فصل نمبر 8:
- 209 ❁ لباس کا بیان
- 219 ● نماز میں مرد کا لباس
- 210 ● نماز میں عورت کا لباس
- 210 ● اہم مسائل
فصل نمبر 9:
- 213 ❁ مساجد کا بیان
- 213 ● دنیا کا بہترین خطہ
- 213 ● مسجد کی فضیلت
- 214 ● مسجد جانے اور اس کی آباد کاری کی فضیلت
- 215 ● سب سے بڑا ظالم
- 215 ● آداب مسجد
- 217 ● بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب
- 217 ● مسجد حرام
- 217 ● مسجد نبوی
- 218 ● مسجد قباء
- 218 ● مسجد اقصیٰ
- 219 ● مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعائیں
- 219 ● مسجد سے نکلنے وقت کی دعائیں
- 220 ● ضروری مسائل
- 221 ● جن مقامات پر نماز پڑھنا ممنوع ہے

فصل نمبر 10:

- 222 ❁ اوقاتِ نماز کا بیان
- 222 ● نمازِ فجر کا وقت
- 222 ● نمازِ ظہر کا وقت
- 223 ● نمازِ عصر کا وقت
- 224 ● نمازِ مغرب کا وقت
- 224 ● نمازِ عشاء کا وقت
- 224 ● نمازِ جمعہ کا وقت
- 225 ● نمازوں کے ممنوع اوقات
- 225 ● اوقاتِ نماز کے اہم مسائل

فصل نمبر 11:

- 228 ❁ اذان و اقامت
- 228 ● اذان کی فضیلت
- 229 ● اذان کے کلمات، پس منظر اور طریقہ
- 231 ● فجر کی اذان میں ”الصلوة خیر من النوم“ کہنے کی مشروعیت
- 232 ● اقامت کے طاق کلمات
- 233 ● دوہری اذان
- 233 ● دوہری اقامت
- 234 ● اذان کا جواب دینا
- 236 ● اذان کے بعد کی دعائیں
- 236 ● مسنون درود شریف کے کلمات

237 اذان اور اقامت کے اہم مسائل و آداب ●

239 اذان سے قبل خود ساختہ درود پڑھنا ●

فصل نمبر 12:

240 قبلہ اور سترہ * ●

240 قبلہ کی طرف رخ کرنا ●

240 سترہ رکھنا ●

241 سترہ کی اہمیت ●

242 نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ ●

242 سترہ کے اندر سے گزرنے والے کو روکنا ●

243 سترہ کتنے فاصلے پر ہو ●

243 سترہ کی مقدار ●

243 سترہ کے اہم مسائل و احکام ●

فصل نمبر 13:

244 نماز باجماعت ادا کرنا * ●

244 نماز باجماعت کی اہمیت ●

246 نماز باجماعت کی فضیلت * ●

247 نماز باجماعت کے شوقین سلف صالحین کے نمونے * ●

248 ترک جماعت پر وعید ●

248 نماز کے لیے جانے کے آداب ●

فصل نمبر 14:

251 نماز میں صف بندی کی فضیلت و اہمیت * ●

251 صفیں درست کرنا فرض ہے ●

- 252 صفیں درست نہ کرنے کی سزا
- 253 صفیں درست کرنے کا طریقہ
- 254 فرشتوں کی طرح صفوں کو درست کرو
- 255 صف بندی کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف
- 255 صفوں کی ترتیب اور مسائل
- 256 پہلی صف میں کھڑے ہونے کی فضیلت
- 257 صف کے داہنی جانب کھڑے ہونے کی فضیلت

فصل نمبر 15:

- 258 امامت کا بیان ❁
- 258 امامت کا حق دار کون ہے؟
- 258 بچے کا امامت کرانا
- 258 نابینے کی امامت
- 259 غلام کی امامت
- 259 افضل کی مفضل کے پیچھے نماز
- 259 مقرر امام کی جگہ جماعت کروانا
- 259 امام کے فرائض اور ذمہ داریاں
- 260 مردوں کی امامت مرد ہی کرائے
- 260 عورت مردوں کی امامت نہیں کروا سکتی
- 261 کیا عورت، عورتوں کی جماعت کروا سکتی ہے؟
- 262 نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض اور فرض والے کے پیچھے نفل پڑھنا
- 263 امام کو قلمہ دینا
- 264 کسی کو متنبہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تصفیق کریں

264 ● ایک مسجد میں دو جمعائیں

باب نمبر 4

نبی کریم ﷺ کا طریقہ نماز

- 265 قیام *
 265 نماز کی نیت *
 267 تکبیر تحریمہ *
 267 رفع الیدین *
 267 رفع الیدین کے اہم مسائل *
 268 سینے پر ہاتھ باندھنا *
 269 زیر ناف ہاتھ باندھنے والی روایت کی تحقیق *
 270 عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق *
 272 استفتاح کی دعائیں *
 273 تعویذ *
 273 نماز اور سورۃ فاتحہ *
 274 امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا بیان *
 279 لائفی جنس یا لائفی کمال *
 282 قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے متعلق اقوال تابعین وائمہ رضی اللہ عنہم *
 284 سورۃ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کے دلائل اور ان کا تجزیہ *
 284 پہلی دلیل *
 287 دوسری دلیل *
 288 تیسری دلیل *

- 289 آئین کہنے کا مسئلہ *
 290 دو صحابہ میں ”آئین بالجہر“ کا ثبوت *
 291 ائمہ اور اہل علم سے آئین بالجہر کا ثبوت *
 292 امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد کی شہادت *
 292 آئین بالجہر کہنے کی فضیلت *
 293 نماز کی مسنون قرأت *
 293 سورۃ اخلاص کی فضیلت *
 295 قرأت کے حکام و مسائل *
 295 رکوع کا بیان *
 295 رکوع کے ضروری مسائل *
 296 رکوع کی مزید دعائیں *
 297 قیام بعد رکوع اور اس کی دعائیں *
 298 فضیلت *
 299 امام اور مقتدی کا ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہنا *
 300 میں رفع الیدین کیوں کروں؟ *
 301 رفع الیدین سنت متواترہ ہے *
 303 رفع الیدین کا ثواب *
 305 رفع الیدین کا عروج *
 306 نبی کریم ﷺ کا نماز میں رفع الیدین کرنا *
 307 حدیث سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ *
 309 حدیث مذکورہ پر اعتراضات اور ان کے جوابات *
 309 احادیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما *

- 309 پہلی حدیث *
 310 دوسری حدیث *
 311 تیسری حدیث *
 312 جدول احادیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما *
 313 حدیث سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ *
 313 حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ *
 314 حدیث سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ *
 315 حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ *
 315 حدیث سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ *
 318 حدیث فطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہ *
 319 جدول *
 320 حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کرنا *
 320 سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ *
 320 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ *
 321 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ *
 322 سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ *
 322 دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کرنا *
 331 تابعین کا رفع الیدین کرنا *
 333 سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اور رفع الیدین *
 334 جدول *
 336 تبع تابعین اور ائمہ کرام کے عمل کی روشنی میں رفع الیدین *
 338 امام مالک رضی اللہ عنہ *

- 341 امام شافعی رحمہ اللہ *
 342 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ *
 343 علماء اہل سنت، ائمہ کرام اور فقہائے عظام رحمہم سے رفع الیدین کرنا *
 344 جدول *
 344 امام ابن قیم رحمہ اللہ کا قول *
 345 تفصیل جدول *
 347 امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن مدینی رحمہ اللہ کا قول *
 347 امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کا قول *
 347 شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ *
 348 شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ *
 348 مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبداللہ کا عمل *
 348 رفع الیدین علمائے احناف کی نظر میں *
 352 مانعین رفع الیدین کے چند دلائل کا سرسری جائزہ *
 352 حدیث سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ *
 355 حدیث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ *
 356 حدیث سیدنا جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ *
 356 دوسری حدیث *
 357 تیسری حدیث *
 360 حدیث مسند الحمیدی *
 362 مسند حمیدی نسخہ دیوبندیہ کا عکس *
 363 مسند حمیدی مخطوطہ ظاہریہ کا عکس *
 364 مسند حمیدی کے دوسرے قدیم مخطوطے کا عکس *

- 365 بلادِ عرب میں مسند حمیدی کے مطبوعہ نسخے کا عکس *
 366 حدیث مسند ابو عوانہ *
 369 المستخرج لابن نعیم الاصبہانی کا عکس *
 370 مسند ابی عوانہ کے محرف مطبوعہ نسخے کا عکس *
 371 مسند ابی عوانہ مدینہ منورہ والے قلمی نسخے کا عکس *
 372 مسند ابی عوانہ سندھی مخطوطے کا عکس *
 373 حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما *
 373 حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما از کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین *
 375 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین نہ کرنے کا ثبوت *
 376 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل اور اس کا جائزہ *
 377 امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل *
 378 سجدوں میں رفع الیدین کرنا *
 380 سجدہ *
 381 گھٹنے پہلے رکھنے کی دلیل کا دراسہ *
 381 سجدہ اور قرب الہی *
 382 سجدہ اور گناہوں کا مٹانا *
 382 سجدہ اور جنت *
 382 سجدہ اور جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ *
 383 سجدہ کی مسنون مزید دعائیں *
 387 رکوع و سجود میں امام سے جلدی کرنے کی ممانعت *
 387 جلسہ اور اس کی مسنون دعائیں *
 389 جلسہ استراحت *
 * * * * *

- 389 تشہد ❀
- 390 تشہد میں انگشت شہادت کو حرکت دیتے رہنا ❀
- 391 تشہد میں اشارہ کرنے کا ثواب ❀
- 391 تشہد میں اشارہ کرنے کے طریقے ❀
- 392 درود شریف ❀
- 392 درود کے بعد کی دعائیں ❀
- 395 فضیلت ❀
- 396 نماز کا اختتام ❀
- 397 فرض نماز کے فوراً بعد اجتماعی دعا ❀
- 398 شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ❀
- 398 علامہ ابن القیم رحمہ اللہ ❀
- 398 مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی ❀
- 399 مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی ❀
- 399 رشید احمد صاحب لدھیانوی سابق مفتی دارالعلوم کراچی ❀
- 399 ذکر کی فضیلت ❀
- 400 نماز کے بعد مسنون اذکار ❀
- 403 تسبیح کے ضروری مسائل ❀
- 403 صبح و شام کے اذکار ❀
- باب نمبر 5

نماز کے متفرق مسائل

- 411 نمازوں کی رکعات کی تعداد ❀

- 411 مؤکدہ سنت رکعات کے دلائل و فضائل *
 412 نمازِ چاشت، نمازِ اشراق، صلاۃ الاوابین *
 412 وقت *
 412 فضیلت *
 413 رکعات کی تعداد *
 413 نمازِ چاشت کے ضروری احکام و مسائل *
 414 نمازِ تسبیح *
 415 نمازِ استخارہ *
 416 نمازِ توبہ *
 417 سجدہ شکر *
 417 سجدہ تلاوت *
 418 سجدہ تلاوت کی دعائیں *
 419 سجدہ تلاوت کے اہم مسائل *
 419 سجدہ تلاوت کے محل *
 420 سجدہ سہو کا بیان *
 421 سجدہ سہو کا طریقہ *
 421 مقررہ تعداد سے کم رکعات پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو *
 421 قعدہ اولیٰ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو *
 422 شک کی صورت میں سجدہ سہو *
 422 مقررہ تعداد سے زیادہ رکعت پر سجدہ سہو *
 423 نمازِ شب براءت *
 423 نمازِ عیدین *

- 423 نمازِ عید کا حکم *
 424 عیدین میں قراءت *
 424 عیدین کے احکام و مسائل *
 426 نمازِ استسقاء *
 426 طریقہ نماز *
 427 نمازِ استسقاء کے مسائل *
 427 بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے مسنون دُعائیں *
 428 نمازِ تہجد *
 428 نمازِ تہجد کی فضیلت *
 428 تہجد گزار کے برابر کوئی نہیں *
 429 مومن کا خاص شرف *
 429 جنت میں جانے کا مؤثر ترین عمل *
 430 نمازِ تہجد کا عظیم فائدہ *
 430 رکعات کی تعداد *
 430 احکام و مسائل *
 431 مسنون رکعات تراویح *
 432 نمازِ تراویح *
 433 قیامِ اللیل کی فضیلت *
 434 نمازِ تراویح کا وقت *
 434 تعدادِ رکعات تراویح *
 439 علمائے احناف کی طرف سے گیارہ رکعات کا اعتراف *
 440 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات کا حکم *

- 441 سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات کا ثبوت *
 442 بیس رکعت تراویح سنت ہونے کی دلیل اور اس کے جوابات *
 445 نماز وتر *
 446 وتر پڑھنے کا طریقہ *
 446 دعائے قنوت *
 447 ضروری مسائل *
 447 قنوتِ نازلہ *
 448 قنوت میں ہاتھ اٹھانا *
 449 نمازِ خوف *
 449 نمازِ کسوف یا خسوف *
 449 ضروری مسائل *
 450 مسافر کی نماز *
 450 نماز میں قصر کرنا *
 451 قصر کے لیے مسافت کا تعین *
 451 قصر کی مدت *
 452 سفر میں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھنا *
 452 دلائل *
 453 بارش کی وجہ سے دو نمازیں جمع کرنا *
 453 دو نمازیں جمع کرنے کا طریقہ *
 454 نمازِ جمعہ کی اہمیت و فضیلت *
 455 نمازِ جمعہ سے سستی کرنے پر وعید *
 455 نمازِ جمعہ کے احکام و مسائل *

- 456 جمعے کے دن مستحب اذاکار اور دُعا ئیں *
 456 جنازے کے احکام و مسائل *
 456 قریب المرگ شخص کو کلمہ طیبہ کی تلقین *
 457 مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھنا *
 457 میت کو بوسہ دینا *
 457 میت کا غسل *
 457 میت کے متعلقہ ضروری مسائل *
 458 میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا *
 459 ایک شبہ *
 459 ازالہ *
 459 کفن کا بیان *
 460 نماز جنازہ *
 460 فضیلت *
 460 مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا جواز *
 461 نماز جنازہ کا طریقہ *
 462 مسنون دُعا ئیں *
 462 پہلی دُعا *
 462 دُوسری دُعا *
 463 تیسری دُعا *
 463 بچے کی نماز جنازہ *
 464 بچے کی نماز جنازہ میں دُعا *
 464 نماز جنازہ کے اہم مسائل *

- 464 تدفین کا بیان *
465 قبر بنانا *
465 آدابِ تدفین *
466 تدفین کے بعد دعا کرنا *
466 تعزیت کے الفاظ *
467 قل، دسواں اور چالیسواں *
467 زیارت قبور کی دعائیں *



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ

از:- فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی أَشْرَفِ
الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ. وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ
أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ!

نماز دین کا عمود و عماد ہے۔ ((الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّينِ)) ((وَعَمُودُهَا الصَّلَاةُ))

یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ،
وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.))

”اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے: اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم
کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، استطاعت ہو تو حج بیت اللہ کرنا اور ماہ رمضان کے
روزے رکھنا۔“

یہ دین کا ایک ایسا فریضہ ہے جس کا ترک کفر بھی ہے، شرک بھی اور نفاق بھی۔ یہ عظیم
فریضہ اللہ تعالیٰ نے بموقع معراج عطا فرمایا اور اسی وقت ان پانچ نمازوں کی ادائیگی کو
باعتماد اجر و ثواب پچاس کے برابر قرار دے دیا: ((هُنَّ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ))

ایک حدیث کا مضمون کچھ یوں ہے کہ جس طرح دن میں پانچ دفعہ غسل کرنے

والے کے بدن پر میل و کچیل کا ذرہ بھی باقی نہیں رہتا، اسی طرح پانچوں نمازوں کی محافظت کرنے والا گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے، بلکہ نماز کے بہت سے متعلقات و ملحقات بھی گناہوں سے پاک کر دیتے ہیں، مثلاً: وضوء ”المشی الی المساجد“ اور ”انتظار الصلاة بعد الصلاة“ وغیرہ۔ بلکہ ان اعمال کو تو رباط یعنی اسلامی سرحد کی حفاظت کے لیے پہرہ دینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نماز کی حفاظت نور ہے۔ بصورت نماز بندہ دن میں پانچ دفعہ متعدد بار اپنے پروردگار سے شرف مناجات و ہمکلامی حاصل کرتا ہے۔ حدیث قدسی: ((قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ.)) ”میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر رکھا ہے۔“ اس پر شاہد عدل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے: ((وَجَعَلْتُ قُرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ.)) نیز حصول راحت و طمانیت کا سبب بھی ((أَرِحْنِي بِالصَّلَاةِ يَا بَلَاءُ.)) موت کے وقت پیارے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک پر نماز ہی کی تلقین تھی: ((الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.))

”نماز، اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا دھیان رکھنا۔“

گویا نماز سعادت دارین کے حصول کی ایک بڑی قوی اور عظیم اساس ہے، لیکن ان تمام برکتوں اور منفعتوں (فوائد و برکات) کا حصول چند شرائط کا طالب و متقاضی ہے۔ جن میں پابندی وقت، حفاظت خشوع اور متابعت طریقہ رسول ﷺ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

پابندی وقت کی دلیل:

((سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟

فَقَالَ: الصَّلَاةُ لَوْ قُتِيهَا.))

”رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نماز کو اس کے اوّل وقت پر ادا کرنا۔“

عدم پابندی وقت کی وعید:

((مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ .))

”جس کی نماز عصر فوت ہوگئی، اس کا گھر بار سب تباہ ہو گیا۔“

رسول اللہ ﷺ نے غزوہ اُحد کے موقع پر فرمایا:

((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوَسْطَى مَلَأَ اللَّهُ بَطُونَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا .))

”اللہ ان کے پیٹوں اور قبروں میں آگ بھر دے، کیونکہ انہوں نے ہمیں درمیانی

نماز سے مشغول کر دیا۔“

حفاظتِ خشوع کی دلیل:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلِي وَفِي صَدْرِهِ

أَزِيرٌ كَأَزِيرِ الْمَرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ .))

”رسول کریم ﷺ نماز پڑھتے تو آپ کے سینے سے ہنڈیا ابلنے کی طرح

آواز آتی۔“

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

((لَا صَلَاةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ .))

”حضور قلب یعنی خشوع کے بغیر نماز نہیں ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشِعُونَ ۝﴾

(المؤمنون: ۲۰۱)

”تحقیق مومن فلاح پاگئے، جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع سے کام لیتے ہیں۔“

نماز میں سنت رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی فرضیت کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ امر اور آرڈر ہے ((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي.)) ”تم اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔“

آپ ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں صرف ایک امر مسنون کی مخالفت کرتے دیکھا تو فرمایا:

((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.))

”واپس پلٹو، یقیناً آپ نے نماز ادا نہیں کی۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن ایمن کو خلاف سنت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((أَعِدْ صَلَاتَكَ.))

”نماز دوبارہ پڑھو۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خلاف سنت صف بندی دیکھی تو رو پڑے اور فرمایا: ”تم نے نماز کو بھی ضائع کر دیا۔“

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک چالیس سالہ نمازی کو خلاف طریقہ رسول ﷺ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

”تم اگر چالیس سال سے ایسی ہی نماز پڑھ رہے ہو تو تم نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مسجد میں محض مؤذن کے اذان کے ساتھ تنویب کرنے پر وہاں نماز پڑھنے سے انکار کر دیا، اور اپنے شاگرد مجاہد سے کہا:

((أَخْرَجَ بِنَا فَإِنَّهَا بَدْعَةٌ.))

”ہمیں یہاں سے نکال کر لے جاؤ کیونکہ تمہیں بدعت ہے۔“

فریضہ نماز کی یہی اہمیت اس کتاب نافع کی تالیف کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محترم بھائی ابو حمزہ عبدالحق صدیقی حفظہ اللہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور اس عظیم فریضہ کے حوالے سے تقریباً تمام اہم گوشوں کو واضح کیا۔ ضاعف اللہ أجرہ ، و اجزل مثوبتہ ، وجعل کتابہ ہذا فی میزان حسناتہ یوم القيامة ، یوم لا ینفع مال و لا بنون إلا من اتى اللہ بقلب سلیم . جس کی ترتیب، تخریج اور اضافہ جات کا کام ہمارے فاضل دوست حافظ حامد محمود انحضری حفظہ اللہ نے بڑے ہی احسن طریقے سے سرانجام دیا ہے۔ جزاء اللہ خیرا فی الدنیا و الآخرة .

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نَضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ﴾ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ عمل اصلاح ہی نماز کا مرکزی کردار ہے۔ ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ط﴾ حدیث رسول اللہ ﷺ ((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ .)) ”تمہاری اولادیں جب سات برس کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس برس کی ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں مارو۔“ میں بھی یہی نکتہ مضمرو پنہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ معاشرہ کے ہر فرد کو حفاظتِ صلاۃ کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم آخر میں تمام قارئین کو یہ نصیحت بھی کریں گے کہ نماز کے تعلق سے صرف فرائض کی ادائیگی پر اکتفا نہ کیا جائے ، بلکہ نوافل کا اہتمام بھی بہت زیادہ خیرات و برکات کا موجب ہے مثلاً ، روا تب صلاۃ ، قیام اللیل ، اشراق اور ضحیٰ ، تحیۃ المسجد والوضوء وغیرہ۔ ان تمام نمازوں کی احادیث میں بڑی فضیلت وارد ہے۔ اس کے علاوہ استخارہ کی نماز جو تقریباً متروک ہو چکی ہے ، اور اگر کسی کو استخارے کی حاجت محسوس ہوتی ہے تو وہ بھی کسی

شعبہ باز جو استخارہ کے مرکز قائم کیے بیٹھے ہوتے ہیں کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہ انتہائی قابل مذمت روش ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قوم کو بدعات و انحرافات کے طوفان سے نکال کر دین خالص یعنی وحی الہی (قرآن و حدیث) کی طرف رجوع کی توفیق عطا فرمائے۔ وهو ولی التوفیق والسادات، وأصلی وأسلم علی نبیہ محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین .

و کتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست انصار السنۃ پہلی کیشنر، لاہور

۳/۱۱/۲۰۰۶



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ
وَالْمُرْسَلِينَ . سَيِّدِنَا وَحَبِيبِنَا وَشَفِيعِنَا وَنَبِينَنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
الطَّاهِرِينَ ، وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ
الدِّينِ أَمَّا بَعْدُ!

نماز اسلام کا دوسرا بنیادی رکن ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَالْحَجِّ
وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) ❶

”اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا،
زکوٰۃ ادا کرنا، حج (کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

رسول اللہ ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے، فرمایا:

((وَجَعَلْتُ قُرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) ❷

”میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔“

نماز حصولِ راحت و طمانیت کا سبب بھی ہے، نماز کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ سیدنا
بلال رضی اللہ عنہ کو بایں الفاظ اذان دینے کا حکم فرماتے:

❶ صحیح بخاری، کتاب الإيمان، رقم: ۸۔ صحیح مسلم، کتاب الإيمان، رقم: ۱۱۱، ۱۱۲،

۱۱۳، ۱۱۴ . ❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۱۲۴ .

((يَا بَلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ أَرْحَنَابَهَا)) ❶

”اے بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔“

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کامیاب لوگوں کی علامت یہ بتلائی ہے کہ وہ لوگ نماز کی پابندی کرتے ہیں، ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ❶..... وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ

يُحَافِظُونَ ❷﴾ (المؤمنون: ۹۱)

”یقیناً فلاح پاگئے مومن..... جو لوگ اپنی نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں۔“

اور اس کے برعکس روزِ قیامت اہل جہنم کا ایک گروہ جہنم میں جانے کا ایک سبب یہ بیان کرے گا کہ:

﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ❸﴾ (المدثر: ۴۳)

”ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔“

حالت امن ہو یا حالت خوف، گرمی ہو یا سردی، تندرستی ہو یا بیماری، حتیٰ کہ جہاد و قتال کے موقع پر عین میدانِ جنگ میں بھی یہ فرض ساقط نہیں ہوتا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے غزوہٴ اُحد کے موقع پر فرمایا:

((مَا لَكُمْ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ

الْوَسْطَى)) ❹

”اللہ تعالیٰ ان مشرکین کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے

ہماری درمیانی یعنی عصر کی نماز کو ضائع کر دیا۔“

یاد رہے کہ نماز کی تمام برکات، فوائد، ثمرات اور منفعتیں اس وقت حاصل ہوتی ہیں

❶ سنن أبو داؤد، باب في صلاة العتمة، رقم: ۴۹۸۵۔ مشکوٰۃ، رقم: ۱۲۵۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۹۶۔

جب انسان پابندی وقت کا خاص خیال رکھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ قَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ))^①

”جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی، گویا کہ اس کے اہل و عیال تباہ و برباد ہو گئے۔“

ساتھ خشوع و خضوع کا اہتمام بھی ہو، اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی ضمانت انہی لوگوں کے لیے دی ہے جو نمازوں میں خشوع و خضوع کا خیال رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ① الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشِعُونَ ②﴾

(المؤمنون: ۱-۲)

”تحقیق فلاح پاگئے مومن، وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں۔“

نماز بذاتِ خود جتنی اہم ہے، طریقہ نماز بھی اسی قدر اہم ہے۔ نماز میں سنت رسول ﷺ کی متابعت کی فرضیت کی دلیل آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي))^②

”تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

مزید فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص اچھی طرح وضو کرے، وقت پر نماز ادا کرے اور رکوع و سجود اور خشوع کا اہتمام کرے تو اس انسان کا اللہ پر ذمہ ہے کہ اسے معاف کر دے، اور جو شخص ان باتوں کو ملحوظ نہ رکھے اس کا اللہ پر کوئی ذمہ نہیں، چاہے تو اسے معاف کر دے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔“^③

① سنن نسائی، کتاب الصلاة، رقم: ۴۷۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، حدیث رقم: ۶۳۱۔

③ سنن ابوداؤد، اول کتاب الصلاة، رقم: ۴۲۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

فریضہ نماز کی یہی اہمیت و فضیلت اس کتاب کی تالیف کا باعث ہے۔ انتہائی واجب الاحترام بھائی ابو طلحہ نے نماز کے متعلق ایسی جامع و مختصر کتاب لکھنے کے لیے حکم فرمایا جو اس کی اہمیت، فضیلت، تعلیم اور طریقہ کے بنیادی مسائل پر مشتمل ہو۔

چنانچہ ہم نے انتہائی قابل احترام اور اپنے رفیق سفر فضیلۃ الشیخ حافظ حامد محمود الحضری حفظہ اللہ سے مشاورت کے بعد نماز کے ان اہم مسائل کو قرآن و سنت سے مأخوذ شرعی دلائل کی روشنی میں جمع کر دینا مناسب سمجھا جن کا بجالانا ہر مرد و زن (مسلمان) کے لیے ضروری اور لازم ہے۔

دوسری طرف اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں مسائل کے مکمل احاطہ کے ساتھ اختصار بھی ملحوظ رہے تاکہ استفادہ میں آسانی ہو۔

بازار میں حنفی نماز اور بعض ممالک میں مالکی نماز، شافعی نماز، حنبلی نماز اور جعفری نماز وغیرہ اس قسم کی کتب موجود ہیں جو کہ اسلامی نماز کا تصور دینے سے بالکل قاصر ہیں۔ الحمد للہ ہم نے اہل سنت والجماعت کے منہج پر ”اسلامی نماز“ اور اس کا مسنون طریقہ کتاب و سنت، آثار صحابہ، اقوال تابعین و تبع تابعین اور اقوال ائمہ کی روشنی میں ذکر کیا ہے، اور یہی منہج سلف صالحین ہے۔ انتہائی تعجب کی بات یہ ہے کہ عقیدہ اشعری، ماتریدی، فقہ حنفی، سلسلہ چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی، فرقہ بریلوی، دیوبندی حیاتی و مماتی خود کو اہل سنت والجماعت کہلانے پر زور دیتے ہیں اور اگر کوئی خالص قرآن و سنت فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، محدث کرام اور منہج اہل حدیث پر کاربند ہو جو کہ اصلی اہل سنت والجماعت ہیں، اور فرقہ الاسلام پر عمل پیرا ہیں، اُن کا مذاق اُڑایا جاتا ہے اور لوگوں کو اس منہج سے دُور رکھنے اور گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہمیں حق کا فہم عطا فرمائے۔

جب مسودہ تیار ہو گیا تو کانٹ چھانٹ، اضافہ جات، تخریج اور ترتیب کے لئے حافظ حامد محمود الحضری حفظہ اللہ کے پاس چھوڑا تو انہوں نے میرے بنائے ہوئے پھول میں رنگ

بھردیا، اور میری طرف سے مہیا کردہ اینٹوں کی ایک عمارت تیار کر دی۔ اور فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ سرپرست ”ادارہ انصار السنۃ پہلی کیشنز“ نے تقریظ لکھ کر کتاب کو حسن بخشا اور ہمیں حوصلہ۔ جزاہم اللہ خیراً عنی وعن المسلمین، و أكثر من أمثالہم فی المسلمین۔

قارئین سے التماس ہے کہ راقم، معاونین، خصوصاً ابو یحییٰ محمد طارق، محمد شاہد انصاری، ابو طلحہ صدیقی، حافظ حامد محمود الخضری قاری عبدالحفیظ ثاقب، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ، انتہائی محترم بزرگ شخصیت ابو مومن منصور احمد اور محمد رمضان محمدی حفظہم اللہ کو دعاؤں میں یاد رکھیں، اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو اللہ کی طرف سے، اور اگر کوئی خامی ہے تو ہماری یا شیطان کی طرف سے ہے، کیونکہ انسان ”محل الخطاء والنسیان“ ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ أصحابہ وسلم

وکتبہ

خادم الحدیث وأہلہ

أبو حمزہ عبد الخالق صدیقی

بمعاون

حافظ حامد محمود الخضری



باب نمبر 1:

نماز کی اہمیت اور فضیلت

سابقہ تفصیل سے دین اسلام میں نماز کی اہمیت اور اس کی غیر معمولی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے، نیز یہ اسلام کا دوسرا عظیم الشان رکن ہے جس کی ادائیگی کے بغیر کسی انسان کا اسلام معتبر اور صحیح نہیں ہوتا۔

نماز دین اسلام کا ستون ہے:

نماز دین اسلام کا ستون ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے کہا:

((أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ، وَعَمُودِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟))

”کیا میں تجھے اسلام کا سر، اس کا ستون اور اس کی چوٹی نہ بتلاؤں؟“

میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول! ضرور بتائیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ

الْجِهَادُ.))

”دین اسلام کا سر خود کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد کرنا ہے، اور اس

کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔“^①

نماز بندہ اور اس کے رب کے درمیان بطور ایک رابطہ:

نماز بندہ اور اس کے رب کے درمیان ایک رابطہ ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۶۔ مسند أحمد: ۲۳۱/۵، رقم: ۲۲۰۱۶۔ مصنف

عبدالرزاق، رقم: ۲۰۳۰۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يَنَاجِي رَبَّهُ)) ❶

”یقیناً جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔“

”جب نماز کا معاملہ یہ ہے تو درحقیقت یہ بندہ مومن کے لیے اس کی رب سے مناجات کا ایک اعزاز ہے جو اس کو جان و مال اور اولاد سے زیادہ عزیز ہوتا ہے، اور وہ اس اعزاز کا مستحق اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ ربوبیت کو اس کی اسماء و صفات اور حقوق کے ساتھ پہچان لے اور وہ عبودیت اور اس کی عاجزی درماندگی، فقر و احتیاج کو جان لے اور وہ ہر حقدار کو اس کا حق پورے طور سے دینے کا عادی ہو جائے، اسی لیے حسی و معنوی طہارت اس کے لیے ناگزیر ہے اور جسمانی و قلبی ستر پوشی ضروری ہے، اور بیت اللہ کی طرف منہ کرنا جس قدر ممکن ہو، کلام اللہ کی تلاوت کرنا اور تکبیر و تسبیح کا اہتمام کرنا لازم ہے۔“ ❷

نماز ذریعہ تقرب الہی ہے:

نماز کے ذریعہ بندہ اپنے رب کی قربت حاصل کر لیتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بطور حکم فرمایا کہ آپ ابو جہل کی بات ہرگز نہ مانئے، اور مسجد حرام میں نماز پڑھتے رہیے اور عبادت کے ذریعہ اپنے رب کی قربت حاصل کرتے رہیے۔

﴿ كَلَّا لَا تَطَّعُهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝۱۹ ﴾ (العلق: ۱۹)

”ہرگز نہیں، آپ اس کی بات نہیں مانئے، اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجئے اور اس کا قرب حاصل کیجئے۔“

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)) ❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۰۵.

❷ نماز تالیف امام احمد بن حنبل، تحقیق و تصدیق شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ، ص: ۱۶-۱۷.

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۸۳.

”بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، لہذا
(سجدے میں) کثرت سے دعا کیا کرو۔“

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”نماز دل کو خوش رکھنے، قوت پہنچانے، اسے فراخ کرنے اور لذت و سرور
پہنچانے میں بہت عظیم الشان ہے۔ اس میں قلب و روح کا اللہ رب العالمین
کے ساتھ وصال ہوتا ہے، اللہ کے ذکر سے فائدہ ملتا ہے، اور اس کا قرب
حاصل ہوتا ہے، اس سے مناجات کے ساتھ لذت ملتی ہے۔ اللہ کے سامنے
کھڑے ہونا اس کی عبادت میں سارے جسم کے تمام اعضاء کا استعمال اور ہر
جسمانی عضو کو اس استعمال میں ایک حصہ ملنا نصیب ہوتا ہے۔ مخلوق سے تعلق اور
میل ملاقات سے فراغت ملتی ہے، اس سے آدمی کے دل و دماغ اور بدنی جوارح
اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک رب کریم کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں، نماز
کی حالت میں آدمی کو اپنے دشمن سے راحت ملتی ہے، بڑی بڑی پر تا شیردوایاں
اور خوش ذائقہ کھانے جس طرح صحت مند دلوں کو ہی نفع پہنچاتے ہیں،
اسی طرح سے نماز کے فوائد بھی اسے ہی حاصل ہوتے ہیں جس کا دل صحت مند
ہو، بیمار دل تو بیمار جسموں کی طرح ہوتے ہیں کہ جنہیں بڑی خوش ذائقہ اور
طاقت و رغزائیں بھی کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔“

(زاد المعاد: ۴/۳۰۴)

نماز بندے کی اپنے رب سے محبت کی علامت ہے:

صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث قدسی موجود ہے۔ مظہر خلق عظیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

((وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ ،

وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ .)) ❶

”اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔“

نماز نعمتوں کی شکرگزاری کا نام ہے:

ساتھ ہی نماز بندے کی اپنے رب کی عطا کردہ نعمتوں کی شکرگزاری ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی نیک صفات اور اچھے اخلاق و کردار میں مومنوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو جب کوئی ایسی خبر موصول ہوتی، جس سے آپ خوش محسوس کرتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے سجدہ ریز ہو جاتے۔ چنانچہ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آتَاهُ أَمْرٌ فَسَرَّ بِهِ فَخَرَّ لِلَّهِ سَاجِدًا .)) ❷

”یقیناً نبی آخر الزماں ﷺ کے پاس کوئی ایسی خبر آتی، جس سے آپ خوش ہوتے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے۔“

نماز بھلائی کا دروازہ ہے:

نماز ”باب الخیر“ بھلائی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم: ۶۵۰۲۔

❷ سنن ترمذی، ابواب الأیمان والنذور، باب ماجاء فی سجدة الشکر، رقم: ۱۵۷۸۔ سنن أبو داؤد، کتاب الجهاد، باب فی سجود الشکر، رقم: ۲۷۷۴۔ إرواء الغلیل للألبانی، رقم: ۴۷۴۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَىٰ أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جَنَّةٌ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ
الْحَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ))
”کیا میں تجھے بھلائیوں کے دروازے نہ بتاؤں؟ سن لیجیے روزہ ڈھال ہے،
صدقہ گناہوں کو یوں مٹا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا
آدھی رات کو نفل ادا کرنا۔“

بعد ازاں آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں:

﴿ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ
طَمَعًا ۗ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿١٥﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ
لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً مِّمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ ﴾ (السجدة: ١٦-١٧)
”رات میں ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں، اپنے رب کو اس کے
عذاب کے ڈر سے اور اس کی جنت کے لالچ میں پکارتے ہیں، اور ہم نے انہیں
جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُس
کے نیک اعمال کے بدلے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں چھپا کر
رکھی گئی ہیں۔“ ①

نماز تحفہ آسمانی ہے:

نماز کے عظیم الشان ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ نماز وہ پہلا فریضہ ہے جو امام
المؤمنین ﷺ پر فرض کیا گیا، اور آسمان پر شب معراج میں امت اسلامیہ کو یہ فریضہ بطور تحفہ
عنایت کیا گیا۔ قصہ معراج میں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا:

((فَفَرَضَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً ، فَرَجَعْتُ
بِذَلِكَ حَتَّىٰ مَرَرْتُ عَلَىٰ مُوسَى ، فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَيَّ

① سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۶۔ مسند أحمد: ۲۳۱/۵، رقم: ۲۲۰۱۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلَاةً ، قَالَ: فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ، فَرَاغَتْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى قُلْتُ ، وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ، فَرَاغَتْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ، فَرَاغَتْهُ فَقَالَ: هُنَّ خَمْسٌ وَهُنَّ خَمْسُونَ ، لَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ، فَرَجَعَتْ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ، وَعَشِيهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ؟ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ ، فَإِذَا فِيهَا حَبَائِلُ اللَّوْلُؤِ ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمَسْكُ .)) ❶

”اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں، میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے، کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔ میں واپس بارگاہ رب العزت میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ دوبارہ جائیے کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں ہے۔ پھر میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جائیے، کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی، پھر میں بار بار آیا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ یہ نمازیں پانچ ہیں، اور ثواب میں پچاس کے برابر ہیں۔ میری بات بدلی نہیں جاتی۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جاؤ، لیکن میں نے کہا کہ مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ پھر جبرئیل مجھے ”سدرۃ المنتہی“ تک لے گئے، جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا۔ جن کے بارے مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں؟ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے ہار ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔“

نماز اور یا بندی وقت:

نماز سے مت کہہ مجھے کام ہے

کام سے کہہ وقت نماز ہے

نماز کو اس کے متعینہ وقت پر ادا کرنا ضروری ہے، نماز کی عظمت شان کا یہاں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ پوچھا گیا کہ کون سا عمل زیادہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الصَّلَاةُ عَلَى وَفْتِهَا)) ❶ ”مقررہ وقت پر نماز پڑھنا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝۱۰ ﴾

(النساء: ۱۰۳)

”بے شک نماز مقررہ اوقات میں مومنوں پر فرض کر دی گئی ہے۔“

نماز کو اس کے وقت مقررہ سے لیٹ کرنا، اور اس کی ادائیگی میں غفلت برتنا نفاق کی

علامت ہے، جیسا کہ آئندہ سطور میں آئے گا۔

قارئین کرام! ایسے لوگوں کی اللہ عزوجل نے کلام پاک میں بارہا مذمت فرمائی ہے،

❶ صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلوة، رقم: ۵۲۷.

جو نماز میں یا بندگی وقت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ﴿٥﴾ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٦﴾﴾ (الماعون: ۴-۶)

”پس ویل یا ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں، جو لوگوں کو دکھاتے ہیں۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ”اس سے مراد وہ منافقین ہیں جو لوگوں کے سامنے تو نماز پڑھتے ہیں، اور تنہائی میں نہیں پڑھتے۔ اور مسروق رحمہ اللہ وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ لوگ نماز تو پڑھتے ہیں جیسا کہ ”المصلین“ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے، لیکن وہ نمازوں کو ان کے متعین اوقات میں نہیں پڑھتے۔ اور عطاء بن دینار رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ لوگ نمازوں کو اول اوقات میں نہیں پڑھتے بلکہ ہمیشہ یا اکثر و بیشتر آخری وقت میں پڑھتے ہیں، یا نماز پڑھتے وقت اس کے ارکان و شروط کا خیال نہیں رکھتے، یا اس میں خشوع و خضوع کا خیال نہیں رکھتے۔ ﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ کے الفاظ ان تمام ہی صورتوں کو شامل ہیں، تو جس کے اندر مذکورہ بالا تمام صفیں پائی جائیں گی، وہ مکمل عمل نفاق میں مبتلا ہوگا، جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ منافق کی نماز ہے، وہ منافق کی نماز ہے، وہ منافق کی نماز ہے۔ بیٹھا آفتاب کو دیکھتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ شیطان کی دو سینگوں کے درمیان پہنچ جاتا ہے تو چار بار ٹکر مار لیتا ہے، اللہ کو اس میں کم ہی یاد کرتا ہے۔“

(تیسیر الرحمان، ص: ۱۷۷۳)

مومنانہ صفت یہی ہے کہ نماز کو وقت پر ادا کیا جائے، اور اس میں غفلت بالکل بھی نہ برتی جائے۔ اللہ عزوجل نے مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَ اِقَامِ الصَّلَاةِ وَ اِيتَاءِ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾﴾ (النور: ۳۷)

”جنہیں کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت اللہ کی یاد سے، اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب مارے دہشت کے لوگوں کے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔“

نماز گناہوں سے پاک و صاف ہونے کا ذریعہ ہے:

نماز گناہوں سے پاک و صاف ہونے کا ایک ذریعہ اور سبب ہے۔ جیسا کہ آقائے نامدار، اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا . مَا تَقُولُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ قَالُوا: لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا . قَالَ: فَذَلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا .)) ①

”اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو، اور وہ روزانہ اس میں پانچ پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، ہرگز نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ ، مُكْفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ ، إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ .)) ②

”پانچوں نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک، اور ایک رمضان دوسرے تک کے گناہوں کیلئے کفارہ ہے، جب تک انسان کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا رہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوات، رقم: ۵۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۰۲۲۔

② صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۵۲۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ موسم سرما میں ایک دن باہر نکلے، جب کہ درختوں کے پتے گر رہے تھے، پس آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑیں تو پتے گرنے لگے، راوی کہتے ہیں: کہ آپ ﷺ نے کہا: اے ابو ذر! میں نے عرض کیا، حاضر ہوں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لِيَصَلِّيَ الصَّلَاةَ يُرِيدُ بِهَا وَجَهَ اللَّهِ ، فَتَهَافَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يَتَهَافَتْ هَذَا الْوَرَقَ عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ .)) ❶

”یقیناً مسلمان بندہ نماز پڑھتا ہے، اور اللہ کی خوشنودی چاہتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔“

اور اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿لَئِنْ آفَمْتُمْ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝۱۲﴾ (المائدہ: ۱۲)

”اگر تم لوگ نماز قائم کرو گے، اور زکاۃ دو گے، اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، اور ان کی مدد کرو گے، اور اللہ کو اچھا قرض دیتے رہو گے، تو بے شک میں تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا، اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ پس تم میں سے جو کوئی اس عہد و پیمان کے بعد کفر کی راہ اختیار کرے گا، وہ یقیناً سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوگا۔“

قارئین کرام! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے نماز پنجگانہ کی حفاظت کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ میں دنیا و آخرت میں ان کے گناہوں کو معاف کر دوں گا

❶ مسند أحمد: ۱۷۹/۵، رقم: ۲۱۵۵۶۔ حلیۃ الأولیاء: ۹۹/۶۔ شیخ شعیب الأرنؤوط نے اس کو ”حسن لغیرہ“ قرار دیا ہے۔

اور جنتیں عطا کروں گا۔ سبحان اللہ! جس کے گناہ مٹا دیے جائیں اور اور جنت حاصل ہو جائے بھلا اُسے اور کیا چاہیے؟

اللہ رب العزت نے مزید ارشاد فرمایا:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ ﴿١١٣﴾﴾ (ہود: ١١٤)

”اور آپ دن کے دونوں طرف اور رات گئے نماز قائم کیجئے، بے شک اچھائیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں، یہ اللہ کو یاد کرنے والوں کو نصیحت کی جا رہی ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں اور چونکہ نیکیوں میں نماز کا درجہ بہت ہی بلند اور اونچا ہے، لہذا یہ یقیناً برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔ صحیح بخاری میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رب العالمین ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❶

”جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت پڑھے، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے، تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے شان نزول میں امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ وغیرہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول مکرم ﷺ کے پاس آیا، اور کہا کہ میں شہر کے مضافات میں ایک عورت کا علاج کر رہا تھا، تو مجھ سے گناہ کا ارتکاب ہو گیا یعنی میں نے اس کا بوسہ لے لیا، آپ میرے بارے میں اپنا حکم صادر فرمادیں۔ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی، جب وہ آدمی جانے لگا، تو آپ ﷺ نے اسے بلا لیا اور یہی آیت تلاوت فرمائی، یعنی اس گناہ کے بعد تم نے جو نیک عمل کیا ہے اس نے اس

❶ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ١٥٩، ١٦٠، ١٦٤.

گناہ کو ختم کر دیا ہے، یہ دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے؟ تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ:

((بَلِّ لِلنَّاسِ كَافَّةً)) ❶

”یہ تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔“

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ”برائیوں“ سے ”صغیرہ گناہ“ مراد ہیں۔ ❷
لیکن یہ بات یاد رہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، اور صدق دل سے اس میں یہ دعا پڑھتا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ ، كَلْمَهُ ، دِقَّةً وَجِلَّةً ، وَاوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ ،
وَعَلَانِيَّتَهُ وَسِرَّهُ)) ❸

”اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ تمام گناہ بخش دے۔“

تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دے گا۔ ان شاء اللہ!

نماز تو بڑی دور کی بات ہے، ابھی اس نماز پڑھنے والے نے صرف طہارت حاصل کی ہے کہ اُس کے سارے گناہ ختم ہو گئے، اور نماز کے لیے چلنا، اور پھر نماز ادا کرنا اس کے لئے بلندی درجات کا باعث بن گیا۔ سیدنا عبداللہ الصناجی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوْ الْمُؤْمِنُ فَعَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ
وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بَعِيْنِيْهِ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ
الْمَاءِ اَوْ نَحْوِ هٰذَا ، وَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ
كَانَ بَطَشْتَهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا))

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، رقم: ۷۰۰۴۔ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، رقم: ۵۲۶۔

❷ إرشاد الساری شرح صحیح بخاری۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۰۸۴۔

مِنَ الذَّنُوبِ .)) ❶

”جب کوئی مسلم یا مؤمن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کئے ہوتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کئے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔“

اور جب نمازی نماز میں کھڑا ہو جاتا ہے، اور امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا ہے تو آمین کہے، اور اس کا ”آمین“ کہنا فرشتوں کی آمین سے مل جائے تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ پیارے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقُولُوا:

أَمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَاَفَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ عُفِرَ لَهُ مَا نَقَدَمَ مِنْ ذَنْبِهِ .)) ❷

”جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے، تو تم کہو، آمین۔ پس جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

اور جب وہ رکوع سے اٹھ کھڑے ہونے کے بعد ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ پڑھتا ہے تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

❶ سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی فضل الوضوء، رقم: ۲۔ مسند أحمد: ۳۰۳/۲۔

سنن دارمی، رقم: ۷۲۴۔ مؤطا، رقم: ۷۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التسمیع والتحمید والتأمین، رقم: ۹۲۰۔ صحیح بخاری،

کتاب الأذان، باب جہر المأموم بالتأمین، رقم: ۷۸۲۔

((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: "اللَّهُمَّ رَبَّنَا
وَلَكَ الْحَمْدُ" فَإِنَّهُ مَنْ وَاَفَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ عُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ
مِنْ ذَنْبِهِ.)) ❶

”جب امام ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہے، تو تم ”اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ
الْحَمْدُ“ کہو، کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گیا، اس کے
پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

الغرض نماز کے اور بھی بہت سے متعلقات و ملحقات گناہوں سے پاک صاف کرتے
ہیں، مثلاً ”المشي الى المساجد“ ”نماز کے لیے چلنا۔“ اور ”انتظار الصلاة بعد
الصلاة“ ”ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔“ وغیرہ۔

نبی رحمت ﷺ کی نماز کے متعلق آخری وصیت:

ہر درد مند کو رونا یہ میرا رولا دے
بیہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

نماز کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث رسول ﷺ سے بھی لگایا جاسکتا ہے، جس میں
ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت آپ کی آخری وصیت اور اُمت سے آپ کا آخری عہد
و پیمان یہی تھا کہ وہ نماز کے سلسلہ میں اور غلاموں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈریں، اس کا
تقویٰ اختیار کریں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَتْ عَامَّةً وَصِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ،
وَهُوَ يَغْرُغِرُ بِنَفْسِهِ: الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ.)) ❷

”آخری لمحات زندگی میں بوقت وفات، رسول اللہ ﷺ کی عام وصیت (اور

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم: ۷۹۶۔

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، رقم: ۲۶۹۷۔ إرواء الغلیل، رقم: ۲۱۷۸۔ فقہ السیرة، رقم:

۵۰۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

أمت سے آپ کا آخری عہد و پیمان (یہی تھا کہ وہ نماز کے متعلق اور غلاموں کے سلسلہ میں اللہ سے ڈریں۔“

اسی طرح سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے آخری کلمات یہی تھے:

((الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ .)) ❶

”نماز اور غلاموں کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔“

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے انتہائی مخلص دوست رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی:

((لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ وَحَرِقَتْ ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئْتُ مِنْهُ الدِّمَّةُ ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ .)) ❷

”تم اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے جلا دیا جائے۔ اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا اس سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ گئی۔ اور شراب مت پینا کیونکہ وہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔“

بقول شاعر:

سرکشی نے کر دیئے دھندلے نقوشِ بندگی
اُو سجدہ میں گریں لوحِ جبیں تازہ کریں

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، رقم: ۲۶۹۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، رقم: ۴۰۳۴۔ إرواء الغلیل، رقم: ۲۰۸۶۔ التعلیق الرغیب:

۱۹۵/۱۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۵۸۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

نماز بندہ مومن کی کرامت ہے:

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک، قرآن مجید میں نماز کی بڑی اہمیت بیان فرمائی ہے اور نماز اور نمازیوں کی تکریم کی ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ① الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ ②﴾

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ④﴾ (المؤمنون: ۱، ۲، ۹)

”یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں..... اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔“

انسان طبعی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے، جب اسے کوئی بھاری مصیبت لاحق ہوتی ہے تو صبر کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے، واویلا کرنے لگتا ہے، اور انتہائی بے چینی اور اضطراب کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ اور جب اللہ کی جانب سے مال و دولت سے نوازا جاتا ہے تو پرلے درجے کا بخیل بن جاتا ہے، اپنے اوپر اللہ کے احسانات کو بھول جاتا ہے، اور اپنوں اور غیروں پر اس میں سے ایک پیسہ خرچ کرنے کے تصور سے اس کی جان نکلنے لگتی ہے۔

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ⑱ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ⑲﴾

﴿وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ⑲﴾ (المعارج: ۱۹-۲۱)

”بے شک آدمی جزع و فزع کرنے والا اور حریص پیدا کیا گیا ہے، جب اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً گھبرانے لگتا ہے، اور جب اُسے کوئی نعمت ملتی ہے تو بڑا بخیل بن جاتا ہے۔“

آیات (۲۲) سے (۳۵) تک اللہ تعالیٰ نے جزع و فزع اور شدت حرص و طمع سے شفا پانے کے

اسی نسخہ کیمیا کو بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں بیماریوں سے اللہ تعالیٰ ان کو شفا دے گا۔

﴿إِلَّا الْمُصَلِّينَ ⑳ الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ㉑﴾

..... ﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ㉑﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ

﴿مُكْرَمُونَ﴾ (المعارج: ۲۲، ۲۳..... ۳۴، ۳۵)

”سوائے اُن نمازیوں کے جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔..... اور جو اپنی

نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہی لوگ جنتوں میں معزز و مکرم ہوں گے۔“

یعنی جو لوگ ”اپنی پجگاہ نمازیں، شروط و ارکان کا التزام کرتے ہوئے، خشوع و

خضوع، طمانیت، رکوع، سجدہ اور قیام“ میں اعتدال کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے مقرر

اوقات میں ادا کرتے ہیں۔

مفسرین لکھتے ہیں: آیت میں نمازوں کے اہتمام کا ذکر دو بار آنا، نماز کی فضیلت اور

دیگر اعمال صالحہ کے مقابلہ میں اس کی عظمت و اہمیت کی دلیل ہے۔ اللہ کے جو مومن بندے

ان اوصاف کے حامل ہوں گے، اللہ کے فضل و کرم سے آیت (۱۹) میں مذکور نفسیاتی بیماری

سے وہ محفوظ رہیں گے، اور جب دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچیں گے، تو اللہ

تعالیٰ انہیں عزت و اکرام کے ساتھ جنتوں میں جگہ دے گا۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۱۶۴۰-۱۶۴۱)

نماز کی ادائیگی اور پابندی کی تاکید خاص:

نماز کو مومنوں کی صفات میں ذکر کرنا بھی حفاظت نماز کے متعلق تاکید خاص کا ایک

انداز ہے، بطور نمونہ کے چند آیات ملاحظہ ہوں:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ

يُحَافِظُونَ﴾ (الأنعام: ۹۲)

”اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، اور

وہی اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔“

اور سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝﴾

(البقرۃ: ۲، ۳)

”اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی کرتی ہے، جو نبی امور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

یعنی جب وہ نماز ادا کرتے ہیں تو ان سنتوں کو بھی ادا کرتے ہیں جو فرض نمازوں سے پہلے اور بعد میں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہیں۔ یہی وہ نماز ہے جس کی پابندی کرنے والوں کی اللہ نے قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں تعریف کی ہے:

﴿وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (النساء: ۱۶۲)

”اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں، اور زکوٰۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، انہیں ہم اجر عظیم عطا کریں گے۔“

اور سورۃ النمل میں فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾ (النمل: ۳)

”جو نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، ان کا آخرت پر پورا یقین ہوتا ہے۔“

نیز بے شمار مقامات پر خصوصی طور سے نماز کا ذکر فرمایا ہے اور اس کی ادائیگی و پابندی

کی خاصی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوَسْطَىٰ وَ قَوْمُوا لِلَّهِ قُدَّتَيْنِ﴾ (البقرة: ۲۳۸)

”اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، اور بالخصوص بیچ والی (درمیانی) نماز کی، اور اللہ کے حضور پرسکون اور خشوع کے ساتھ کھڑے ہو۔“

مزید برآں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عُہد کی طرف خط لکھا:

((إِنَّ أَمْرَكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافِظَ عَلَيْهَا،

حَفِظَ دِينَهُ ، وَمَنْ ضَيَعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضِيعٌ .)) ❶

”یقیناً میرے نزدیک تمہارے امور میں سے سب سے اہم اور ضروری کام نماز ہے، جس شخص نے اس کی پابندی کی اور اس پر کاربند رہا، اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا۔ اور جس نے اسے ضائع کر دیا وہ دوسرے معاملات میں بالاولیٰ سست و کوتاہ ہوگا۔“

نماز جسم اور روح کی غذا:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نماز جسم اور روح دونوں کی مشترکہ ورزش بھی ہے، قیام، رکوع، سجود، تَوَرُّک اور پھر ایک سے دوسری حالت کی طرف جانے والی حالتوں پر مشتمل کئی ایک حرکات اور حالتوں والی یہ نماز کہ جس میں اکثر اعضاء متحرک ہو جاتے ہیں پوری ایک بدنی ورزش ہوتی ہے، اور ان مفاصل کے ساتھ ساتھ پیٹ کے اعضاء بھی ورزش کر رہے ہوتے ہیں، جیسے کہ معدہ، انتڑیاں سانس کو چالو رکھنے والے حصے اور غذا، چنانچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان حرکات سے غذائی مواد کو تحلیل و تھضم اور تقویت دینے میں مدد ملتی ہے، بالخصوص نماز میں سانس کی قوت اور تیزی سے باہر نکلنے کے وقت بلڈ پریشر، نفس نماز میں صحت بدن کی حفاظت ہے، اس میں صحت ایمان اور دنیا و آخرت کی سعادت کی حفاظت کے علاوہ جسم کے لیے خوراک کے فاضل اور باہم خلط ملط ہونے والے مادوں کا گھل جانا بہت زیادہ نفع مند ہوتا ہے۔ اسی طرح تہجد کی نماز حفظ صحت کے اسباب میں سے سب سے زیادہ نفع بخش ہے اور کئی ایک دیرپا بیماریوں کو بہت زیادہ روکنے والی اور جسم، روح اور دل کے لیے بہت بہت زیادہ نشاط دینے والی ہوتی ہے۔“ ❷

❶ مؤطا امام مالک، کتاب وقوت الصلاة، رقم: ۶۔ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۰۳۷۔

❷ زاد المعاد: ۴/۲۱۰، ۲۴۷، ۲۴۸۔

نماز خواہشات نفسانی اور بے حیائی سے روکتی ہے:

نماز انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾

(العنکبوت: ۴۵)

”اور نماز قائم کیجئے، بے شک نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔“

”اللہ تعالیٰ کا قول برحق ہے کہ نماز یقیناً برائیوں سے روکتی ہے۔ اب اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے، اور برائیوں میں بھی ڈوب رہتا ہے تو ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ اس کی نماز، وہ نماز نہیں ہے جسے اس آیت کریمہ میں فواحش و منکرات سے روکنے والی نماز کہا گیا ہے۔“

(تیسیر الرحمن، ص: ۱۱۲۹)

فائدہ:..... نماز کا ترجمہ رکوع و سجود کی دعائیں سمجھ کر پڑھی جائیں تو برائیوں سے دُور رہنے میں مدد ملتی ہے۔ مزید برآں خشوع و خضوع میں اضافہ اور اللہ تعالیٰ سے محبت اور قربت حاصل ہوتی ہے۔

نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے:

احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ ، وَجَعَلْتُ قُرَّةَ عَيْنِي

فِي الصَّلَاةِ)) ❶

”دنیاوی اشیاء میں سے مجھے میری بیویاں اور خوشبو پسند ہے، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔“

نماز باعث نجات ہے:

نماز ذریعہ نجات ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۱۲۴.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا

الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ۝﴾ (الحج: ۷۷)

”اے ایمان والو! تم اپنے رب کے لئے رکوع کرو، اور سجدہ کرو، اور اسی کی عبادت کرو، اور کار خیر کرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝۱۶ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝۱۷﴾ (الاعلیٰ: ۱۴، ۱۵)

”یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جو (کفر و شرک سے) پاک ہو گیا، اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، پھر اس نے نماز پڑھی۔“

سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں، یقیناً میں نے محبوب رب العالمین، رسول امین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

((خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ أَحْسَنَ وَضُوءٍ هُنَّ وَصَلَاهُنَّ لَوْ فُتِنَ، وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ، كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ.)) ❶

”اللہ تعالیٰ نے (اپنے بندوں پر) پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جو شخص ان نمازوں کے لیے اچھی طرح وضو کرے، اور انہیں ان کے اوقات مقررہ میں پڑھے، اور ان کے رکوع اور خشوع کا پوری طرح خیال رکھے، (تو یہ بات) اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے لی ہے کہ اُسے بخش دے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ

❶ سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۴۲۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

وَتَعَالَى: أَنْظَرُوا هَلْ لِعِبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيَكْمَلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ
مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ.)) ❶

”روزِ قیامت ہر بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا، اور اگر نماز خراب ہوئی تو ناکام و نامراد ہوگا، اگر بندہ کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کے نامہ اعمال میں دیکھو کوئی نفلِ عبادت ہے؟ اگر ہوئی تو نفل کے ساتھ فرائض کی کمی پوری کی جائے گی، پھر اس کے تمام اعمال کا حساب اسی طرح ہوگا۔“

نماز حصول جنت کا ذریعہ ہے:

ہر بات میں راضی برضا ہو تو مزا دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

اللہ تعالیٰ کے جو مومن بندے نماز کی حفاظت کرتے ہیں، جب دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچیں گے، تو اللہ غفور رحیم انھیں عزت و اکرام کے ساتھ جنتوں میں جگہ دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿۳۴﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ
مُكْرَمُونَ ﴿۳۵﴾﴾ (المعارج: ۳۴-۳۵)

”اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں، وہی لوگ جنتوں میں معزز و مکرم رہیں گے۔“

اور اُمی نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا
يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.)) ❷

❶ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۴۱۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۴۳۶۔

”جو شخص طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھے گا، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا، یعنی فجر اور عصر کی نماز۔“

اس حدیث کو سرورِ دو عالم ﷺ نے بایں الفاظ بھی ادا فرمایا کہ:

((مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ❶

”جس نے دو ٹھنڈی (یعنی فجر اور عصر) نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

اور جو شخص سننِ راتبہ پر محافظت کرتا ہے اسے بھی رسالتِ مآب ﷺ نے جنت میں ایک گھر کی بشارت دی ہے۔ چنانچہ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً بِنِي لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ: أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرَبِ، وَرُكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، صَلَاةِ الْعَدَاةِ)) ❷

”جو شخص (باقاعدگی سے) بارہ رکعت (سنتیں) ادا کرے، اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے، ظہر سے پہلے چار رکعت، اور اس کے بعد دو رکعت، دو رکعت نمازِ مغرب کے بعد، دو رکعت نمازِ عشاء کے بعد اور دو رکعت نمازِ فجر (صبح کی نماز) سے پہلے۔“

اور جو شخص دن ہو یا رات تحیۃ الوضوء کا اہتمام کرتا ہے وہ بھی جنت حاصل کر لیتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فجر

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۴۳۸۔

❷ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۴۱۹۔ مسند أبو داؤد طیالسی، رقم: ۴۱۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۰۳/۲، ۲۰۴۔ مسند أحمد: ۳۲۶/۶، ۳۲۷۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۳۹۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۴۵۱، ۲۴۵۲۔ مستدرک حاکم: ۱/۳۱۱۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کے وقت پوچھا:

((حَدِيثِي بَارِجِي عَمَلٍ عَمَلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ.))

”مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک عمل بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے، کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جو تون کی چاپ سنی ہے۔“
تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی عمل نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفلی نماز پڑھتا رہا، جتنی میری تقدیر میں لکھی گئی تھی۔ ❶

اور سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوءَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَصَلِّي رَكَعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.)) ❷
”جو مسلمان آدمی خوب اچھی طرح وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دل اور منہ سے (ظاہری، اور باطنی طور پر) متوجہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“

نماز اور آسمانی ادیان:

نماز ایک ایسا دینی فریضہ ہے جو تمام ادیان سماویہ میں موجود رہا ہے، جتنے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمائے، وہ سارے کے سارے نماز کی پابندی کیا کرتے تھے اور اپنی امم کو نماز کی تلقین کیا کرتے تھے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْنَاهُمْ آيَةً يَهْتَدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ

❶ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ، رقم: ۶۳۲۴۔ مسند أحمد: ۴۳۹، ۳۳/۲۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الطہارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، رقم: ۵۵۳۔

وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَكَانُوا لَنَا عَبْدِينَ ﴿٧٣﴾ (الأنبياء: ٧٣)
 ”اور ہم نے انھیں پیشوا بنایا جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے
 تھے۔ اور ہم نے ان کے پاس وحی بھیجی تھی کہ وہ اچھے کام کریں، اور نماز قائم
 کریں اور زکوٰۃ دیں اور وہ سب ہماری ہی عبادت کرتے تھے۔“

سیدنا زکریا علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیدنا زکریا علیہ السلام، مریم علیہا السلام کے ساتھ اللہ کا فضل و کرم دیکھتے ہیں، تو اپنی کبر سنی اور بیوی
 کے سن یا س کو پہنچ جانے کے باوجود ولد صالح کے لیے دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
 ان کی دعا قبول کر لی، اور فرشتوں کے ذریعے ولد صالح کی بشارت بھیج دی، فرشتوں نے
 آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے، جس کا نام یحییٰ ہوگا، جو
 سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرے گا، علم و عبادت میں لوگوں کا سردار ہوگا، گناہوں
 سے محفوظ رہے گا، اور نبی صالح ہوگا، سیدنا زکریا علیہ السلام کو جس وقت یہ خوشخبری ملی۔ آپ
 حالت نماز میں تھے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَتَادُّنُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ ۗ اَنَّ اللّٰهَ
 يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا لِّكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ
 نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٣٩﴾ (آل عمران: ٣٩)

”تو فرشتوں نے انھیں آواز دی، جب کہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے
 تھے کہ اللہ آپ کو یحییٰ کی بشارت دے رہا ہے، جو اللہ کے کلمہ (عیسیٰ) کی
 تصدیق کرنے والا، سردار، پاکباز اور صالح نبی ہوگا۔“

سیدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور حفاظت نماز:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو حکم فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو مساجد
 کے طور پر استعمال کرو، اور اندر ہی نماز پڑھ لیا کرو، تاکہ فرعون کے کارندے تمہیں باہر
 مساجد میں نماز پڑھتے دیکھ کر ایذا نہ پہنچائیں۔

﴿وَ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّأَ لِقَوْمِكَمَا بِمِصْرَ بِيوتًا
وَ اجْعَلُوا بُيوتَكُمْ قِبْلَةً وَ اقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (٨٧)

(یونس: ٨٧)

”اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر مہیا کرو، اور اپنے ان گھروں کو مسجد بنا لو اور پابندی کے ساتھ نماز ادا کرو، اور اے موسیٰ! آپ مومنوں کو خوشخبری دے دیجیے۔“

سیدنا عیسیٰ ﷺ اور حفاظت نماز:

سیدنا عیسیٰ ﷺ لوگوں کی بات سن کر بول پڑتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے ازل میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ مجھے انجیل دے گا اور مجھے نبی بنائے گا، اور میں جہاں بھی رہوں گا اس نے مجھے صاحب خیر و برکت، اور صاحب دعوت بنایا ہے۔ میں اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہوں گا، اور مجھے وصیت کی ہے کہ تادم حیات نماز پڑھوں، اور زکوٰۃ ادا کروں.....:

﴿قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ٱثْنَيْتَيْ أَلْفَيْتَيْ نَبِيًّا ۖ وَ
جَعَلَنِي مُبْرَكًا آيَةً ۖ وَ أَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ
مَا دُمْتُ حَيًّا ۗ﴾ (مریم: ٣٠-٣١)

”کہا (عیسیٰ نے) بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے انجیل دی ہے، اور مجھے نبی بنایا ہے، اور جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے۔“

سیدنا شعیب ﷺ اور حفاظت نماز:

سیدنا شعیب ﷺ بکثرت نماز پڑھتے تھے اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے، اسی لیے کفار نے ان کی پیش کردہ دعوت کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ اے شعیب! کیا آپ کی نمازیں آپ کو حکم

کرتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو ترک کر دیں جن کی پرستش ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے۔
﴿قَالُوا يُشْعِبُكَ صَلَاتُكَ فَأْمُرْكَ أَنْ تَنْتُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا﴾

(ہود: ۸۷)

”انہوں نے کہا، اے شعیب! کیا تمہاری نمازیں تمہیں حکم دیتی ہیں کہ ہم ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے؟“

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد کو بیت حرام کے پاس اس لیے بساتے ہیں کہ وہ وہاں نماز قائم کریں۔

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ
بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (ابراہیم: ۳۷)

”اے ہمارے رب! میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے بیت حرام کے پاس ایک وادی میں بسایا ہے، جہاں کوئی کھیتی نہیں ہے، اے ہمارے رب! میں نے ایسا اس لیے کیا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں۔“

اور پھر انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا بھی کی کہ وہ انہیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنا دے، اور ان کی تمام دعاؤں کو بالعموم اور اس دعا کو بالخصوص قبول فرمائے:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ
دُعَاءِ ۙ﴾ (ابراہیم: ۴۰)

”اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا دے، اے ہمارے رب! اور میری دعا کو قبول فرمائے۔“

سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیدنا اسماعیل علیہ السلام رسول اور نبی تھے۔ نماز کی خود پابندی کرتے اور اپنے اہل و عیال

کو نماز و زکوٰۃ اور دیگر نیک کاموں کا حکم دیتے تھے، تاکہ دوسروں کے لیے اچھی مثال بنیں۔

﴿وَ اذْکُرْ فِی الْکِتَابِ اِسْمَاعِیْلَ ۙ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ کَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ۝۵۶﴾ وَ کَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّکٰوةِ ۙ وَ کَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا ۝۵۷﴾ (مریم: ۵۴-۵۵)

”اور آپ قرآن میں اسماعیل کا ذکر کیجیے، وہ وعدہ کے بڑے سچے تھے، اور رسول و نبی تھے، اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے، اور وہ اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے۔“

سیدنا سلیمان علیہ السلام اور حفاظت نماز:

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا نماز کے متعلق شوق دیکھنے گا، ایک دن گھوڑوں کی دیکھ بھال میں ایسا مشغول ہوئے کہ عصر کی نماز کا وقت گزر گیا، چنانچہ سیدنا سلیمان علیہ السلام اس پر بائیں الفاظ اظہار افسوس کرتے ہیں:

﴿اِذْ عَرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصَّفِیْنَتُ الْجِیَادُ ۙ فَقَالَ اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْحَبْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ ۙ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۙ﴾ (ص: ۳۱-۳۲)

”جب شام کے وقت ان کے سامنے عمدہ گھوڑے لائے گئے، تو انھوں نے کہا کہ میں اپنے رب کی یاد سے غافل ہو کر ان گھوڑوں میں دلچسپی لینے لگا، یہاں تک کہ آفتاب پردے میں چھپ گیا۔“

امام الانبیاء، سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ اور حفاظت نماز:

اللہ تعالیٰ نے محسن انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ نماز ہر قسم کی برائیوں سے روکتی ہے۔

﴿ اَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾

(العنکبوت: ۴۵)

”نماز قائم کیجیے، بے شک نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“

دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ

يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ ﴾ (ہود: ۱۱۴)

”اور آپ دن کے دونوں طرف اور رات گئے نماز قائم کیجیے، بے شک اچھائیاں

برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔“

اور سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا:

﴿ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ط

إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۸)

”آپ زوال آفتاب کے وقت سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کیجیے، اور فجر

کی نماز میں قرآن پڑھیے، بے شک فجر میں قرآن پڑھنے کا وقت فرشتوں کی

حاضری کا وقت ہوتا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جو

سب سے اہم عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا سب سے بہتر طریقہ ہے، جیسا کہ

اللہ نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا ہے:

﴿ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ط ﴾ (البقرۃ: ۴۵)

”اے مسلمانو! تم لوگ صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگو۔“

”مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد نماز پنجگانہ ہے، جس کی ادائیگی ان کے محدود

اوقات میں فرض ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ ﴿ دُلُوكِ

الشَّمْسِ ﴿ کا معنی ”زوال آفتاب“ ہے، جو ظہر اور عصر کی نماز پر دلالت کرتا ہے، اور ﴿عَسَقِ اللَّيْلِ﴾ سے مراد ”رات کی تاریکی“ ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان مشترک ہے، اور ﴿قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ سے مراد ”نماز فجر“ ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۸۲۰) حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”معلم کائنات، محمد رسول اللہ ﷺ کی متواتر قولی اور فعلی سنتوں کے ذریعہ ان اوقات کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے، اور ابتدائے اسلام سے آج تک امت اس پر عمل پیرا ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

مفسر ابو السعد د لکھتے ہیں: ”کہ جبریل علیہ السلام نے ہر نماز کا وقت بیان کر دیا، اور نبی کریم ﷺ نے ہر نماز کی تعداد رکعات بیان فرمادی۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۸۲۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو نماز کی حفاظت اور پھر اس راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف پر صبر کرنے کا حکم فرمایا، اور ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تلقین کریں۔

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ: ۱۳۲)

”اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں، اور خود بھی اس کی پابندی اور حفاظت کیجیے۔“

”نماز ہی وہ فریضہ ہے جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر عمل اور ہر فرض سے پہلے نبوت کے ذریعے حکم دیا ہے اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت نبی کریم ﷺ نے اس کی وصیت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار رہو نماز کے معاملہ میں، اپنے غلاموں کے معاملے میں“ دوسری حدیث ہے کہ ”یہ نماز تمام انبیاء کی اپنی امت کو وصیت رہی ہے اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت وہ ان کو آخری تلقین اسی کی کرتے ہیں۔“ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ”آپ ﷺ زندگی کے آخری لمحات میں فرما رہے تھے کہ نماز، نماز اور نماز۔“

نماز وہ اولین فریضہ ہے جسے ان پر فرض کیا گیا اور سب سے آخر میں اس کی وصیت

کی گئی، یہ اسلام سے رخصت ہونے والا آخری عمل ہے اور قیامت کے دن بندے سے پوچھا جانے والا سب سے پہلا عمل، یہ اسلام کا ستون ہے، اس کے بغیر اسلام باقی رہتا ہے، نہ دین، اللہ کے لیے اپنے تمام معاملات عام طور سے اور نمازوں میں خاص طور سے تقویٰ اختیار کیجیے، اسے مضبوطی سے تھام لیجیے، اسے ضائع ہونے سے بچائیے، اس کا مذاق اڑانے سے دریغ کیجیے اور اس میں امام سے آگے بڑھنے سے کنارہ کش رہیے اور شیطان کے دھوکے میں نہ آئیے کہ آپ کو نماز سے باہر کر دے کہ یہ آپ کے دین کا آخری حصہ ہے اور جس کے دین کا آخری حصہ چلا گیا، اس کا پورا دین چلا گیا تو اپنے دین کے آخری حصہ کو مضبوطی سے تھام لیجیے۔“^①

نبی کریم ﷺ کی نماز سے والہانہ شیفنگی:

آنحضرت ﷺ کی نماز سے والہانی شیفنگی اور اس کے اہتمام کا اندازہ فرمائیے گا کہ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوچ جایا کرتے، انہیں ورم پڑ جاتا۔ چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

((قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟))^②

”نبی کریم ﷺ رات کو اتنا لمبا قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک کو ورم پڑ جاتا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی اگلی کھچلی تمام خطائیں معاف کر دی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا میں (اللہ تعالیٰ کا) شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“

اور بعض دفعہ تمام رات نماز پڑھتے رہتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ

① نماز، از امام احمد بن حنبل، تحقیق شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۸۰-۸۱۔

② صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۳۶۔

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح تک ایک ہی آیت کے ساتھ قیام فرمایا، یعنی صرف یہی آیت تلاوت فرماتے، اور رکوع و سجود کرتے رہے، اور وہ آیت کریمہ یہ ہے:

﴿إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۗ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۱۸﴾﴾ (المائدہ: ۱۱۸)

”اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے تو بلاشبہ وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو یقیناً تو غالب حکمت والا ہے۔“ ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا: ”ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔“ اس وقت آپ سے کہا گیا کہ سیدنا ابوبکر بڑے نرم دل انسان ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لیے مشکل ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے پھر دوبارہ یہی حکم صادر فرمایا، اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرا دی گئی۔ چنانچہ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم تو بالکل یوسف علیہ السلام کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔“ بالآخر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ نے بیماری میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ بوجہ تکلیف زمین پر لگ رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لیے فرمایا۔ پھر آپ قریب آئے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے..... اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔“ ❷

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاة، باب ماجاء في صلاة الليل، رقم: ۱۳۵۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔ مسند احمد: ۱۴۹/۵، رقم: ۲۱۳۲۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۱۱/۴۹۷-۴۹۸۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۳/۳۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب حدّ المريض أن يشهد الجماعة، رقم: ۶۴۴۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوقِ نماز:

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان میں اسی لیے نمازی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذوقِ نماز اور نماز سے بے پناہ شغف کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی نماز نہیں ترک کرتے تھے، وہ مسجد کا رخ کرتے اور بارگاہِ ایزدی میں حاضری بجالاتے تھے۔ چنانچہ:

☆ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے تو ان پر شدت سے رقت طاری ہو جاتی اور نماز میں اس درد سے روتے تھے کہ ان کے رونے کی وجہ سے آواز قرأتِ آخری صفوں تک نہیں پہنچتی تھی۔ ①

☆ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب منصبِ خلافت پر فائز ہوئے، تو آپ نے دین کی بقاء نماز میں سمجھی اور اپنے حکومتی عہدیداروں کو ان کی ذمہ داری کی یاد دہانی کراتے ہوئے لکھا:

((إِنْ أَمَّ أُمُورَكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ ، فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافِظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ ، وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ .)) ②

”تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت میرے نزدیک نماز کی ہے جو شخص اپنی نماز کی حفاظت کرے گا، اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہے گا وہ اپنے پورے دین کی حفاظت کرے گا، اور جو نماز کو ضائع کر دے گا تو وہ باقی تمام چیزوں کو بدرجہ اولیٰ برباد کر دینے والا ثابت ہوگا۔“

☆ سیدنا انس رضی اللہ عنہ قیام اور سجدہ میں اس قدر دیر لگاتے تھے کہ لوگ سمجھتے آپ کچھ بھول گئے ہیں۔ ③

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۷۸.

② مؤطا امام مالک، کتاب وقوت الصلاة، رقم: ۶۔ مشکوٰۃ: ۵۹/۱.

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب المکث بین السجدين، رقم: ۸۲۱.

☆ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صوم و صلوة کے پابند تھے، نماز کے ساتھ آپ کو والہانہ محبت تھی۔ ❶

آپ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو کئی کئی سورتیں پڑھ جاتے، اور اس طرح کھڑے ہوتے، معلوم ہوتا کہ کوئی ستون کھڑا ہے۔ ❷

☆ سیدنا تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ تہجد گزار تھے، ایک رات نماز تہجد کے لیے کھڑے ہوئے تو صرف ایک آیت کی تلاوت میں صبح کردی، بار بار اس کو دہراتے رہے..... اور وہ آیت کریمہ یہ تھی:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً هَيَّاهُمْ وَمَا تُهْمُ سَاءَ مَا يَخْتُمُونَ﴾ (الحاثیة: ۲۱)

”کیا جو لوگ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، ہم انہیں ان کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے اعمال صالحہ کیے، ان دونوں جماعتوں کا جینا اور مرنا ایک جیسا ہو، وہ لوگ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔“ ❸

☆ اور سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: میں ہر نماز کے وقت کا مشتاق رہتا ہوں، اور ان کا یہ بھی بیان ہے کہ جب سے میں حلقہ بگوش اسلام ہوا ہوں کوئی ایک نماز ایسی نہیں گزری کہ اس کی اقامت کے وقت میں با وضو نہ ہوں۔ یعنی اس کی تیاری کے لیے پہلے سے ہی با وضو تھا۔ ❹

☆ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ: ”انہوں نے نماز میں ایک شخص کو غیر حاضر پایا، چنانچہ اس کے گھر گئے اور اس کو آواز دی تو وہ آدمی نکلا، آپ نے اس سے پوچھا، تم کو نماز سے کس چیز نے روکا تھا، اس نے کہا: امیر المؤمنین! ایک بیماری

❶ حلیۃ الأولیاء: ۱/ ۲۵۵. ❷ الإصابة: ۱/ ۸۱-۸۲. أسد الغابة: ۳/ ۲۴۸۳.

❸ أسد الغابة: ۱/ ۴۲۹. ❹ سیر أعلام النبلاء: ۳/ ۱۶۴.

ہے، اگر میں نے آپ کی آواز نہ سنی ہوتی تو میں نہ نکلتا، یا اُس نے کہا کہ میں نہ نکل سکتا تھا، تو آپ نے فرمایا: ”تو نے نماز کی پکار کو چھوڑ دیا جو میری پکار کے مقابلہ میں تم پر کہیں زیادہ واجب ہے“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی کے بارے میں آتا ہے کہ: ”انہوں نے کچھ لوگوں کو نماز میں نہیں پایا تو کہا: کیا بات ہے یہ لوگ نماز سے پیچھے رہتے ہیں؟ ان کے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے دوسرے بھی پیچھے ہونے لگتے ہیں؟ وہ لوگ مسجد میں آئیں ورنہ میں ان کے پاس ایسے لوگوں کو بھیجوں گا جو انہیں گردن سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لائیں گے۔“ پھر فرماتے ہیں: ”نماز میں حاضر رہو، نماز میں حاضر رہو۔“^①

سلف صالحین کے نماز سے بے پناہ محبت کے چند نمونے:

☆ عثمان بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ گزشتہ تیس (۳۰) سالوں سے میرا یہ معمول ہے کہ جب بھی مؤذن اذان دیتا ہے تو میں مسجد میں موجود ہوتا ہوں۔^②

☆ ابو حیان اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ الربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کو نماز کے لیے لایا جاتا تھا حالانکہ وہ فالج میں مبتلا تھے، پس ان سے کہا گیا کہ آپ کے لیے تو (شرعی طور پر) رخصت موجود ہے، تو فرمانے لگے، میں مؤذن کی ((حَسْبِيَ عِلْسِي الصَّلَاةِ)) ”آؤ نماز کی طرف“ سنتا ہوں تو نماز کے لیے مسجد میں کیوں نہ آؤں؟ پس تم لوگ بھی نماز کے لیے مسجد میں آسکو تو ضرور آؤ، اگر چہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے ہی کیوں نہ آنا پڑے۔^③

☆ سیدنا مصعب فرماتے ہیں کہ عامر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن زبیر نے مؤذن کی آواز سنی

① نماز، از امام احمد بن حنبل، تحقیق شیخ محمد حامد اللقی، مقدمہ ص: ۱۲۲ تا ۱۲۳.

② سیر أعلام النبلاء: ۴ / ۲۲۱ - حلیۃ الأولیاء: ۱۶۲ / ۲.

③ سیر أعلام النبلاء: ۴ / ۲۶۰ - طبقات ابن سعد: ۶ / ۱۸۹، ۱۹۰ - المعرفة والتاریخ: ۲ / ۵۷۱ -

حلیۃ الأولیاء: ۲ / ۱۱۳، ۱۱۵.

اور ان کی روح پرواز کرنے والی تھی، تو انہوں نے کہا کہ میرا ہاتھ پکڑو (اور مجھے نماز کے لیے لے چلو) پس ان سے کہا گیا کہ آپ مریض ہیں، فرمانے لگے: میں اللہ کے داعی کی آواز سنتا ہوں، پھر میں اس پر لیک کیوں نہ کہوں؟ پس لوگوں نے ان کا ہاتھ پکڑا، اور نماز کے لیے مسجد لے گئے تو وہ امام کے ساتھ نمازِ مغرب میں شریک ہو گئے، ابھی انہوں نے ایک رکعت نماز ادا کی تھی کہ اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے۔^①

☆ محمد بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ان کی کمر میں شدید درد تھا، جب کمر کا درد اٹھتا تھا وہ نقل و حرکت سے عاجز آجاتے تھے، اسی دوران جب نماز کے لیے اذان دی جاتی، تو انہیں ایک آدمی کی پیٹھ پر لاد کے مسجد لایا جاتا تھا۔ ان سے کہا گیا: اگر آپ اپنی جان پر ترس کھائیں تو؟ انہوں نے جواب دیا: جب تم ((حَسَى عَلَى الصَّلَاةِ)) ”آؤ نماز کے لیے“ کی آواز سنو، اور مجھے نمازیوں کی صف میں نہ دیکھو، تو پھر مجھے قبرستان میں تلاش کرنا۔^②

☆ اور یونس بن محمد المؤدب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مسجد میں حالت نماز میں ہوئی۔^③

☆ اور عصر حاضر کے مشہور قلم کار مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات بھی حالت نماز میں ہوئی۔ چنانچہ پروفیسر نجیب الرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو رات کا کھانا کھا رہے تھے کہ نمازِ عشاء کا وقت ہو گیا۔ وضو کیا اور مسجد کی طرف چل دیے۔ جا کر پہلی صف میں دائیں طرف جگہ ملی، پہلے سجدہ کے دوران روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔^④

☆ اسی طرح مصنف کتب کثیرہ خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ بھی جمعہ کی نماز کی امامت کرتے

① سیر أعلام النبلاء: ۲۲۰ / ۵.

② سیر أعلام النبلاء: ۳۴۶ / ۱۶.

③ سیر أعلام النبلاء: ۴۴۸ / ۷ - حلیۃ الأولیاء: ۲۵۰ / ۱۶.

④ مقدمہ تیسیر القرآن، از مولانا عبدالرحمن کیلانی: ۸ / ۱.

ہوئے حالت تشہد میں فوت ہوئے۔ خواجہ رحمہ اللہ انتہائی جید و فقیہ عالم تھے۔
☆ اور سیدنا و کعب بن الجراح فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کا وقت آنے سے پہلے نماز کی تیاری نہ کرے، گویا اس نے نماز کی توقیر و تعظیم نہیں کی۔^①
نماز دراصل اللہ وحدہ لا شریک کے لیے کمال بندگی کا اظہار ہے:

شریک کار کی حاجت نہیں ہے تیری قدرت کو

نبی ہو یا ولی ہر اک تیرے در کا سوالی ہے

انسانیت کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرنا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات: ۵۶)

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔“

نماز، تسبیح و تحلیل دراصل اللہ وحدہ لا شریک کے لیے کمال بندگی اور اطاعت کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمان و زمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات، خواہ وہ فرشتے ہوں یا بنی نوع انسان، جن یا حیوان، حتیٰ کہ جمادات بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ چڑیاں فضا میں پرواز کرتی ہوئی اپنے رب کی تسبیح بیان کرتی ہیں اور نماز ادا کرتی ہیں۔ کائنات کی ہر چیز کو معلوم ہے کہ اسے اللہ کی تسبیح کیسے بیان کرنی ہے اور نماز کیسے ادا کرنی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا بنیادی حق عبادت ادا ہو سکے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَوَّغَتْ كُلُّ قَدِّ عِلْمٍ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

بِمَا يَفْعَلُونَ﴾ (النور: ۴۱)

”اے میرے نبی! آپ دیکھتے نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں پائی جانے والی تمام مخلوقات اور فضا میں پر پھیلا کر اڑتی ہوئی چڑیاں، سبھی اللہ کی تسبیح بیان

① کتاب الزهد، لوکیع بن الجراح: ۵۰/۱، بتحقیق الفریوای.

کرتی ہیں۔ ہر مخلوق اپنی نماز اور تسبیح کو جانتی ہے اور اللہ ان سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔“

انسان اور دیگر تمام مخلوقات کے سائے بھی اللہ رب العزت کو سجدہ کرتے ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ سایہ بھی حقیقی معنوں میں اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ جیسا کہ پہاڑ اللہ کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں:

﴿إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾﴾

(ص: ۱۸)

”ہم نے پہاڑوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا، وہ شام اور صبح کے وقت ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّؤُا ظِلَلُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ ذُخْرُونَ ﴿٣٧﴾﴾ (النحل: ۴۸)

”کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں، ان کے سائے دائیں اور بائیں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں، اور وہ اللہ کے لیے عاجزی اور انکساری کیے ہوتے ہیں۔“

اور سورۃ الرعد میں فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَظُلْمًا بِالْغُدُوِّ وَالْأَصَالِ ﴿١٥﴾﴾ (الرعد: ۱۵)

”اور آسمانوں اور زمین میں رہنے والی ساری مخلوقات صرف اللہ کو سجدہ کرتی ہیں، چاہے خوشی سے کریں یا مجبور ہو کر، ان کے سائے بھی صبح و شام اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔“

الغرض تمام آسمان و زمین اور ان میں پائی جانے والی مخلوقات اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں اور تمام نقائص و عیوب سے اسے بلند و بالا سمجھتی ہیں، لیکن لوگ ان کی تسبیحات اور نماز و

عبادت کو نہیں سمجھتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اور راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المفردات“ میں اسی بات کو ترجیح دی ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تَسْبِخُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۗ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿۳۱﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۴۴)

”ساتوں آسمان اور زمین اور جو مخلوقات اُن میں پائے جاتے ہیں، سبھی اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور ہر چیز صرف اس کی حمد و ثناء اور پاکی بیان کرنے میں مشغول ہے، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھتے ہو، وہ بے شک بڑا بردبار، بڑا معاف کرنے والا ہے۔“

نمازِ نفسِ انسانی کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرتی ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوا ۗ﴾ (الانعام: ۷۲)

”اور یہ کہ نماز قائم کرو، اور تقویٰ اختیار کرو۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”متقی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو راہِ ہدایت پر نہ چلنے کی صورت میں اللہ کے عقاب سے ڈرتے ہیں، اور دینِ اسلام کی تصدیق اور اس پر چلنے کی صورت میں اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے تقویٰ کا معنی پوچھا: ”تو کہا کہ کبھی خاردار راستہ پر چلے ہو؟“ اس نے کہا: ہاں! تو انہوں نے پوچھا: تم نے کس طرح راستہ طے کیا؟ اس نے کہا: جب کاٹنا دیکھتا تو اس سے الگ ہو جاتا۔ تو انہوں نے کہا یہی ”تقویٰ“ ہے۔“

(تیسیر الرحمن، ص: ۱۶)

بلاشبہ نماز انسان کے اندر تقویٰ، پرہیزگاری اور خشیتِ الہی پیدا کرتی ہے، یہی وجہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی عظیم صفت کے حاملین ”متقین“ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ ۱ ذَلِكِ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۲ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَحَمَّازٌ قَلْبُهُمْ يُنْفِقُونَ ۳﴾

(البقرة: ۱-۲-۳)

”آلہم، اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے، جو نبی امور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں.....“

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کی مجسم تفسیر ہیں، جب وہ نماز کے لیے بارگاہ ایزدی میں کھڑے ہوتے، تو خشیت الہی سے گریہ کرنے لگ جاتے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ ۖ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۖ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ ۖ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا ۖ وَبُكِيًّا ۝۵۸ خَلْفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝۵۹﴾ (مریم: ۵۸-۵۹)

”یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ نے اپنا خاص انعام کیا تھا، جو آدم کی اولاد اور ان کی اولاد سے تھے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا، اور جو ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے، اور وہ ان میں سے تھے جنہیں ہم نے ہدایت دی تھی اور جنہیں ہم نے چن لیا تھا، جب ان کے سامنے رحمن کی آیتوں کی تلاوت ہوتی تھی تو سجدہ کرتے ہوئے، اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے تھے۔“

رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اللہ کے ڈر اور خوف سے گریہ کرتے حتیٰ کہ نبی التوبہ محمد ﷺ کے سینے سے ہنڈیا کے ایلنے اور جوش مارنے جیسی آواز محسوس ہوا کرتی، چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ
أَزِيزٌ كَأَزِيذِ الرَّحَى مِنَ الْبُكَاءِ)) ❶

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، نماز میں رونے کی وجہ سے
آپ ﷺ کے سینے سے چکی چلنے کی طرح آواز آرہی تھی۔“

نماز اور انابت الہی:

نماز انسان کو انابت الہی کا درس دیتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنِيبِينَ إِلَيْهِ وَ اتَّقُوا وَ اَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ لَا تَكُونُوا مِنَ
الْمُشْرِكِينَ ❷ ﴾ (الروم: ۳۱)

”اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسی سے ڈرو، اور نماز قائم کرو اور مشرکوں
میں سے نہ ہو جاؤ۔“

پس نمازی اپنے رب کے اوامر کی پابندی کرنے لگتا ہے، اور نواہی سے اجتناب کرتا
ہے، راتوں کو کم سوتا ہے، یعنی رات کا بیشتر حصہ نماز تہجد میں گزارتا ہے، اور جب صبح کے
وقت اٹھتا ہے تو نیند کی قلت اور نماز تہجد کی کثرت کے باوجود، اسے احساس ہوتا ہے کہ جیسے
اس کے گناہ اور جرائم بہت ہیں، اسی لیے وہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور توبہ و استغفار
میں مشغول ہو جاتا ہے:

﴿ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ❸ وَ بِالْأَسْحَارِ هُمْ
يَسْتَغْفِرُونَ ❹ ﴾ (الذاریات: ۱۷، ۱۸)

”وہ راتوں میں کم سوتے تھے، اور صبح کے وقت اپنے رب سے مغفرت طلب
کرتے تھے۔“

❶ سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب البكاء في الصلاة، رقم: ۹۰۴۔ صحیح ابن حبان، رقم:
۷۵۳۔ مستدرک حاکم: ۲۴۶/۱۔ مسند أحمد: ۲۵/۴، رقم: ۱۶۱۳۱۲۔ ابن حبان، حاکم، ذہبی اور
علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

نمازی لوگوں کی یہ صفت ہوتی ہے کہ جب ان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائیں، تو انہیں اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے، اور اس کے عذاب سے ڈرنے لگتے ہیں، اور فوراً استغفار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ ۖ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ بَدَأٌ ۚ﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

”اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔“

نماز اور زہد (دنیا سے بے رغبتی):

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

نماز انسان میں زہد یعنی دنیا سے بے رغبتی پیدا کر کے فکر آخرت پیدا کرتی ہے۔ سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی معظم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: مجھے مختصر الفاظ میں نصیحت کیجیے۔ نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَنْتَ صَلَّيْتَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ)) ❶

”جب تم نماز پڑھو تو اسے الوداعی نماز سمجھ کر ادا کیا کرو۔“

”اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو اپنی نماز کی طرف متوجہ ہو تو خشوع و خضوع کا پیکر ہو، اللہ کے سامنے ذلت و پستی کا اعلیٰ ترین مظاہرہ کرے، خوف و خشیت سے کانپ رہا ہو، توقع

❶ معجم کبیر للطبرانی: ۶/۴۴، رقم: ۵۴۵۹۔ الاصابة: ۳/۷۰۔ مسند احمد: ۵/۴۱۲، رقم:

۲۳۴۹۸۔ حافظ ابن حجر نے اس کے راویوں کو ”ثقة“ اور شیخ شعب نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

رغبت اور امید کا دامن پھیلانے ہو اور اپنی سب سے بڑی آرزو اللہ تعالیٰ کی ملاقات، اس سے مناجات، اس کے سامنے قیام و قعود اور رکوع و سجود کا بہترین اہتمام کرے اور اس کے لیے اپنے دل و دماغ کو خالی کرے اور فرائض کے ادا کرنے میں محنت کرے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے بعد اسے کوئی اور نماز پڑھنے کا موقع دیا جائے گا یا پہلے ہی کام تمام کر دیا جائے گا، وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو تو غم و حزن کا مجسمہ ہو، نماز کی مقبولیت کا متوقع اور اس کو رد کر دینے سے خائف ہو، اگر قبولیت حاصل ہوگی تو با مراد اور اگر رد کر دی گئی تو بد بخت ہو۔

میرے بھائی! اس نماز اور دوسری عبادات کا معاملہ کتنا نازک اور اہم ہے اور غم و حزن اور حسرت و خوف کا کتنا متقاضی ہے، کیوں کہ آپ کو نہیں معلوم کہ اس نے آپ کی کوئی نماز قبول کی ہے یا نہیں؟ اور آپ نہیں جانتے کہ آپ کی کسی نیکی کو قبولیت حاصل ہوئی ہے یا نہیں؟ یا کوئی گناہ آپ کا معاف ہوا ہے یا نہیں؟ اس کے باوجود آپ ہنس رہے ہیں غفلت میں مست ہیں اور زندگی سے نفع کما رہے ہیں، حالانکہ آپ کو یہ یقین نہیں کہ آپ جہنم میں جائیں گے اور نہ یہ یقین ہے کہ آپ اس سے نکل بھی آئیں گے تو آپ سے زیادہ اور کوئی رونے اور رنجیدہ رہنے کا حقدار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال کو قبول کر لے؟ پھر آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ شام کے بعد صبح بھی کر سکیں گے اور صبح کے بعد آپ پر شام بھی آئے گی اور آپ کو جنت کی بشارت مل جائے گی یا جہنم کی، میرے بھائی! میں آپ کو اس عظیم خطرہ کی یاد دہانی کر رہا ہوں، آپ تو اس کے سزاوار ہیں کہ مال و اولاد اور احباب میں مست نہ ہوں، حیرت ہے کہ آپ پر غفلت و سرمستی کی دبیز چادر پڑی ہوئی ہے، آپ لہو و لعب میں مست ہیں اور اس عظیم خطرہ سے غافل ہیں اور ہر رات دن، ہر گھنٹہ، ہر لمحہ آپ زبردستی ہانکے جا رہے ہیں، میرے بھائی! اپنی معینہ مدت کا انتظار کرتے رہیے اور اس خطرہ سے غافل نہ ہو جائیے جس سے آپ کو سابقہ درپیش ہے، اس لیے کہ آپ کو موت کا مزہ چکھنا ہے، ہو سکتا ہے کہ صبح یا شام آپ پر آدھمکے اور آپ اپنی تمام ملکیت سے بے دخل کر دیئے جائیں اور جنت یا جہنم میں ڈال دیئے جائیں، ان دونوں کی صفات پر بڑی طویل گفتگو نہیں ہو چکی ہیں۔

اور حکایات کا دامن بھر چکا ہے، کیا آپ نے عبد صالح کا یہ قول نہیں سنا، ”مجھے حیرت ہے کہ جہنم سے بھاگنے والا سو رہا ہے اور جنت کا طالب خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہے، اللہ کی قسم! اگر تو فرار اور طلب سے باہر ہو گیا تو ہلاک ہو گیا اور تجھ سے بد بخت اور کوئی نہیں، اور کل عذاب یافتہ بد بختوں کے ساتھ تو روئے گا اور پریشان ہوگا۔ اور اگر تو کہتا ہے کہ میں جہنم سے فراری اور جنت کا طالب ہوں تو جس قدر عظیم خطرہ سے دوچار ہے، اس کے حساب سے تو اس کا احساس کر اور خبردار! جھوٹی آرزوئیں تجھے بتلائے فریب نہ کریں۔“^①

نماز اور صبر و ثبات:

مومن اور مسلمان کی زندگی میں صبر اور نماز کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ کی راہ میں مصائب و شدائد کو جھیل جانے کا اہم ترین نسخہ صبر اور نماز ہے۔ یاد رہے کہ صبر کے بغیر تو کوئی کار خیر وجود میں آ نہیں سکتا، اور نماز کا لب لباب اللہ کے حضور دلی جھکاؤ کا نام ہے، جو ایمان و عمل کے میدان میں ثابت قدمی کے لیے سب سے بڑی مددگار ہے۔

جن کے دلوں میں اللہ کے لیے عاجزی اور جھکاؤ نہیں ہوتا، اُن پر نماز بہت بھاری ہوتی ہے۔ اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں، نماز میں انہیں سکون اور قرار ملتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ﴾

(البقرة: ۴۵)

”اور مدد لو صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ نماز بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔“

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ

① نماز، از امام احمد بن حنبل، تحقیق شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ ص: ۱۰۸-۱۱۰

مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾ (البقرة: ۱۵۳)

”اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس آیت میں صبر اور نماز کی اہمیت بیان کی ہے، اور بتایا ہے کہ مومن کی زندگی میں ان دونوں چیزوں کی بڑی اہمیت ہے، اور اللہ کی راہ میں مصائب کو جھیل جانے کا اہم ترین نسخہ صبر اور نماز ہے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

۱: محرمات اور معاصی سے اجتناب پر صبر کرنا۔

۲: اعمال صالحہ اور اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا۔

۳: مصائب و حادثاتِ زمانہ پر صبر کرنا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”السیاسة الشرعية“ میں لکھتے ہیں: ”حاکم کے لیے بالخصوص اور رعایا کے لیے بالعموم تین چیزیں عظیم مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

۱: اللہ کے لیے اخلاص اور دعا اور غیر دعا کے ذریعہ اس پر توکل، اور دل و جان سے نماز کی حفاظت و پابندی، جو اللہ کے لیے اخلاص کی اصل ہے۔

۲: مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔

۳: تکلیف، مصیبت اور حادثاتِ زمانہ کے وقت صبر کرنا۔“ انتہی

(مزید برآں) اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور یہاں معیت سے مراد ”معیّت خاصہ“ ہے، جو اللہ کی محبت اور اس کی نصرت و قربت پر دلالت کرتی ہے۔ یعنی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، ان سے محبت کرتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے، اور صبر کرنے والوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ اللہ ان کے ساتھ ہے۔ اور معیت کی ایک دوسری قسم ”معیّت عامہ“ ہے یعنی اللہ اپنے علم و قدرت کے ذریعہ اپنے

بندوں کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں تم ہو۔“ اور یہ ”معیت“ تمام مخلوق کے لیے ہے۔“

(تیسیر الرحمن، ص: ۸۵-۸۶)

نماز اور نصرتِ الہی:

نمازی جب نماز میں کھڑا اور اللہ کی رحمت کی طرف متوجہ ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی خاص نصرت اور مدد فرماتا ہے، اور اس کی پریشانیوں کو دور فرماتا ہے، اس کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ﴾ (البقرة: ۴۵)

”اور مدد و صبر اور نماز کے ذریعہ۔“

اور سورۃ طٰ میں فرمایا:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ: ۱۳۲)

”اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے، اور خود بھی اس کی پابندی کیجیے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ”ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی وغیرہم نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کی ہے، جس کی سند کو حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی، تو آپ انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیتے اور ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ﴾ پوری آیت پڑھتے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۹۱۵)

اور سورۃ الحج میں فرمایا:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ ۚ لَا تَمْلِكُ لَهُمْ أَرْحَامٌ وَلَا أَوْلَادٌ ۚ لَهُ الدِّينُ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ﴾

﴿فَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۗ﴾ (الحج: ۷۸)

”پس مسلمانو! تم لوگ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے اپنا رشتہ مضبوط رکھو،

وہی تمہارا آقا ہے، پس وہ بہت ہی اچھا آقا اور بہت ہی بہترین مددگار ہے۔“

جب نمازی نے یہ اعلان سن لیا کہ نماز نصرتِ الہی کے حصول کا سبب ہے، تو وہ اپنی ہر

نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے بایں الفاظ مدد طلب کرتا ہے:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ (الفاتحة: ۴)

”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“

کہتے ہیں نماز میں اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

پھرتے ہیں پھر بھی در بدر مشکل کشائی کو

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بندہ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز میں ﴿إِيَّاكَ

نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ سے۔ اس لیے کہ شیطان اُسے شرک کرنے کا حکم دیتا ہے

اور نفس انسانی اس کی بات مان کر ہمیشہ غیر اللہ کی طرف ملتفت ہو جاتا ہے، اس لیے بندہ ہر

دم محتاج ہے کہ وہ اپنے عقیدہ توحید کو شرک کی آلائشوں سے پاک کرتا رہے۔“

(تیسیر الرحمن، ص: ۱۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ ”ہم تیری توحید بیان کرتے

ہیں، اے ہمارے رب! اور تجھ ہی سے ڈرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، تیری بندگی

کرنے کے لیے اور اپنے تمام امور میں۔“ (تفسیر ابن عباس، ص: ۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق آتا ہے کہ انہیں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے

کسی کے انتقال کی خبر ملی، تو فوراً سجدے میں گر گئے، پس ان سے کسی نے دریافت کیا، کہ آپ

اس وقت سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی فرمان ہے:

((إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوا))

”کہ جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو۔“

اور (مجھے بتاؤ کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ (رضی اللہ عنہا) کی وفات سے بڑھ

کر اور نشانی کیا ہوگی؟“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ قضاعہ کے لوگوں میں سے دو شخص مسلمان

ہو گئے، ان میں سے ایک شہید ہو گیا اور دوسرا ایک سال بعد فوت ہوا، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص جس کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل ہو گیا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے صبح کی تو اس خواب کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کا بعد میں انتقال ہوا کیا تم اس کی نیکیاں نہیں دیکھتے کس قدر زیادہ ہو گئیں؟ کیا اس نے بعد میں ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور سال بھر کی فرض نمازوں کی چھ ہزار اور اتنی اتنی رکعتیں زیادہ نہیں پڑھیں؟“^①

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صبح لوگوں کو اپنا خواب سنایا۔ سب کو اس بات پر تعجب ہوا کہ شہید کو جنت جانے کی اجازت بعد میں کیوں ملی؟ حالانکہ اسے پہلے ملنی چاہیے تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں، بتاؤ؟ کیا بعد والے شخص نے ایک سال عبادت نہیں کی؟ اس نے ایک رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اس نے ایک سال کی نمازوں کے اتنے اتنے سجدے زیادہ نہیں کیے؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو ان دونوں کے درمیان زمین آسمان کی مسافت کا فرق ہو گیا۔“^②

نماز رحمت الہی کے نزول کا سبب ہے:

اللہ اور اس کے رسول احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے، کہ لوگ بھلائی کے کام کریں، جن میں سرفہرست توحید باری تعالیٰ ہے۔ اور صرف اسی کی عبادت کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں اور ذکر الہی میں مشغول رہنے کے

① مسند أحمد: ۳/۳۳۳، رقم: ۸۳۹۹۔ شعیب الأرنؤوط نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیاء، باب تعبیر الرؤیاء، رقم: ۳۹۲۵۔ مسند أحمد: ۱/۱۶۳، رقم:

۱۴۰۳۔ مسند أبی یعلیٰ، رقم: ۶۴۸۔ مجمع الزوائد: ۱۰/۲۰۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۹۸۲۔

ابن حبان نے اسے ”صحیح“ اور شیخ شعیب نے ”حسن لغیرہ“ قرار دیا ہے۔

لیے نماز پنجگانہ کی حفاظت کریں کیونکہ ان کی ان خوبیوں کے سبب دنیا میں ان پر رحمت الہی کا نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ﴾

(التوبة: ۷۱)

”اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار (دوست) ہوتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں اللہ انہی لوگوں پر رحم کرے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے اصحاب الرسول ﷺ کو بالخصوص اور دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کو بالعموم مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور تمام معاملات زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری کرو۔ ایسا ہی کرنے سے رحمت باری تعالیٰ تم پر سایہ فگن رہے گی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ ﴿۵۶﴾﴾ (النور: ۵۶)

”اور مومنو! تم لوگ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اگر کوئی شخص فرض نمازوں کے علاوہ نفل کا بھی اہتمام کرتا ہے تو وہ بھی رحمت الہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

① سنن أبو داؤد، کتاب الصلوة، باب السجود عند الآيات، رقم: ۱۱۹۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

((رَحِمَ اللَّهُ إِمْرًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا)) ❶
 ”جو شخص نماز عصر سے قبل چار رکعتیں ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔“

نماز یاد الہی کا بہترین طریقہ ہے:

دن وہی دن ہے شب وہی شب ہے
 جو تیری یاد میں گزر جائے

یاد الہی کا بہترین طریقہ نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو نزول وحی کے ابتدا میں ہی فرمایا:

﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ ❷

(طہ: ۱۴)

”بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے آپ میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔“

”سیدنا موسیٰ علیہ السلام“ ”مدین“ میں دس سال گزار کر اپنی بیوی کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوئے، تو مصلحت الہی کے مطابق کوہ طور کے قریب راستہ کھو بیٹھے، موسم سرما کی سرد اندھیری رات تھی، انہیں روشنی اور آگ دونوں کی ضرورت تھی۔ کوہ طور کی طرف سے انہیں آگ کی روشنی نظر آئی تو اپنی بیوی سے بطور خوشخبری کہا کہ تم یہیں رُکی رہو میں تمہارے لیے آگ لے کر آتا ہوں، یا شاید وہاں کوئی آدمی مل جائے جو ہماری رہنمائی کرے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب آگ کے قریب پہنچے تو وہاں معاملہ ہی دوسرا تھا۔ وہاں وادی کے داہنے جانب ایک درخت تھا جو بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ وہاں سے آواز آئی، اے موسیٰ! میں آپ کا رب ہوں اور

❶ سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب الصلاة قبل العصر، رقم: ۱۲۷۱۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، رقم: ۴۳۰۔ مسند أبو داؤد طرابلسی، رقم: ۱۹۳۶۔ مسند أحمد: ۱۱۷/۲۔ السنن الكبرى للبيهقي: ۴۷۳/۲۔ شرح السنة، رقم: ۸۹۳۔ صحيح ابن خزيمة، رقم: ۱۱۹۳۔ صحيح ابن حبان، رقم: ۲۴۵۳۔ ابن خزيمة اور ابن حبان نے اسے ”صحیح“ اور علامہ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

آپ سے مخاطب ہوں، اور آپ اس وقت مقدس وادی طویٰ میں کھڑے ہیں، اپنے رب کے لیے تعظیم و تواضع اور ادب کا اظہار کرتے ہوئے جوتے اتار دیجیے۔ یا مفہوم یہ ہے کہ اپنے جوتے اتار دیجیے تاکہ وادی مقدس کی برکات قدموں کے راستے آپ کے جسم میں سرایت کر جائیں۔ اور میں نے آپ کو اس زمانے کے تمام لوگوں کے درمیان چن لیا ہے اور اپنی نبوت و رسالت کے لیے اختیار کر لیا ہے، اس لیے اب آپ پر جو جی نازل ہونے جا رہی ہے اسے غور سے سنئے اور اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار ہو جائیے۔ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس لیے صرف میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔ مفسرین لکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ کو یاد کرنے والا نہیں کہلاتا، بلکہ اس کا منکر ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۸۹۰-۸۹۱)

اور سورۃ الاعلیٰ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی بندے کو کامیابی کی خبر سنائی ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کر لیتا ہے یعنی اپنے آپ کو شرک و معاصی سے پاک کر لیتا ہے اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی اپنے حقیقی خالق و مالک کی یاد میں رہتا ہے اور نیک اعمال کرتا ہے۔ اور خصوصاً نماز کی پابندی کرتا ہے جو کہ ایمان کی کسوٹی ہے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝۱۶ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝۱۷﴾ (الأعلى: ۱۶، ۱۷)

”یقیناً وہ شخص کامیاب ہوگا جو پاک ہو گیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا، پھر اس نے نماز پڑھی۔“

مزید برآں فرمایا کہ نماز قائم کرو، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، اور اللہ کو یاد کرو کہ اللہ کی یاد اور ذکر ہر چیز سے بڑا ہے، کیونکہ دراصل یادِ الہی ہی انسانوں کو فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے:

﴿أَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ

تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ﴾

(العنكبوت: ۴۵)

”آپ پر جو کتاب بذریعہ وحی نازل کی گئی ہے، اس کی تلاوت کیجیے، اور نماز قائم کیجیے، بے شک نماز بخشش اور برے کاموں سے روکتی ہے، اور یقیناً اللہ کی یاد تمام نیکیوں سے بڑی ہے۔“

اور نماز اسی لیے برائیوں سے روکتی ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ کو یاد کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز کو سورۃ الجمعہ میں ”ذکر“ سے تعبیر کیا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۗ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩﴾﴾ (الجمعة: ٩)

”اے ایمان والو! جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اذان دی جائے، تو تم اللہ کو یاد کرنے کے لیے تیزی کے ساتھ لپکو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو، اگر تم سمجھتے ہو تو ایسا کرنا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔“

اسی طرح سورۃ النور میں بھی نماز کو ذکر سے تعبیر کیا گیا ہے:

﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۗ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ﴿٣٧﴾﴾ (النور: ٣٧)

”ان لوگوں کو کوئی تجارت اور کوئی خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی ہے، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جب مارے دہشت کے لوگوں کے دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں یہ بیان ہے کہ اچھی جماعت وہی ہے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یاد الہی یعنی اقامت نماز اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ آیت میں ”ذکر اللہ“ اور ”اقام الصلوٰۃ“ کو ”واو“ عاطفہ کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس کا معنی تفسیر کا ہے، یعنی معطوف ”اقام الصلوٰۃ“ اپنے معطوف علیہ ”ذکر اللہ“ کی تفسیر کر رہا ہے، معنی یوں ہوگا:

”اللہ کی یاد یعنی نماز قائم کرنا۔“

نماز اصلاح انسانیت کا باعث ہے:

نماز انسانیت کی اصلاح کا باعث بھی بنتی ہے، ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کا کام کرنے والے لوگوں کو اصلاح یافتہ قرار دیا ہے۔

۱: کتاب اللہ پر سختی سے کار بند رہنے والے۔

۲: اور نماز قائم کرنے والے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نَضِيعُ

أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ﴾ (۱۷۰: الأعراف)

”اور جو لوگ اللہ کی کتاب پر سختی سے کار بند رہتے ہیں، اور نماز قائم کرتے

ہیں، تو ہم یقیناً ایسے نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ہیں۔“

نماز باعث نور و ہدایت ہے:

ذیل کی آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے۔ فرمان

باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْزُبُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ

الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَحْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ

يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ﴾ (۱۸: التوبة)

”اللہ کی مسجدوں کو صرف وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر

ایمان رکھتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ

کسی سے نہیں ڈرتے ہیں، پس یہ لوگ اُمید ہے کہ ہدایت پانے والے ہیں۔“

اور سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید ولد آدم، محمد رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

((وَالصَّلَاةُ نُورٌ)) ❶

”اور نماز نور ہے۔“

نماز اخوت دینی کو قائم کرتی ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي

الدِّينِ ۗ﴾ (التوبة: ۱۱)

”پھر اگر توبہ کر لیں، اور نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اخوت دینی کو نماز قائم کرنے پر معلق کر دیا ہے، پس اگر کوئی

شخص نماز چھوڑ دے تو وہ اس اخوت سے خارج ہو گیا۔

نماز کی اہمیت کا انوکھا طریقہ:

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، وہ اسے اس کے معبودِ برحق سے دُور ہٹانا چاہتا ہے،

اس لیے وہ ناحق کو بھی حق بنا کر پیش کرتا ہے۔ طرح طرح کے وسوسوں کے دلوں

میں ڈالتا ہے، اور انہیں اللہ سے دُور کرنے کے لیے اللہ کی یاد یعنی نماز سے بھی روکنا چاہتا

ہے، ابلیس مردود کا مقصد اولادِ آدم ﷺ کی کثیر ترین تعداد کو گمراہ کرنا تھا تاکہ آدم ﷺ سے

انتقام لے سکے جن کی وجہ سے وہ اللہ کی رحمت سے دُور کر دیا گیا، اور جب اللہ نے اسکی

طلب ﴿أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ ”مجھے تو اس دن تک مہلت دے جب سب اٹھائے

جائیں گے“ مان لی، ﴿قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ﴾ ”اللہ نے کہا، بے شک تجھے مہلت

دے دی گئی“ تو عناد و تمرد میں اور آگے بڑھ کر کہا کہ جب تو نے مجھے گمراہ کر ہی دیا ہے تو!

﴿لَا قُعْدَانَ لَهُمْ صِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيمِ ۗ ❶﴾ ثُمَّ لَا تَبْتَلِيَهُمْ مِنْ بَيْنِ

أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ ۗ وَلَا تَجِدُ

أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۗ ﴿۱۷﴾ (الأعراف: ۱۶، ۱۷)

❶ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء، رقم: ۵۳۴.

”میں تیری سیدھی راہ پر ان کی گھات میں بیٹھا رہوں گا، پھر میں ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے، اور ان کے پیچھے سے، اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے، اور تو ان میں سے اکثر لوگوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔“

حکمت الہی دیکھیے کہ ابلیس کا یہ ظن اور وہم واقعہ کے مطابق ہو گیا کہ اکثر و بیشتر مخلوق اس کے پیچھے لگ گئی۔ معبودِ حقیقی کی صفات غیر اللہ میں منوادیں اور قبر پرستی، ارواح پرستی، رسومِ تعزیہ داری، علم، خواجہ خضر کی ناؤ، قبروں پر عرضیاں، قبروں پر عرس، ناچ گانے، غیر اللہ کی نذر و نیاز، بزرگوں کے نام کے ورد و وظائف، فال گنڈے، بدشگونی اور عقیدہ نحوست، توہم پرستی، اصلی و نقلی قبروں کے سجدے اور طواف، ان پر پھولوں کی چادروں اور غلافوں کے علاوہ دیگر چڑھاوے..... نبی، ولی، پیر، شہید کو غیب دان جاننا، ان کی ارواح کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا وغیرہ ایسی سیکلڑوں و بدعات اور بد عقیدگیاں داخل اسلام کر دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ سبأ میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۰﴾ (السبا: ۲۰)

”اور ابلیس نے بنی آدم کے بارے میں اپنا گمان سچ کر دکھایا، پس مومنوں کی

ایک جماعت کے علاوہ سب نے اس کی پیروی کی۔“

اسی لیے نبی برحق ﷺ نے شیطان سے تمام جہات یعنی ہر طرف سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید المرسلین ﷺ درج ذیل دعا صبح و شام کبھی بھی نہیں چھوڑتے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اللَّهُمَّ

إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي .

اللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَامِنْ رَّوَعَاتِي . اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ

يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي ، وَأَعُوذُ
بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي)) ❶

”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں طرف سے، اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔“

اس دعا میں مظہر خلق عظیم ﷺ نے اللہ کے ذریعہ مردود شیطانوں کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ لیکن انسانوں کو چاہیے کہ وہ ذکر الہی اور نماز سے نہ رکیں تاکہ اللہ رب العزت سے ان کا تعلق برقرار رہے، یہی درس اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں دیا ہے جو کہ نماز کی اہمیت کو بیان کرتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي
الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ ۚ فَهَلْ
أَنْتُمْ مُنتَهُونَ ۗ﴾ ❶ (المائدة: ۹۱)

”بے شک شیطان شراب اور جو کی راہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم: ۵۰۷۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۸۷۱۔
مصنف ابن ابي شيبة: ۲۴۰/۱۰۔ الأدب المفرد، للبخاري، رقم: ۱۲۰۰۔ صحيح ابن حبان، رقم:
۹۶۱۔ مستدرک حاکم: ۵۱۷/۱۔ ابن حبان، حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

لوگ اب باز آ جاؤ گے۔“

اور انسانیت کے محسن اعظم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّيَ جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟ فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.)) ❶

”تم میں سے کوئی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان پہنچ جاتا ہے، اس کو مغالطے میں مبتلا کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے خبر ہی نہیں رہتی کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ چنانچہ جب تم میں سے کسی کو ایسی صورت درپیش ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

مزید رحمت عالم ﷺ کا فرمان ہے:

((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْتِي أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَيَقُولُ: أَذْكَرُ كَذَا، أَذْكَرُ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ، حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟)) ❷

”شیطان تمہارے پاس نماز میں آ کر کہتا ہے فلاں فلاں کام یاد کرو، جن کا نمازی کو پہلے وہم و گمان تک نہ تھا، حتیٰ کہ انسان کو وہ یہ بھی بھلا دیتا ہے کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔“

اور حضور انور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ:

((إِذَا أَدَّنَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطَ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ التَّأْذِينَ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوبَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ، فَإِذَا قُضِيَ

❶ صحیح البخاری، کتاب السہو، باب السہو فی الفرض والتطوع ۱۲۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب

المساجد و مواضع الصلاة، باب السہو فی الصلاة والسجود له، رقم: ۳۸۹۔

❷ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل التاذین۔

الشَّوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ، يَقُولُ: اذْكَرُ كَذَا
وَكَذَا مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكَرُ ، حَتَّى يَظَلَّ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى؟ فَاذًا
وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) ❶

”جب مؤذن نماز کی اذان دیتا ہے تو شیطان دُور بھاگتا ہے اور اس کی ہوا نکلتی جاتی ہے، تاکہ وہ اذان کے الفاظ نہ سن لے۔ جب اذان ختم ہوتی ہے تو وہ واپس لوٹ آتا ہے، پھر جب اقامت ہوتی ہے تو بھاگ جاتا ہے، جب اقامت ختم ہوتی ہے تو واپس پلٹ آتا ہے، حتیٰ کہ انسان کے خیالات میں گھس جاتا ہے، اور اسے ایسی ایسی چیزیں یاد دلاتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں نہیں ہوتیں، حتیٰ کہ اسے یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

نماز باعث سکون و اطمینان ہے:

جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہے، نماز میں اسے سکون ملتا ہے، اور جس کے دل کا میلان اللہ کی طرف نہ ہو، اس پر نماز بہت بھاری ہوتی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَأِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝۵۱﴾ الَّذِينَ يُظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقُوا رَبَّهُمْ وَإِنَّهُمْ إِلَيْهِ
رُجْعُونَ ﴿۳۶﴾ (البقرة: ۴۵، ۴۶)

”اور مدد و صبر اور نماز کے ذریعے، اور یہ (نماز) بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں، جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

اور امام المتقین، خاتم النبیین، محمد ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

❶ صحیح البخاری، کتاب السہو، باب اذا لم يدر كم صلى الخ، رقم: ۱۱۷۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل الاذان، رقم: ۳۸۹۔

((حُبِّبَ إِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ ، وَجَعَلْتُ قِرَّةَ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)) ❶

”دنیاوی چیزوں سے مجھے اپنی بیویاں اور (دوسرے نمبر پر) خوشبو پسند ہے، اور نماز تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔“

آپ ﷺ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو فرماتے:

((يَا بِلَالُ! أَقِمِ الصَّلَاةَ ، أَرِحْنَا بِهَا)) ❷

”اے بلال! ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔“

نماز فجر، مالِ غنیمت کے حصول سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا لشکر روانہ کیا جس نے بکثرت غنیمت حاصل کی اور بہت جلدی واپس لوٹا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اس سے جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہارے لیے ایسے لشکر کی نشاندہی نہ کروں جو اس سے بھی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے؟ ایک آدمی جو گھر میں اچھے انداز میں وضو کرتا ہے۔ پھر مسجد کی طرف جاتا ہے، نماز فجر ادا کرتا ہے، پھر نماز چاشت کے لیے وہیں بیٹھا رہتا ہے، ایسا آدمی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔“ ❸

نماز اور فکرِ آخرت:

مجھے بھی کچھ فکرِ آخرت ہو بہت ہی غفلت شعار ہوں میں
رہا میں بیکار زندگی بھر بس اب تو مشغول کار ہوں میں

❶ مسند أحمد: ۱۲۸/۳، سنن نسائی، کتاب عشرة النساء، باب حب النساء، رقم:

۳۹۴۹۔ مستدرک حاکم: ۱۶۰/۲۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۱۲۴۔

❷ سنن أبو داؤد، کتاب الأدب، باب فی الصلاة العتمة، رقم: ۴۹۸۵۔ المشکاة، رقم: ۱۲۵۳۔ علامہ

البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔ ❸ سلسلۃ الصحیحہ، رقم: ۲۵۳۱۔

”آخرت“ سے مراد ہر وہ بات ہے جو موت کے بعد وقوع پذیر ہوگی۔ آخرت کی فکر، اور ایمان بالآخرت، ایمان کا ایک رکن ہے، آخرت پر یقین و ایمان آدمی کو نماز اور اس جیسے اعمال صالحہ پر ابھارتا اور عذاب الہی سے ڈراتا ہے۔

﴿الْعَمَّ ① ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ② الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ③ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ④ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ⑤﴾ (البقرة: ۱ تا ۴)

”آئم، اس کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں، اللہ سے ڈرنے والوں کی راہنمائی کرتی ہے، جو غیبی امور پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ پر اتاری گئی، اور ان کتابوں پر جو آپ سے پہلے اتاری گئیں، اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تَقَدَّمُوا لَأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ⑥﴾ (البقرة: ۱۱۰)

”اور نماز قائم کرو، اور زکاۃ دو، اور جو بھلائی بھی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے، اسے اللہ کے پاس پاؤ گے، اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھ رہا ہے۔“

اور سورۃ النساء میں مومنین جو نماز قائم کرتے ہیں اور آخرت پر ان کا ایمان ہوتا ہے،

کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا:

﴿لَكِنَّ الرُّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٣٢﴾ (النساء: ۱۶۲)

”لیکن ان میں سے علمِ راسخ رکھنے والے، اور ایمان دار لوگ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اُتاری گئی، اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اُتاری گئی، اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں، اور زکاۃ دینے والے ہیں اور اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، انہیں ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے۔“

آخرت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا:

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرش نماز بود

روزِ قیامت ہر کسی سے حقوق اللہ میں سے سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا، یہ چیز بھی نماز کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ چنانچہ کائنات کے ہادی اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ صَلَاتَهُ.)) ❶

”بندے سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب لیا جائے گا، وہ نماز ہے۔“

نماز تمام مشکلات کا حل ہے:

مرض بڑھتا نہیں مٹ جاتا ہے عشرت ان کا
جس نے دربارِ الہی سے شفا مانگی ہے

مشکل حالات میں نماز کا سہارا لینا چاہیے، جب اللہ تعالیٰ مددگار بن جائے تو پھر کیا مجال ہے کہ کوئی مشکل باقی رہ جائے، امام اعظم، محبوب سبحانی، ابوالقاسم محمد طحطاویؒ کا معمول تھا کہ:

❶ مسند أحمد: ۶۵/۴، رقم: ۱۶۶۱۴۔ مستدرک حاکم: ۲۶۳/۱۔ شیخ شعیب الارناؤوط نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

((إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ صَلَّى)) ❶

”آپ ﷺ کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو آپ نماز پڑھتے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمَلًا صَدْرَكَ

غِنَى، وَأَسَدًا فَفَرَّكَ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا، وَلَمْ

أَسَدًا فَفَرَّكَ.)) ❷

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے خود کو فارغ

کرو، یعنی توجہ اور لجمعی سے میری عبادت کرو، میں تیرے سینے کو تو نگری سے

بھر دوں گا، اور تیری محتاجی کو ختم کر دوں گا۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں

تیرے ہاتھ کاموں میں اُلجھا دوں گا اور تیری مفلسی ختم نہ کروں گا۔“

نو مسلم کو سکھائی جانے والی پہلی چیز نماز ہے:

ہادیٰ کائنات، محمد رسول اللہ ﷺ نو مسلم شخص کو سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیا

کرتے، چنانچہ ابو مالک اشجعی اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ:

((وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ كَانَ أَوَّلَ مَا يُعَلِّمُنَا

الصَّلَاةَ أَوْ قَالَ: عَلَّمَهُ الصَّلَاةَ.)) ❸

”رسول کریم ﷺ نئے نئے مسلمان ہونے والے شخص کو سب سے پہلے نماز

کی تعلیم دیتے تھے۔“

گھر والوں کو نماز کا حکم دینا:

نماز کی اہمیت کا اندازہ یہاں سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ

❶ سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۱۳۱۹۔ صحیح أبو داؤد، للالبانی: ۳۶۱/۱۔

❷ سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله، رقم: ۲۶۶۶۔ صحیح الترمذی،

رقم: ۲۰۰۶۔

❸ مسند البزار، رقم: ۳۳۸۴۔ مجمع الزوائد: ۲۹۳/۱۔ علامہ پیشی فرماتے ہیں: اس کے راوی صحیح کے

راوی ہیں۔

کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طہ: ۱۳۲)

”اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس کی پابندی کیجیے۔“

اس لیے کہ مرد اپنے اہل خانہ کے بارے میں مسؤل ہے:

((الرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) ❶

”مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے، لہذا اپنی اس رعایا کے متعلق اس سے پوچھا

جائے گا۔“

جو شخص رات کو بیدار ہو اور نماز پڑھے، اور پھر اپنی بیوی کو بھی نماز کے لیے جگائے تو وہ رحمت الہی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَآيَقَظَ امْرَأَتَهُ، فَإِنْ أَبَتْ،

نَضَجَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ

وَآيَقَظَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى، نَضَجَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ)) ❷

”اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنی اہلیہ کو

بھی جگائے، اور اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ

تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھے، اور اپنے خاوند

کو بھی جگائے۔ پس اگر وہ انکار کرے تو وہ اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے

مارے۔“

اولاد کو نماز کی تعلیم دو:

لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو بوقت وفات وصیتیں کرتے ہیں، تو نماز کی بھی تاکید

❶ صحیح بخاری، کتاب الجمعة في القرى والمدن، رقم: ۸۹۳.

❷ سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب قيام الليل، رقم: ۱۳۰۸۔ صحیح أبو داؤد، للألبانی: ۳۵۸/۱.

کرتے ہیں:

﴿يُبْنَىٰ أَيْمَ الصَّلَاةِ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَإِنَّهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝﴾ (لقمان: ۱۷)

”اے میرے بیٹے! نماز قائم کر، بھلائی کا حکم دے، اور برائی سے روک، اور تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ سارے کام بڑی ہمت کے اور ضروری ہیں۔“

لقمان علیہ السلام کا اپنے بیٹے کے لیے ﴿يُبْنَىٰ﴾ صیغہ تصغیر لانا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اولاد کو بچپن ہی سے نماز کا عادی بنانا چاہیے۔ اور ابتدائی طور پر تعلیم پیار سے ہو۔ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”آیت میں مذکورہ اعمال ”اقامة الصلوة، أمر بالمعروف و نهی عن المنکر اور صبر علی المصیبة“ کو بطور خاص اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ یہ تمام عبادات اور امور خیر کی اساس ہیں۔“ (فتح القدیر: ۲۳۹/۴)

ابن جریر رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

”﴿إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا امور اعلیٰ ترین اخلاق اور حصول نجات کے لیے اہم ترین اعمال ہیں۔“

(تفسیر قرطبی: ۴۷/۱۴)

دس برس کی عمر تک اگر بچہ نماز کا عادی نہ بنے تو اسے مار کر نماز پڑھوانی چاہیے، رہبر کامل، ہادی کائنات ﷺ نے فرمایا:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سِنِينَ، وَأَضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) ①

① سنن أبو داؤد، کتاب الصلاة، باب متى یؤمر الغلام بالصلاة، رقم: ۴۹۵۔ صحیح أبو داؤد، للألبانی: ۱۴۴/۱۔

”تم اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم کرو، جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر سزا دو، اور ان کے بستر بھی الگ کر دو۔“

نماز کے فوائد:

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”زاد المعاد“ میں نماز کے کچھ فوائد بیان کیے ہیں، وہ اور کچھ مزید بھی حسب ذیل ہیں۔ چنانچہ یاد رہے کہ نماز:

- ۱۔ حصول رزق کا باعث ہے۔
- ۲۔ پریشانی سے نجات دیتی ہے۔
- ۳۔ دل کو تقویت دیتی ہے۔
- ۴۔ جان کے لیے فرحت بخش ہے۔
- ۵۔ جسم میں نشاط پیدا کرتی ہے۔
- ۶۔ شرح صدر کا ذریعہ ہے۔
- ۷۔ دل کو منور کرتی ہے۔
- ۸۔ عذابِ الہی سے حفاظت کا سبب ہے۔
- ۹۔ شیطان سے دُور رکھتی ہے۔
- ۱۰۔ محافظِ صحت ہے۔
- ۱۱۔ بیماریوں کو رفع کرنے والی ہے۔
- ۱۲۔ چہرے کو منور کرتی ہے۔
- ۱۳۔ سستی و کاہلی کو دُور بھگاتی ہے۔
- ۱۴۔ قوائے جسم کو دو بالا کرتی ہے۔
- ۱۵۔ روح کی غذا ہے۔
- ۱۶۔ نعمتِ الہی کی محافظ ہے۔
- ۱۷۔ باعثِ برکت ہے۔
- ۱۸۔ اور رحمن کے قریب کرتی ہے۔
- ۱۹۔ خوفِ الہی کا درس دیتی ہے۔
- ۲۰۔ ذکرِ الہی کا ذریعہ ہے۔
- ۲۱۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔
- ۲۲۔ رحمتِ الہی کے نزول کا ذریعہ ہے۔
- ۲۳۔ نماز نیکی ہے۔
- ۲۴۔ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔
- ۲۵۔ اللہ سے محبت کی علامت ہے۔
- ۲۶۔ نماز نعمتوں کی شکرگزاری ہے۔
- ۲۷۔ نماز بھلائی کا دروازہ ہے۔
- ۲۸۔ اللہ اور بندے کے درمیان رابطہ ہے۔
- ۲۹۔ نماز بندگی کا اظہار ہے۔
- ۳۰۔ نماز اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔
- ۳۱۔ نماز باعثِ ہدایت ہے۔
- ۳۲۔ نماز سنتِ نبوی سے محبت کا اظہار ہے۔
- ۳۳۔ نماز فکرِ آخرت پیدا کرتی ہے۔
- ۳۴۔ نماز استغفار کا درس دیتی ہے۔

- ۳۵۔ نماز صبر و ثبات کا ذریعہ ہے۔
- ۳۶۔ نماز سے نصرت الہی حاصل ہوتی ہے۔
- ۳۷۔ نماز اصلاح انسانیت کا باعث ہے۔
- ۳۸۔ نماز رجوع الی اللہ کی طرف قدم ہے۔
- ۳۹۔ نماز اخوت دینی کو قائم کرتی ہے۔
- ۴۰۔ نماز گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے۔
- ۴۱۔ نماز شیطان سے دشمنی کا اظہار ہے۔
- ۴۲۔ نماز عذابِ قبر کے سامنے ڈھال ہے۔
- ۴۳۔ دنیا سے بے رغبتی اور تعلق باللہ کا ذریعہ ہے۔



باب نمبر 2:

تارکِ نماز کا حکم

بے نماز اور شرک:

تارکِ نماز مشرک ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَ اتَّقَوْهُ وَ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ لَا تَكُونُوا مِنَ
الْمُشْرِكِينَ﴾ (روم: ۳۱)

”اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اسی سے ڈرو، اور نماز کو قائم کرو اور
مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔“

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کی حدیث
مبارکہ ہے کہ:

((تَرَكَ الصَّلَاةَ شِرْكٌ)) ❶

’نماز ترک کرنا شرک ہے۔‘

اس معنی کی ایک اور حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے سنا
نبی مکرم ﷺ فرما رہے تھے کہ:

((إِنْ بَيْنَ الرَّجُلِ ، وَبَيْنَ الشِّرْكِ ، وَ الْكُفْرِ تَرَكَ الصَّلَاةَ)) ❷

❶ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۰۰۹۔ کتاب الصلوة لمحمد بن نصر المروزی، رقم: ۸۸۹۔ اصول

السننہ، للطبرانی، رقم: ۱۰۱۳۔ مسند أحمد: ۳۸۹/۳، رقم: ۱۰۱۸۳۔ شیخ شعیب نے اس کو ”صحیح“
کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۲۴۷۔ سنن ترمذی، کتاب الإیمان، رقم: ۲۶۱۹۔

”بے شک بندے اور شرک و کفر کے درمیان فرق قائم کرنے والی نماز ہے۔“

اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو بیان فرماتے

ہوئے سنا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيْمَانِ الصَّلَاةُ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ

أَشْرَكَ.)) ❶

”بندے، کفر اور ایمان میں فرق کرنے والی صرف نماز ہے، اسے ترک کرنے

پر بندہ مشرک قرار پاتا ہے۔“

سیدنا یزید الرقاشی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ، فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ

أَشْرَكَ.)) ❷

”مومن بندے اور مشرک کے درمیان صرف نماز کا فرق ہے، پس جو شخص

اسے چھوڑ دیتا ہے، وہ شرک کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔“

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ أَوْ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ.)) ❸

”بندے اور کفر یا شرک کے درمیان فرق ترک نماز سے ہے۔“

بے نماز اور کفر:

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ ترک نماز کفر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا

ارشاد گرامی ہے:

❶ شرح اصول اعتقاد اہل السنہ، رقم: ۱۰۲۱۔ صحیح الترغیب والترہیب، للألبانی: ۱/۳۶۷، رقم: ۵۶۶۔

❷ سنن ابن ماجہ بحوالہ صحیح الترغیب والترہیب: ۱/۳۶۸، رقم: ۸۶۸۔

❸ کتاب الصلوٰۃ از محمد بن نصر المروزی، رقم: ۸۹۹۔ بیروایت ”صحیح“ ہے۔

((بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ تَرَكَ الصَّلَاةَ)) ❶

”ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ترک کرنا ہے۔“

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی ترک نماز کفر ہے، چنانچہ جامع ترمذی میں ہے:

((كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكَهُ

كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ)) ❷

”اصحاب محمد ﷺ ترک نماز کے علاوہ کسی دوسرے عمل کے ترک کرنے کو کفر نہیں گردانتے تھے۔“

امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں:

((مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ)) ❸

”جو کوئی نماز ادا نہ کرے وہ کافر ہے۔“

اور فقیہ الامتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ كَفَرَ)) ❹

”جس کسی نے نماز ترک کی، اس نے کفر کیا۔“

مفسر قرآن، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ)) ❺

”جس نے نماز ترک کر دی، تحقیق اس نے کفر کیا۔“

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ:

((مَنْ لَمْ يُصَلِّ فَهُوَ كَافِرٌ)) ❻

❶ سنن ترمذی، باب ما جاء في ترك الصلاة، رقم: ۲۶۱۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۷۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ترمذی، باب ما جاء في ترك الصلاة، رقم: ۲۶۲۲۔ صحیح الترغیب والترہیب: ۲۲۷/۱، رقم: ۵۶۴۔

❸ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۷۷۲۲، ۳۱۰۷۵۔

❹ معجم کبیر، للطبرانی، رقم: ۸۹۳۹۔ الشریعہ، للآجری، رقم: ۱۳۳۔

❺ تمہید، لابن عبدالبر: ۲۲۵/۴۔ کتاب الصلاة از محمد نصر، رقم: ۹۳۹۔

❻ تمہید لابن عبدالبر: ۲۲۵/۴۔

”نماز ادا نہ کرنے والا کافر ہے۔“

سیدنا ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((تَرَكَ الصَّلَاةَ كُفْرًا ، لَا يُخْتَلَفُ فِيهِ .))^①

”نماز ترک کرنا کفر ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (شاگرد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں:

((مَنْ آخَرَ صَلَاةً حَتَّى يَفُوتَ وَقْتُهَا مَتَعَمِدًا مِنْ غَيْرِ عُدْرٍ فَقَدْ كَفَرَ .))^②

”جو شخص بغیر عذر جان بوجھ کر نماز کو لیٹ کرتا ہے حتیٰ کہ اس کا وقت گزر

جائے، تو یقینی طور پر وہ کافر ہے۔“

جناب صدقہ بن فضل رضی اللہ عنہ سے تارک نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا، وہ

کافر ہے۔^③

تارک نماز بے دین ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَلَا دِينَ لَهُ .))^④

”جس نے نماز چھوڑ دی، اس کا کوئی دین، مذہب نہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ لَا دِينَ لَهُ .))^⑤

”تارک نماز کا کوئی دین نہیں۔“

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا دِينَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ .))^⑥

① السنة، للمروزی، رقم: ۹۷۸ . ② الصلاة، لابن القيم، ص: ۵۳ .

③ الصلاة، لابن القيم، ص: ۵۳ .

④ المعجم الكبير للطبرانی، رقم: ۸۹۴۲ - صحيح الترغيب والترهيب للألبانی .

⑤ التاريخ الكبير، للبخاری: ۹۵/۷ . ⑥ المعجم الصغير، للطبرانی، رقم: ۶۰ - ”اسنادہ صحیح“

”بے نماز کا کوئی دین، مذہب نہیں ہے۔“

تارک نماز بے ایمان ہوتا ہے:

مجاہد بن جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ لوگوں کے نزدیک اعمال میں سے کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی کیا چیز تھی؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: ((الصَّلَاةُ)) ”نماز۔“^①

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ.))^②

”بے نماز کا کوئی ایمان نہیں ہے۔“

تارک نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں:

ابو بلیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے برسرِ ممبر ارشاد فرمایا:

((لَا إِسْلَامَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ.))^③

”جو شخص نماز نہیں ادا کرتا، اس کا کوئی اسلام نہیں۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

((لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ لَا صَلَاةَ لَهُ.))^④

”جس شخص کی نماز نہیں، اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔“

یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا تھا، انہوں نے قرآن مجید کی کئی آیات کریمہ سے استدلال کیا تھا، مثلاً:

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ⑤﴾ (التوبہ: ۵)

① صحیح الترغیب والترہیب للآلبانی، ② اصول السنة للطبری، رقم: ۱۵۳۶۔ التمهيد لابن عبد البر:

۲۲۵/۴۔ کتاب الصلاة، محمد بن نصر، رقم: ۹۵۴۔ صحیح الترغیب والترہیب، رقم: ۵۷۴۔

③ کتاب الصلاة، محمد بن نصر، رقم: ۹۳۰۔

④ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۲۲۹۔ سنن دارقطنی، رقم: ۱۷۲۶۔

”پس اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔
بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔“

﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ
وَ نَفَصِلُ الْأَيْتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝﴾ (التوبہ: ۱۱)

”پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں تو وہ دین میں تمہارے
بھائی ہیں۔ اور ہم اپنی نشانیاں ان لوگوں کے لیے تفصیل سے بیان کرتے ہیں
جو علم رکھتے ہیں۔“

یعنی ان لوگوں سے قتال اس شرط کے ساتھ ہی حرام تھا کہ وہ دائرۃ اسلام میں داخل ہو
جائیں اور اس کے عائد کردہ واجبات کو ادا کریں۔

صحیحین میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
(أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ.....) ﴿۱﴾
”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے لڑائی کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔“

معلوم ہوا کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ ذیل میں بیان
کردہ حدیث پاک سے بھی یہ بات عیاں ہے کہ جو شخص نماز میں شریک نہیں ہوا، رسول
اللہ ﷺ نے اس کو مسلمان نہیں سمجھا۔ چنانچہ بسر بن محجن سے روایت ہے، وہ اپنے والد
سے بیان کرتے ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک مجلس میں تھے۔ چنانچہ نماز
کے لیے اذان ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی اور واپس آئے جب کہ محجن رضی اللہ عنہ اسی
جگہ پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا کیوں
نہیں کی؟ کیا آپ مسلمان نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! کیوں

① صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۲۔

نہیں، لیکن میں اپنے گھر میں نماز ادا کر چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آگاہ کیا کہ جب تم مسجد میں آؤ اور تم فرض نماز ادا کر چکے ہو اور نماز کی اقامت کہی جائے تو تم لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرو اگرچہ تم نماز ادا کر چکے ہو۔^①

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ جس شخص نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں شرکت نہیں کی، آپ نے اسے مسلمان نہیں گردانا۔

بے نماز اور نفاق:

نماز میں کسی طرح کی بھی سستی اور لاپرواہی منافقوں کے اوصاف میں شمار ہوتی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرْآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (النساء: ۱۴۲)

”بے شک منافقین اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں، اور وہ انہیں دھوکہ میں ڈالنے والا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو کابل بن کر کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ کو برائے نام یاد کرتے ہیں۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”ان (منافقین) کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب نماز کے لیے آتے ہیں تو بوجھل جسم کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسے کسی نے انہیں اس کام پر مجبور کیا ہو، اس لیے کہ ان کی نیت نماز کی نہیں ہوتی، اور نہ اس پر ان کا ایمان ہوتا ہے، اور نہ ہی نماز کے ارکان و اعمال پر وہ غور و خوض کرتے ہیں۔ ان کا مقصد تو لوگوں کو دکھلانا ہوتا ہے تاکہ انہیں مسلمان سمجھا جائے، وہ اپنی نمازوں میں بہت کم اللہ کو

① مؤطا مالک: ۱۳۲/۱، رقم: ۸۰ من باب صلاة الجماعة۔ سنن النسائی، کتاب الإقامة، رقم:

۸۵۷۔ صحیح ابی داؤد، رقم: ۵۹۰، ۵۹۱۔

یاد کرتے ہیں، نہ وہ خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں، اور نہ ان کو پتہ ہوتا ہے کہ وہ زبان سے کیا پڑھ رہے ہیں۔“

حافظ ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ یہ بُری بات ہے کہ آدمی نماز میں سست کھڑا ہو، بلکہ اسے خوش و خرم اور شاداب چہرے کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے، اس لیے کہ بندہ نماز میں اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے، اور جب اسے پکارتا ہے تو اس کی پکار سنتا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”یہ آیت دلیل ہے کہ نماز میں سستی کرنا منافق کی نشانی ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۳۰۷)

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”منافقین پر سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے۔“^①

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں منافق کی نماز کے بارے میں بتاؤں؟ وہ عصر کی نماز لیٹ کر تارہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے انتہائی قریب ہو جاتا ہے تو اس وقت پڑھتا ہے۔“^②

بے نماز متکبر ہے:

کل جس سر کو غرور تھا تا جوری کا
آج اُس سر پہ عالم ہے نوحہ گری کا
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کی زبانی یہ تعلیم دی کہ میرے بندو! تم سب مجھے پکارو! میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، اس لیے کہ تم سب میرے بندے ہو، اور میں تمہارا رب ہوں، پروردگار عالم کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ
عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ ذُخْرِينَ ٥١﴾ (المؤمن: ۶۰)

① صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة العشاء في الجماعة، رقم: ۶۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، حدیث رقم: ۱۴۸۲۔

② مستدرک حاکم: ۱/۱۹۵۔ سنن دارقطنی: ۱/۲۵۲، ۲۵۳۔ سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۱۷۴۵۔

”اور تمہارے رب نے کہہ دیا ہے، تم سب مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ کبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے، وہ عنقریب ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے آخر میں فرمایا کہ جو لوگ بوجہ کبر میری عبادت سے انکار کرتے ہیں، اور مجھے پکارتے نہیں، وہ نہایت ہی ذلیل و رسوا کر کے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے، کیونکہ ایسا صرف متکبر اور کافر ہی کر سکتا ہے۔

جو شخص بے حسی کے عالم میں مر گیا اور استکبار کے ساتھ اکڑا، اور نماز نہیں پڑھی، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتلانے کے بعد اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى ۝۳۱﴾ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝۳۲﴾ (القیامۃ: ۳۱، ۳۲)

”پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی، بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔“

ایک دوسرے مقام پر مشرکین مکہ کو خطاب کیا کہ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اللہ، اس کے رسول اور قرآن پاک پر ایمان نہیں لاتے، اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو جاتے۔ اور انہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب ان کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ تکبر کرتے ہیں، اور رب العالمین کے لیے عجز و اعساری کا اظہار کرتے ہوئے سجدہ ریز نہیں ہوتے:

﴿فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۲۰﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا

يَسْجُدُونَ ۝۲۱﴾ (الانشقاق: ۲۰-۲۱)

”انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایمان نہیں لاتے ہیں، اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے ہیں۔“

اللہ قادر اور قدیر نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ان کے کفر و استکبار کے سبب ہلاک و تباہ کر دیا، ان کے پاس سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی واضح اور کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، توحید کی دعوت پیش کی، اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور اس کی عبادت کی طرف

بلا یا، لیکن انہوں نے استکبار کی راہ اختیار کی اور ایک معبودِ برحق اللہ تعالیٰ کی عبادت و پرستش کا انکار کر دیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بچ کر کہاں جاسکتے تھے؟

﴿وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ

فَأَسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا لِسَبِيقِينَ ﴿٣٩﴾﴾ (العنكبوت: ۳۹)

”اور ہم نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کر دیا تھا، اور موسیٰ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، لیکن انہوں نے زمین پر تکبر کی راہ اختیار کی، اور وہ ہم سے بچ کر نہیں نکل سکتے تھے۔“

اس کے برعکس مومنین کی علامت یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنے رب کے لیے نماز پڑھتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا حُزُّوا وَسَجَدُوا

يُحْمَدُونَ رَبَّهُمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾﴾ (السجدة: ۱۵)

”بے شک ہماری آیتوں پر وہ لوگ ایمان لاتے ہیں، جنہیں جب ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں، اور وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں، اور تکبر نہیں کرتے۔“

ڈاکٹر لقمان سلفی حفظہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے مومنین و مخلصین کا ذکر کیا ہے کہ ہماری آیتوں پر حقیقی معنوں میں وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں قرآن کریم کی تلاوت کر کے جب نصیحت کی جاتی ہے تو اپنے دل کی طہارت اور فطرت کی پاکیزگی کی وجہ سے ان نصیحتوں کو فوراً قبول کر لیتے ہیں، اور قرآن کریم کا ان پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ نعمتِ اسلام پر شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ میں گر جاتے ہیں، اپنے رب کی پاکی اور اس کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، اور اہل مکہ کی طرح اس کی عبادت سے قطعاً منہ نہیں موڑتے ہیں، بلکہ زندگی بھر اطاعت و بندگی کے جذبے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”کہ یہ آیت نماز پنجگانہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی، اور ﴿سَبِّحُوا بِحَمْدِ رَبِّكُمْ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ حالت سجدہ میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ وَبِحَمْدِهِ)) کہتے ہیں۔ اور ﴿وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ سے مراد یہ ہے کہ وہ مؤمنین دیگر مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے سے کبر و نخوت کی وجہ سے گریز نہیں کرتے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۱۱۶۸)

سورة الاعراف میں فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ﴿٢٠٦﴾﴾ (الأعراف: ۲۰۶)

”بے شک (جو فرشتے) آپ کے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر کی وجہ سے انکار نہیں کرتے ہیں، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اس کے لیے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔“

”فرشتے رات دن خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر الہی میں مشغول رہتے ہیں، اور کبھی بھی نہیں تھکتے، اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اس کے حضور سجدہ کرتے رہتے ہیں، اور اس سے مقصود مومنوں کو ترغیب دلانا ہے کہ وہ بھی فرشتوں کی طرح کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہیں، تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیں، نماز پڑھیں اور رکوع و سجود کرتے رہیں۔“

اس آیت کی تلاوت کے بعد قاری اور غور سے سننے والے، دونوں کے لیے قبلہ رخ ہو کر سجدہ کرنا مشروع ہے، اور افضل یہ ہے کہ سجدہ کرنے والا با وضو ہو۔ قرآن کریم میں یہ پہلا سجدہ ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۵۱۷)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَنَزِدْجُمُ حَتَّىٰ مَا يَجِدُ أَحَدُنَا لِحَبْهَتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ.)) ①

① صحیح بخاری، ابواب سجود القرآن و سننہا، رقم: ۱۰۷۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۲۹۵۔

”نبی کریم ﷺ غیر حالت نماز میں کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، اور بوجہ ازدحام لوگ اپنی پیشانی کے لیے جگہ نہیں پاتے تھے کہ جہاں وہ سجدہ کریں۔“

”تمام فرشتے بھی اس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اس کی عبادت و نماز سے تکبر کرتے ہیں، اور نہ ہی اس سے تھکتے ہیں، شب و روز اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، جیسا کہ کوئی شخص ہر حال میں سانس لیتا رہتا ہے، اور ہر گھڑی اس کی پلک جھپکتی رہتی ہے، اور جب تک زندہ رہتا ہے کبھی بھی ان دونوں کاموں میں تھکن محسوس نہیں کرتا، بالکل اسی طرح فرشتے ہر حال میں تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، ایک لمحہ کے لیے بھی انقطاع نہیں ہوتا، اور یہ بات ان کے لیے ایسا امر طبعی ہے کہ کبھی بھی اس سے تھکن محسوس کرتے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۹۲۱-۹۲۲)

﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِهٖۙ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا
يُفْتَرُوْنَ ﴿۲۰﴾﴾ (الانبیاء: ۱۹-۲۰)

”اور آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے سب اسی کی ملکیت میں ہے، اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں، اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، وہ شب و روز تسبیح پڑھتے ہیں، سستی نہیں کرتے ہیں۔“

تارک نماز سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اٹھ جاتی ہے:

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے انتہائی مخلص دوست نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی:

((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّ اِنْ قُطِعَتْ وَّ حَرِقَتْ ، وَا لَا تُتْرَكَ صَلَاةٌ
مَّكْتُوبَةٌ مُتَعَمِّدًا ، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرَأَتْ مِنْهُ الدِّمَةُ ،
وَا لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مُفْتَا حٌ كُلِّ شَرٍّ .)) ❶

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، رقم: ۴۰۳۴۔ ارواء الغلیل، رقم: ۲۰۸۶، التعلیق الرغیب: ۱/۱۹۵۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۵۸۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

”تم اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے، اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا، اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ (حفاظت) اٹھ گئی، اور شراب مت پینا کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔“

تارکِ نماز اور حکومت کی خصوصیت:

صاحب اقتدار لوگوں کا یہ فریضہ منجھی ہے کہ وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ إِن مَّكَّهْتُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاللَّهُ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿۳۱﴾﴾

(الحج: ۴۱)

”جنہیں ہم جب سر زمین کا حاکم بناتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے ہیں، اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں، اور برائی سے روکتے ہیں اور تمام امور کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔“

لیکن اگر وہ فریضہ نماز کو ترک کر دیں تو ان سے لڑائی کو شریعت جائز قرار دیتی ہے۔ چنانچہ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صحیح مسلم میں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((سَتَكُونُ امْرَأَةٌ فَتَعْرِفُونَ وَتُنْكِرُونَ ، فَمَنْ عَرَفَ بَرِيءًا ، وَمَنْ أَنْكَرَ سَلِمَ ، وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا: أَفَلَا نَقَاتِلُهُمْ؟

قَالَ: لَا مَا صَلُّوا.)) ❶

”عنقریب کچھ ایسے امراء ہوں گے کہ جن کو تم پہچانو گے بھی اور انکار بھی کرو گے، جس نے پہچان لیا وہ بری ہو گیا، اور جس نے انکار کر دیا وہ سلامت رہا، لیکن جو

❶ صحیح مسلم، کتاب الأمانة، باب وجوب الإنكار على الأمراء فيما يخالف اشرع ، حدیث

شخص ان سے راضی ہو گیا اور جس نے ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہو گیا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”کیا ہم ان سے لڑائی نہ کریں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں (تم ان سے لڑائی نہ کرو۔)“

اور حدیث سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((خِيَارُ أُمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ ، وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ ، وَشَرَارُ أُمَّتِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ ، وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا نُنَابِذُهُم بِالسَّيْفِ؟ قَالَ: لَا ، مَا أَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلَاةَ .)) ❶

”تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو، وہ تم سے محبت کریں، وہ تمہارے لیے دعا کریں اور تم ان کے لیے دعا کرو۔ اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں کہ تم ان سے بغض رکھو، وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت بھیجو اور وہ تم پر لعنت بھیجیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”کیا ہم تلوار کے ساتھ انہیں ختم نہ کر دیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں جب تک وہ نماز قائم رکھیں۔ (ان کے خلاف تلوار نہ اٹھاؤ۔)“

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا تو ہم نے آپ کی بیعت کی۔ ہم نے یہ بیعت کی کہ ہم پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں، مشکل اور آسانی میں اور اپنے اوپر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں بھی سماع و طاعت کا مظاہرہ کریں گے، اور اہل لوگوں سے حکومت نہیں چھینیں گے۔ اسی سلسلہ میں فرمایا:

((إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ بُرْهَانٌ .)) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الأمانة، باب خيار الأئمة وشرارهم، رقم: ۱۸۵۵.

❷ صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب سترون بعدی أموراً تنكرونها، رقم: ۷۰۵۶، ۷۰۷۶.

”ہاں! الایہ کہ تم حکمرانوں کی طرف سے صریح کفر کا ارتکاب دیکھو، اور تمہارے پاس اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برہان ہو۔“

کتاب و سنت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے، جس سے یہ معلوم ہو کہ تارک نماز کافر نہیں ہے، یا یہ معلوم ہو کہ وہ مومن ہے، یا یہ معلوم ہو کہ وہ جنت میں داخل ہوگا، یا یہ معلوم ہو کہ وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ اس سلسلہ میں جو وارد ہے، وہ ایسی نصوص ہیں جو توحید اور ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی شہادت کی فضیلت پر دلالت کرتی اور اس کا ثواب بیان کرتی ہیں، اور یہ نصوص یا تو کسی ایسے وصف کے ساتھ مقید ہیں، جس کے ساتھ ترک نماز ممکن نہیں یا یہ معین حالات کے بارے میں وارد ہیں، جن میں انسان ترک نماز کے لیے معذور ہوتا ہے یا یہ عام ہیں اور انہیں تارک نماز کے کفر کے دلائل پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ تارک نماز کے کفر کے دلائل خاص ہیں، اور خاص عام سے مقدم ہوتا ہے، جیسا کہ اصول حدیث اور اصول فقہ میں ایک معروف اصول ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے، کیا یہ جائز نہیں کہ تارک نماز کے کفر پر دلالت کرنے والی نصوص کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے اس کو ترک کرے؟ ہم عرض کریں گے کہ نہیں یہ تاویل جائز نہیں، کیونکہ اس میں دو رکاوٹیں ہیں، اس وصف کا ابطال لازم آتا ہے، جسے شریعت نے معتبر قرار دیا اور جس کے مطابق حکم عائد کیا ہے۔ یعنی شریعت نے ترک نماز پر کفر کا حکم لگایا ہے اور یہاں یہ نہیں کہا کہ جو کوئی نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے ترک کرے وہ کافر ہے، اور پھر اقامت نماز کی بنیاد پر دینی اخوت کو قائم کیا ہے، اور یہ نہیں کہا کہ دینی بھائی وہ ہیں جو نماز کے وجوب کا اقرار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ اگر وہ تو بہ کر لیں اور وجوب نماز کا اقرار کر لیں تو..... اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ آدمی اور شرک و کفر کے درمیان فرق وجوب نماز کے اقرار کی وجہ سے ہے کہ جو اس کے وجوب کا انکار کرے، وہ کافر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد ﷺ کی یہ مراد ہوتی تو اس سے روگردانی اس بیان کے خلاف ہوتی، جسے قرآن نے پیش

کیا ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ (النحل: ۸۹)

”اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔“

اور جس کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴)

”اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو ارشادات لوگوں پر نازل

ہوئے ہیں، وہ ان پر کھول کر بیان کر دو۔“

اس میں دوسری رکاوٹ یہ ہے کہ اس سے ایک ایسے وصف کا اعتبار لازم آتا ہے،

جسے شریعت نے مناط حکم قرار نہیں دیا۔ نماز پچگانہ کے وجوب کا انکار موجب کفر ہے، اس

شخص کے لیے جو جہالت کی وجہ سے معذور ہو خواہ نماز پڑھے یا نہ پڑھے، مثلاً ایک شخص اگر

پانچوں نمازوں کو تمام شروط، ارکان، واجبات اور مستحبات سمیت ادا کرے لیکن وہ کسی عذر

کے بغیر ان نمازوں کے وجوب کا منکر ہوگا تو وہ کافر ہوگا، حالانکہ اس نے نماز کو ترک نہیں کیا، تو

اس سے معلوم ہوا کہ نصوص کو اس بات پر محمول کرنا کہ ان سے مراد وہ شخص ہے جو وجوب نماز کا

انکار کرتے ہوئے ترک کرے، صحیح نہیں ہے، جب کہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ تارک نماز کافر

ہے اور وہ اپنے اس کفر کے باعث ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ابن ابی حاتم کی اس

روایت میں اس کی صراحت ہے، جو سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَوْصَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا

تَتْرَكُوا الصَّلَاةَ عَمَدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا عَمَدًا مُتَعَمِّدًا، فَقَدْ خَرَجَ

مِنَ الْمِلَّةِ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو

شریک نہ بناؤ، قصد و ارادہ سے نماز ترک نہ کرو، کیونکہ جو شخص قصد و ارادہ سے

❶ مجمع الزوائد، رقم: ۷۱۴، وأخرجه ابن ماجة مختصراً، وحسنه الألباني، رقم: ۴۰۳۴.

جان بوجھ کر نماز ترک کر دیتا ہے، تو وہ ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔“

نیز اگر ہم اسے ترک انکار پر مجبور کریں تو پھر نصوص میں نماز کو بطور خاص ذکر کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ یہ حکم تو نماز، زکوٰۃ، حج اور ان تمام امور کے لیے عام ہے جو دین کے واجبات و فرائض میں شمار ہوتے ہیں، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا اس کے وجوب کے انکار کی وجہ سے ترک موجب کفر ہے، بشرطیکہ انکار کرنے والا جہالت کی وجہ سے معذور نہ ہو۔

جس طرح سمعی اثری دلیل کا تقاضا ہے کہ تارک نماز کو کافر قرار دیا جائے، اسی طرح عقلی نظری دلیل کا بھی تقاضا ہے، اور وہ اس طرح کہ جو شخص دین کے ستون نماز ہی کو ترک کر دے تو اس کے پاس پھر ایمان کیسے باقی رہا؟ نماز کے بارے میں اس قدر ترغیب آئی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عاقل مومن اس کے ادا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھے، اور اس کے ترک کے بارے میں اس قدر وعید آئی ہے، جس کا ہر عاقل مومن سے تقاضا یہ ہے کہ وہ اس کے ترک سے اور اسے ضائع کرنے سے مکمل احتیاط برتے، کیونکہ اگر اسے ترک اور ضائع کر دیا گیا تو اس کا تقاضا یہ ہوگا کہ پھر ایمان باقی نہ رہے!

جہاں تک اس مسئلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول کا تعلق ہے تو جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یہ ہے، بلکہ کئی ایک علماء نے کہا ہے کہ اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ:

((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَرُونَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرَكَهُ
كُفْرًا غَيْرَ الصَّلَاةِ)) ❶

”حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اعمال میں سے ترک نماز کے سوا اور کسی عمل کو کفر نہیں سمجھتے تھے۔“

مشہور امام اسحاق بن راہویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث سے یہ

❶ سنن ترمذی، کتاب الإیمان، باب ماجاء فی ترک الصلاة، رقم: ۲۶۲۲۔ حاکم نے اس کو ”شیخین کی شرط صحیح“ قرار دیا ہے۔

ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے، اور نبی کریم ﷺ کے دور سے لے کر آج تک اہل علم کی یہی رائے ہے کہ جو شخص قصد و ارادہ سے بغیر کسی عذر کے نماز چھوڑ دے، حتیٰ کہ اس کا وقت ختم ہو جائے تو وہ کافر ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر، عبدالرحمن بن عوف، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہے کہ تارک نماز کافر ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی نے اس مسئلہ میں ان کی مخالفت بھی نہیں کی۔

علامہ منذری رحمہ اللہ نے ”الترغیب والترہیب“ میں امام ابن حزم رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے، اور انہوں نے اس سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ مزید نام بھی شمار کروائے ہیں۔ مثلاً سیدنا عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم اور غیر صحابہ کرام میں سے امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک، نخعی، حکم بن عتیبہ، ایوب سختیانی، ابو داؤد طیالسی، ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب رحمہ اللہ اور بہت سے دیگر علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔

میں کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول بھی یہی ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیت کریمہ ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ﴾ کی تفسیر میں ذکر فرمایا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی ”کتاب الصلوٰۃ“ میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں ایک قول یہی ہے، اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ اس کا کیا جواب ہے، جس سے تارک نماز کو کافر نہ سمجھنے والوں نے استدلال کیا ہے؟ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جن دلائل سے انہوں نے استدلال کیا ہے، ان کی اس موضوع پر اصلاً دلالت ہی نہیں ہے، کیونکہ یا تو یہ ایسے وصف سے مقید ہیں کہ اس کے ساتھ ترک نماز کی تکفیر کے دلائل کے ساتھ ان کی تخصیص کر دی جائے گی۔

تارک نماز کو کافر قرار نہ دینے والوں نے جن دلائل سے استدلال کیا ہے، وہ ان مذکورہ بالا چار حالتوں سے خالی نہیں ہیں۔

یہ مسئلہ بہت اہم اور عظیم مسئلہ ہے۔ انسان پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور نماز کی حفاظت کرے، تاکہ اس کا شمار بھی ان لوگوں میں سے ہو، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَشِعُونَ ۝۲ وَ الَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝۳ وَ الَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝۴ وَ الَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝۵ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝۶﴾ (المؤمنون: ۱-۶)

”بلاشبہ ایمان والے کامیاب ہو گئے، جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں، اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے رہتے ہیں، اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ انہیں ملامت نہیں۔“ ❶

تارک نماز کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں:

سیدنا بريدة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ، فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ.)) ❷

”جس شخص نے عصر کی نماز کو ترک کیا، اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔“

تارک نماز کا اہل و مال ہلاک ہو گیا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا کہ اُس کا

❶ فتاویٰ اسلامیہ: ۱/ ۴۸۰، ۴۸۳۔ طبع دار السلام، لاہور۔

❷ صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، رقم: ۵۵۳۔

مال اور اس کا اہل ہلاک ہو گیا۔^①

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:
”اللہ تعالیٰ کافروں کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے جس طرح انہوں نے
ہمیں نمازِ وسطیٰ سے روکے رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔“^②
ترک نمازِ جہنم میں لے جاتا ہے:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے کہ گنہگاروں کو جہنم میں لے جانے
والا پہلا سبب نماز کا چھوڑنا ہے۔ ”اصحاب الیمین“ یعنی جنتی لوگ اہل جہنم سے دریافت کریں
گے کہ تمہارے کون سے کرتوتوں نے تمہیں جہنم میں پہنچا دیا ہے؟ تو وہ جہنمی کہیں گے:

﴿قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصَلِّينَ ﴿٣٣﴾ وَ لَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ﴿٣٤﴾ وَ
كُنَّا نَحْوُضُ مَعَ الْحَاظِيْنَ ﴿٣٥﴾ وَ كُنَّا نَكْذِبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٣٦﴾ حَتَّى
أَتَدْنَا الْبَاقِيْنَ ﴿٣٧﴾﴾ (المدثر: ٤٣-٤٧)

”ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے، اور فضول بحث
کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی بحث میں حصہ لیا کرتے تھے، اور ہم قیامت کے
دن کی تکذیب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ موت نے ہمیں آدبوچا۔“

ان مجرموں سے جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ دین حق کو قبول کرو، اللہ کے لیے نماز پڑھو
اور اس کے لیے خشوع و خضوع اختیار کرو، تو ان کی گردنیں اکڑ جاتی تھیں، اس لیے اللہ
تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اس دن ان جیسوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہوگی۔

﴿وَ اِذَا قِيلَ لَهُمْ اَرْكُعُوا لَا يَرُكُعُونَ ﴿٣٨﴾ وَيْلٌ لِّمُؤْمِنِيْنَ لِّلْمَكْذِبِيْنَ ﴿٣٩﴾﴾

(المرسلات: ٤٨-٤٩)

① سنن دارمی، رقم: ١٢٦٦۔

② صحیح بخاری، کتاب مواقیات الصلاة، رقم: ٥٥٢۔ صحیح مسلم، رقم: ١٤١٦۔ سنن دارمی،
رقم: ٢٦٨۔

”اور ان سے جب کہا جاتا تھا کہ تم لوگ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے تھے، اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ”ویل“ ہوگی۔“

فائدہ:..... یاد رہے کہ ”ویل“ جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔^①

اور سیدنا سمیرہ بن جندب رضی اللہ عنہ حدیث روایا میں رسالت مآب ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((أَمَّا الَّذِي يَثْلُغُ رَأْسَهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ.))^②

”جس شخص کا سر پتھر سے پکلا جا رہا تھا وہ حافظ قرآن تھا، مگر قرآن سے غافل ہو گیا تھا، اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جایا کرتا تھا۔“

تارک نماز آخرت میں شفاعت سے محروم رہے گا:

نماز کے تارکین، مجرمین آخرت میں شفاعت کاروں کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔ دوسرے لفظوں میں اس طرح کہہ لیں کہ وہ سفارش کے حقدار نہیں ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب کائنات نبی یا فرشتے کو ان کے لیے شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں دے گا، لہذا کوئی ایسی سفارش نہیں پائی جائے گی جو ان کے کام آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فِي جَنَّةٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٣٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٣١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ﴿٣٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيِّينَ ﴿٣٣﴾ وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ﴿٣٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَاطِئِينَ ﴿٣٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٣٦﴾ حَتَّىٰ آتَيْنَا الْيَقِيْنَ ﴿٣٧﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّفِيعِينَ ﴿٣٨﴾﴾ (المدثر: ٤٠-٤٨)

”یہ لوگ جنتوں میں ہوں گے، مجرمین سے پوچھیں گے، تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا۔ وہ کہیں گے، ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔ اور مسکین کو

① سنن ترمذی، ابواب التفسیر، رقم: ۳۳۷۷-۳۵۴۶۔ مستدرک حاکم، رقم: ۳۹۲۷۔

② صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۴۳۔

کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور فضول بحث کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی بحث مباحثہ کرتے تھے۔ اور ہم قیامت کے دن کی تکذیب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہماری موت آگئی۔ پس اُس وقت شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کام نہیں آئے گی۔“

تارکِ نمازِ روزِ قیامتِ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز نماز کے متعلق گفتگو کی اور فرمایا:

((مَنْ حَافِظٌ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا، لَمْ يَكُنْ لَهُ نُورٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ، وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأَبِي بِنِ حَلْفٍ)) ❶

”جس نے نماز کی حفاظت کی، نمازِ روزِ قیامت اس کے لیے نور، برہان اور ذریعہ نجات ہوگی، اور جس کسی نے نماز کی حفاظت نہ کی تو روزِ قیامت نماز اس کے لیے نہ دلیل، نہ نور اور نہ ہی وسیلہ نجات ہوگی۔ اور وہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔“

علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے ”الصلاة وحکم تارکھا، ص: ۳۶، ۳۷“ میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد یوں رقم کیا ہے: ”تارکِ نماز کا خاص طور پر ان چار آدمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کا سبب یہ ہے کہ یہ چاروں کفر کے سردار ہیں۔ یہاں پر ایک عظیم نقطہ ہے کہ تارکِ نماز..... مال، ملک، ریاست یا تجارت کی وجہ سے نماز ترک کرتا ہے، جو کوئی مال کے سبب نماز ترک کرے گا وہ قارون کے ساتھ ہوگا، اور جو کوئی ملک اور

❶ مسند أحمد، رقم: ۶۵۷۶۔ سنن دارمی، رقم: ۳۰۱۔ ابن حبان، رقم: ۱۴۶۷۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ اور شیخ شعیب نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

بادشاہت کی خاطر نماز چھوڑے گا وہ فرعون کے ساتھ ہوگا، اور جو شخص حکومتی ذمہ داریوں کے سبب نماز ترک کرے گا وہ ہامان کے ساتھ ہوگا۔ اور تجارتی عذر بہانے کر کے نماز ترک کرنے والا مشہور کافر اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

نماز نہ پڑھنے کے نقصانات:

مذکورہ دلائل و براہین کی روشنی میں ظاہر ہوتا ہے کہ:

- 1: نماز سے لاپرواہی و تباہی و بربادی کا سبب ہے۔
- 2: نماز چھوڑنا کفر ہے۔
- 3: نماز چھوڑنا شرک ہے۔
- 4: ترک نماز نفاق بھی ہے۔
- 5: ترک نماز دراصل تکذیب دین ہے۔
- 6: بے نماز کا فرعون، ہامان، قارون اور اُبی بن خلف کے ساتھ حشر ہوگا۔
- 7: تارک نماز کا کوئی دین، ایمان نہیں۔ 8: تارک نماز کا کوئی ایمان نہیں۔
- 9: بے نماز فاسق و فاجر ہے۔
- 10: بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔
- 11: بے نماز شیطان کا بندہ ہے۔
- 12: نماز سے دوری، رحمت الہی سے دُوری ہے۔
- 13: ترک نماز بے سکونی کا باعث ہے۔
- 14: تارک نماز سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اُٹھ جاتی ہے۔
- 15: ترک نماز تکبر کی علامت ہے۔
- 16: تارک نماز کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔
- 17: تارک نماز کا اہل و مال برباد ہو جاتا ہے۔
- 18: تارک نماز شفاعت سے محروم ہوگا۔
- 19: تارک نماز کا دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے خالی ہوتا ہے۔
- 20: ترک نماز جہنم میں لے جاتا ہے۔



باب نمبر 3:

نماز سے قبل

ذیل کی سطور میں ہم اُن اہم اُمور کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جن کا نماز کی ادائیگی سے قبل نمازی کے لیے اہتمام کرنا ضروری ہے، ان میں سے بعض تو شروط نماز کی حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ اور بعض اُمور کی حیثیت شروط کی سی تو نہیں، البتہ ان کی عدم موجودگی میں نماز میں روحانیت نہیں رہتی۔ پس وہ نماز ایسی ہی ہوتی ہے، جیسے بے روح جسم ہوتا ہے، لہذا نماز نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع، حالت طہارت اور ایمان و توحید کی حالت میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق ادا کرنی چاہیے۔

فصل نمبر 1:

نماز سنت نبوی ﷺ کے مطابق پڑھنا

نماز سنت کے مطابق پڑھنا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .)) ①

”تم نماز اس طرح پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“

امام ابن حزم رحمہ اللہ کا قول اس حدیث کی تفسیر میں انتہائی مناسب رہے گا، فرماتے ہیں:

”سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز پڑھنا فرض ہے۔“ ②

یہی وجہ ہے کہ مظہر خلق عظیم، محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر ممکنہ کوشش کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو نماز پڑھتا دیکھیں، اور نماز کا طریقہ یاد کر لیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ کے منبر پاک کے تین درجے تھے۔ سید المرسلین ﷺ

② محلّی ابن حزم۔

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۳۱۔

منبر پر کھڑے ہوئے، اور آپ نے تکبیر تحریمہ کہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں تکبیر تحریمہ کہی، رکوع بھی محسن اعظم ﷺ نے منبر پر کیا۔ اس کے بعد نبی برحق ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور البتہ سجدہ کرنے کے لیے پچھلے پاؤں اترے اور منبر کے اصل میں سجدہ فرمایا، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو کر سرور کائنات ﷺ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”میں نے منبر پر قیام، رکوع وغیرہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتداء کرو اور میرے نماز ادا کرنے کی کیفیت کا تمہیں پتہ چل جائے۔“^①

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنی مجالس میں ایک دوسرے کو نماز سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق پڑھنے کی اہمیت سے آگاہ کرتے رہتے۔ محدثین نے اپنی کتب میں اسی چیز پر زور دیا ہے کہ نماز آپ ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق پڑھی جائے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”صحیح، کتاب الأذان“ میں باب قائم کیا ہے:

((بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ وَهُوَ لَا يَرِيدُ إِلَّا أَنْ يَعْلَمَهُمْ صَلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَهُ.))

”کوئی شخص لوگوں کو سمجھانے کے لیے کہ نبی کریم ﷺ نماز کیونکر پڑھتے تھے اور آپ کا طریقہ کیا تھا، نماز پڑھائے تو کیسا ہے؟“

اور اس کے تحت سیدنا ابو قلابہ رحمہ اللہ کی سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کردہ حدیث ذکر کی ہے، فرماتے ہیں کہ: ”سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ہماری مسجد میں تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نماز پڑھاؤں گا۔ اور میری نیت نماز پڑھنے کی نہیں ہے، میرا مقصود صرف اور صرف یہ ہے کہ تمہیں نماز کا وہ طریقہ سکھا دوں جس طریقہ سے نبی کریم ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے۔“^②

اور جہاں تک خلاف سنت نماز پڑھنے کا تعلق ہے، تو دیکھئے! سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حجاج بن ایمن کو خلاف سنت نماز پڑھتا دیکھا تو فرمایا ((أَعَدُّ صَلَاتَكَ.))

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۲۴، ۸۱۸۔ طبقات ابن سعد: ۲۵۳/۱۔

② صحیح بخاری، رقم: ۶۱۷۔

میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں، پھر آپ جو فیصلہ کریں اس کے متعلق اپنے دلوں میں گھٹن بھی محسوس نہ کریں، اور اس فیصلہ پر پوری طرح سر تسلیم خم نہ کر دیں۔“

سنت رسول ﷺ جنت میں اعلیٰ ترین مقام کا باعث ہے:

۲۔ ﴿مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ الرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِينَ وَ حَسَنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۝﴾ (النساء: ۶۹)

”اور جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے، تو ایسے لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ، اور رفیق ہونے کے لحاظ سے یہ لوگ کتنے اچھے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت حقیقت میں اللہ کی اطاعت ہے:

۳۔ ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَ مَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَفِيفًا ۝﴾ (النساء: ۸۰)

”جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور اگر کوئی منہ موڑتا ہے تو ہم نے آپ کو ان پر پاسبان بنا کر نہیں بھیجا۔“

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے:

۴۔ ﴿وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولَ فَخُذُوا ۚ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر: ۷)

”اور جو کچھ تمہیں رسول دیں، وہ لے لو، اور جس سے روکیں، اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً سخت سزا دینے والا ہے۔“

سنت رسول اللہ ﷺ ہی اختلافات کا حل ہے:

۵۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي

الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ (النساء: ٥٩)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اقتدار والوں کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔“

۶۔ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْهَا إِلَّا لِيَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِنْ حَيْثُ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ ۗ وَ إِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرُءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٢٣﴾﴾ (البقرہ: ۱۴۳)

”اور اسی طرح ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو، اور رسول تم پر گواہ ہو، اور ہم نے آپ کے لیے پہلا قبلہ (بیت المقدس) اس لیے بنایا تھا کہ ہمیں معلوم ہو کہ کون رسول کی اتباع کرتا ہے، اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے، قبلہ کی تبدیلی ایک بڑی بات تھی مگر ان لوگوں کے لیے نہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی، اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا، وہ تو لوگوں کے حق میں بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔“

سنت رسول ﷺ پر عمل اللہ تعالیٰ سے محبت کی دلیل ہے:

۷۔ ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ

لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣١﴾ (آل عمران: ۳۱)

”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا، اور اللہ بہت بخشنے والا رحیم ہے۔“

ایمان کے بعد اتباع رسول ﷺ بہت ضروری ہے:

۸۔ ﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ

الشَّاهِدِينَ ﴿٥٣﴾ (آل عمران: ۵۳)

”اے ہمارے رب! ہم نے مان لیا جو تو نے نازل کیا ہے، اور ہم نے رسول کی پیروی کی ہے، لہذا ہمارے نام گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔“

رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ میں اسوۂ حسنہ ہے:

۹۔ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا

اللَّهِ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”فی الحقیقت تم مسلمانوں کے لیے رسول اللہ کا قول و عمل ایک بہترین نمونہ ہے، ان کے لیے جو اللہ اور یومِ آخرت کا یقین رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت یاد کرتے رہتے ہیں۔“

خلاصہ: پس ان آیات کریمہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ اختلافی امور میں جب

تک رسول کریم ﷺ کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم نہ کیا جائے، بندہ مومن نہیں ہو سکتا۔

آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سے بندہ روزِ قیامت انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (اولیاء کرام) کی رفاقت حاصل کر لے گا۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت درحقیقت اطاعتِ الہی

ہے۔ اتباع رسول ﷺ سے بندہ اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے اور یہ اہل ایمان کی بڑی صفات

میں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا قول و عمل ہی اہل ایمان کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

سنت رسول ﷺ سے اعراض و انحراف کے متعلق وعید:

جب کہ رسول کریم ﷺ کی نافرمانی، اور آپ کی سنت سے دُوری کی وجہ سے انسان جہنم میں چلا جائے گا۔ آپ کی مخالفت نفاق کی دلیل ہے، جہالت کی علامت ہے اور باعثِ ذلت و رسوائی ہے۔ جیسا کہ ذیل کی آیات کریمہ سے واضح ہو رہا ہے۔

۱۰۔ ﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا

خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿١٣﴾ (النساء: ۱۴)

”اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے، اور اللہ کی حدود سے آگے نکل جائے، اللہ اسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اسے رسوا کرنے والا عذاب ہوگا۔“

۱۱۔ ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ

يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٣﴾ (النور: ۶۳)

”پس جو لوگ رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی بلا نہ نازل ہو جائے، یا کوئی دردناک عذاب نہ انہیں آگھیرے۔“

۱۲۔ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ

رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ﴿١٦﴾ (النساء: ۶۱)

”اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کی ہے، اور رسول کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ کے پاس آنے سے گریز کرتے ہیں۔“

۱۳۔ ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ

قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَإِنَّا لَوَ كَانُوا آبَاءَهُمْ لَا

يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٣﴾ (المائدہ: ۱۰۴)

”اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے، اور آؤ رسول کی طرف، تو کہتے ہیں: ہمیں تو وہی کچھ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے، خواہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں، اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔“

۱۴۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝﴾ (المجادلہ: ۲۰)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، یقیناً یہی لوگ ذلیل ترین قوموں میں سے ہیں۔“

۱۵۔ ﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِ جَهَنَّمَ ۗ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝﴾ (النساء: ۱۱۵)

”جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کرے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیتے ہیں جدرہ کا اس نے رخ کیا ہے، پھر ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔“

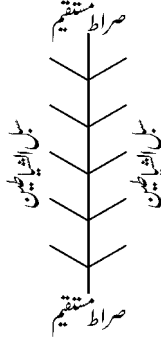
احادیث نبویہ کی روشنی میں سنت کی اہمیت

۱۔ ((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ: هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ، ثُمَّ خَطَّ خُطُوطًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَقَالَ هَذِهِ سُبُلٌ عَلَىٰ كُلِّ سَبِيلٍ مِنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوا إِلَيْهِ. وَقَرَأَ ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ﴾ (الآية .)) ❶

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے

❶ مسند أحمد: ۱/۴۳۵۔ سنن دارمی: ۱/۶۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۷۶، مستدرک حاکم: ۲/۳۱۸۔ ابن حبان، حاکم اور شیخ شعبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ایک خط کھینچا اور فرمایا: ”یہ اللہ کا راستہ ہے“ پھر اس کے دائیں اور بائیں خطوط کھینچے اور فرمایا: ”یہ رستے شیطان کے ہیں، اور ان میں سے ہر رستے پر شیطان ہے جو ان رستوں کی طرف بلاتا ہے، اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ﴾” بے شک یہ سیدھا راستہ میرا ہے، پس اس کی پیروی کرو۔“



اس حدیث شریف کے مطابق جس جماعت کا بھی منہج قرآن و سنت فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں وہ جماعت شیطان کے رستے پر ہے۔ اور شیطان کی طرف ہی بلاتی ہے۔

۲۔ ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَيْتُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا.)) ①
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو میں تمہیں حکم دوں اس کو لے لو، اور جس چیز سے منع کروں اس سے باز آ جاؤ۔“

۳۔ ((وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَقُولُ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ. وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَالَّةٌ)) ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا: ”حمد و ثناء کے بعد،

① سنن ابن ماجہ، بابُ اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، رقم: ۱۔ سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۸۵۰۔

② صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، بابُ تَحْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ، رقم: ۸۶۷۔

سب سے بہترین بات ”کتاب اللہ“ ہے، اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے، اور سب سے بدترین کام وہ ہیں جو اپنی طرف سے وضع کیے جائیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

فائدہ: معلوم ہوا جو کام سنت کے خلاف ہو وہ بدعت ہے، جو کہ سراسر گمراہی ہے۔ پس سنت نور ہدایت ہے، لہذا ہر عمل صالح، نماز اور روزہ وغیرہ سنت کے عین مطابق ہو، تو حصول رضائے الہی ممکن ہے، بصورت دیگر نہیں۔

۴- ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبِي. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! وَمَنْ يَا أَبِي؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبِي.)) ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری تمام امت جنت میں جائے گی، مگر جس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا، اور جس نے میری نافرمانی کی، پس تحقیق اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔“

۵- ((وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةٌ رَهْطٍ إِلَى بَيْوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَانَهُمْ تَقَالُوهَا فَقَالُوا: وَإَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غَفَرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَا أَنَا فَإِنِّي أَصَلَى اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أَفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوِّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمْ

① صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ، رقم: ۷۷۰.

الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذًا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتَقَاكُمْ لَهُ،
لَكِنِّي أَصُومُ وَأَقِطُّ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ
عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) ❶

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین شخص نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آئے، اور نبی رحمت ﷺ کی عبادت سے متعلق سوال کیا، اور جب انہیں نبی مکرم ﷺ کی عبادت کے متعلق خبر دی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو معمولی سمجھا، اور کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا نسبت ہے، آپ کی تو اللہ نے پہلی پچھلی سب لغزشیں معاف کر دی ہیں، ان میں سے ایک نے کہا: میں تو ہمیشہ رات بھر نفل ادا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن بھر کاروزہ رکھوں گا کبھی افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پس نبی اکرم ﷺ ان کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اس اس طرح کی باتیں کی ہیں؟ خبردار، اللہ کی قسم! میں تم میں سب کی نسبت زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، اور پرہیزگار ہوں، اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، میں رات کو نوافل ادا کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، پس جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔“

6- ((عَنِ الْعَرَبِيَّاتِ بِنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ يَعْشُ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، وَإِيَّاكُمْ مُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلَيْهِ بَسْتِي وَسِنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ)) ❷

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم: ۵۰۶۳.

❷ سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ واجتناب البدعہ: ۷۶۷۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

سیدنا عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا۔ تم دین میں نئے کاموں سے بچو، کیوں کہ یہ گمراہی ہے تم میں سے جو اس کو پائے اس پر لازم ہے میری سنت کو لازم جانے، اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑے، اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے۔“

نبی کریم ﷺ کی اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری نماز کو چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی نماز، فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں سیکھی اور ادا کی جائے تو امت مسلمہ میں اتحاد و محبت پیدا ہو جائے گی۔ انشاء اللہ!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں سنت کی اہمیت

(۱)..... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

((لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي أَخْشَىٰ أَنْ تَرَكَتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ.)) ❶

”میں کسی ایسے کام کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، مگر یہ کہ میں اس پر عمل پیرا ہوں گا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے نبی ﷺ کے کام میں سے کسی چیز کو چھوڑ دیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔“

(۲)..... ایک بار سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سوار ہونے لگے تو رکاب میں بسم اللہ کہہ کر پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو الحمد للہ کہا، پھر یہ آیت پڑھی:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٤﴾﴾ (الزخرف: ۱۳، ۱۴)

❶ صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: ۳۰۹۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسير،

پھر تین بار الحمد للہ اور تین بار اللہ اکبر کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

((سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ .))

پھر مسکرا دیے، لوگوں نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی، بولے: ”ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان ہی پابندیوں کے ساتھ سوار ہوئے اور اخیر میں مسکرا دیے، میں نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔“^①

(۳)..... اتباع سنت میں تمام صحابہ کرام سے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بطور خاص ممتاز تھے، رسول اللہ ﷺ حج کے سفر سے واپس آئے تو مسجد کے دروازے پر ناقہ کو بٹھا کر پہلے دو رکعت نماز پڑھی، پھر گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی یہی معمول کیا۔^②

(۴)..... سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ کے صرف دونوں یمانی رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے تھے، ایسے جوتے پہنتے تھے جن پر بال نہیں ہوتے، زرد رنگ کا خضاب لگاتے تھے اور لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے تھے، لیکن وہ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذوالحجہ کو احرام باندھتے تھے، جناب عبید بن جریج نے ان سے پوچھا کہ ”صرف آپ ہی کیوں ایسا کرتے ہیں؟ آپ کے اور اصحاب نہیں کرتے، بولے کہ: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے اس لیے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں۔“^③

(۵)..... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک موقع پر فرمایا: قریب ہے کہ تم لوگوں پر آسمان سے پتھر برسیں، میں تمہیں بتاتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اور تم اس

① سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب ما یقول الرجل اذا ركب، رقم: ۲۶۰۷۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الوضوء، الخ ۱۹۶۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۱۸۷۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، رقم: ۲۷۸۲۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، رقم: ۱۷۷۲۔

کے مقابلے میں ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال پیش کرتے ہو۔ ❶

نوٹ: نبی کریم ﷺ کی حدیث ہوتے ہوئے سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات دین نہ بن سکی، افسوس صد افسوس! تو پھر فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری اور پیروں، علماء اور مروجہ فرقوں کی بات کو حجت کیسے مانا جاسکتا ہے۔

(۶)..... سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود مکمل طور پر نہیں کر رہا تھا

تو آپ نے اس سے کہا:

((مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مَتَّ مَتَّ عَلَيَّ غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ

مُحَمَّدًا ﷺ)) ❷

”تو نے نماز نہیں پڑھی، اگر تو ایسے ہی مر گیا تو اس دین اسلام پر نہیں مرے گا

جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا۔“

نوٹ: اعتدال و اطمینان، سنت نبوی ﷺ کو چھوڑ کر تراویح کی رکعتیں بڑھانے

والوں کو اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھ لیتے کہ یہ لوگ رکوع و سجود کے ساتھ کیا ظلم کرتے ہیں تو وہ

کیا فتویٰ صادر فرماتے؟

ائمہ اربعہ کی نظر میں سنت کی اہمیت

نہ لو قول ائمہ گر حدیثوں سے ہو متصادم

امامان شریعت کی یہی ہم کو وصیت ہے!

(۱) امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۰ھ ارشاد فرماتے ہیں:

((إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي)) ❸

”جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔“

❶ بحوالہ کتاب التوحید، باب ۳۸، ص: ۲۹۶۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۱۔

❸ رد المحتار علی الدر المختار، لابن عابدین: ۱ / ۶۸۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس قول کے مطابق لوگوں کو اپنی آراء کی طرف دعوت دینے کی بجائے امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور بباغ دُہل اعلان فرما رہے ہیں کہ میں اہل حدیث ہوں اور صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مسیح علی الجورین کی حدیث مل گئی تو انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ جامع ترمذی میں ہے: صالح بن محمد الترمذی کہتے ہیں: میں نے ابو مقاتل سمرقندی سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس مرض الموت میں گیا، پس انہوں نے پانی منگوا یا اور وضو کیا، آپ جرابیں پہنے ہوئے تھے، پس آپ نے جرابوں پر مسح کیا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

((فَعَلْتُ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ أَكُنْ أَفْعَلُهُ ، مَسَحْتُ عَلَى الْجَوْرَيْنِ ، وَهَمَّا غَيْرُ مُنْعَلَيْنِ .))

”میں نے آج وہ کام کیا ہے جو پہلے نہیں کرتا تھا، وہ یہ کہ میں نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔“^①

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول اس طرح ہے کہ:

((إِذَا قُلْتُ قَوْلًا يَخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ وَخَيْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتْرُكُوا قَوْلِي .))^②

”جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دو۔“

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرآن و حدیث کو اپنی بات پر مقدم کرتے تھے، اور جو بات خلاف قرآن و سنت ہوتی، اس سے رجوع کر لیتے تھے، معلوم ہوا کہ امام صاحب تقلید شخصی کو ناجائز سمجھتے تھے، انہوں نے خود کسی شخصیت کی تقلید نہ کی اور نہ اسے جائز

① سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اس قول کو ”صحیح“ کہا ہے۔

② ایقاظ ہمم أولی الابصار، ص: ۵۰۔

قراردیا، بلکہ اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بناگنگ دہل فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ آيِنَ أَخَذْنَاهُ))^①

”کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ ہماری بات کو لے۔ جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ بات ہم نے کہاں سے لی ہے؟“

اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کے مطابق دیکھیں تو قرآن و سنت کو وہ اپنا منہج سمجھتے تھے، اور موجودہ حنفی نماز تو کیا، حنفی نماز کی ایک رکعت کے مکمل مسائل بھی صحیح سند کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”جس صلاۃ کو امام ابوحنیفہ جازز کہتے ہیں، اگر کسی عام آدمی کے سامنے پیش کی جائے تو وہ قبول نہ کرے، اور نماز دین کا ستون ہے۔“^②

اس پر مستزاد یہ کہ امام صاحب نبی، رسول اور معصوم نہیں تھے اور غلطی کے امکان کی وجہ سے لوگوں کو قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ لہذا مسائل نماز سیکھنے کے لیے اپنے ائمہ کی فقہوں کے بجائے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سہارا لینا انتہائی ضروری ہے، وگرنہ نماز باطل ہوگی۔

(۲) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ:

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَخْطِئُ وَأُصِيبُ ، فَانظُرُوا فِي رَأْيِي ، فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوهُ ، وَكُلُّ مَا يَخَالَفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوهُ .))^③

① الانتقاء فی فضائل الثلاثة الاثمة الفقهاء، ص: ۱۴۵۔ البحر الرائق: ۲۹۳/۶۔ تاریخ یحییٰ بن معین بحوالہ صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۴۶۔ ② مغیث الخلق، ص: ۵۹۔ ③ الجامع لابن عبدالبر: ۳۲/۲۔ أصول الاحکام لابن حزم: ۱۴۹/۶ الايقاظ، ص: ۷۲۔ صفة صلاة النبی للألبانی، ص: ۴۸۔

”یقیناً میں ایک انسان ہوں، میری بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی، لہذا میری رائے میں نظر دوڑاؤ، اور جو بات تمہیں کتاب و سنت کے موافق لگے، اسے لے لو، اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہو اسے ترک کرو۔“

امام مالک رحمہ اللہ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

((لَيْسَ أَحَدٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَيُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيَتْرُكُ، إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.)) ❶

”نبی کریم ﷺ کے علاوہ ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی کی جاسکتی ہے، مگر امام الانبیاء ﷺ کی بات کو قبول ہی کیا جائے گا۔ رد نہیں کیا جاسکتا۔“

امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجلس میں سنا: امام مالک رحمہ اللہ سے دورانِ وضوء پاؤں کی انگلیوں کے خلال سے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل مدینہ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ عبداللہ بن وہب فرماتے ہیں: میں نے امام مالک سے اس وقت بات نہ کی۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے آپ سے کہا: ہمارے پاس اس مسئلہ میں ایک سنت ہے۔ تو یہ سن کر انہوں نے کہا، وہ کیا ہے؟ تو میں نے لیث بن سعد اور عبداللہ بن لہیعہ اور عمرو بن حارث اور یزید بن عمرو المعافری از ابو عبدالرحمن کے طریق سے سند بیان کی کہ صحابی رسول مستور دین شداد القرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَدُلُّكَ خَنْصَرَهُ مَا بَيْنَ رَجْلَيْهِ. فَقَالَ: ”إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ حَسَنٌ، وَمَا سَمِعْتُ بِهِ قَطُّ إِلَّا السَّاعَةَ. ثُمَّ سَمِعْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ يُسَأَلُ، فَيَأْمُرُ بِتَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ. “)) ❷

❶ ارشاد السالك، لابن عبدالهادی: ۲۲۷/۱۔ صفة صلاة النبي ﷺ، ص: ۴۹.

❷ الجرح والتعديل، لابن ابی حاتم: ۱/۳۱-۳۲۔ امام مالک نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے۔ تو امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ”بے شک یہ حدیث حسن ہے، اور میں نے آج سے پہلے یہ حدیث نہیں سنی۔“ جناب عبد اللہ بن وہب فرماتے ہیں: ”پھر اس کے بعد جب بھی آپ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا، تو میں نے انہیں انگلیوں کے خلال کرنے کا فتویٰ دیتے سنا۔“

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ امام مالک رحمہ اللہ حدیث رسول اللہ ﷺ سن کر اپنی بات پر ڈٹے نہیں رہتے تھے، بلکہ حدیث کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے تھے۔ پس ان سے تقلید شخصی کے جواز کا نظریہ محض باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ بڑے سے بڑے اہل علم سے بھی حدیث کی نص مخفی رہ سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ اپنی تقلید سے منع کیا کرتے تھے۔

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمدؐ ہو ادھر گردن جھکائی ہو

(۳) امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَىٰ مَنْ اسْتَبَانَ لَهُ سُنَّةٌ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَدَّعَهَا لِقَوْلِ أَحَدٍ)) ❶

”مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کسی کے لیے رسول مقبول ﷺ کی سنت واضح ہو جائے تو اس کے لیے حلال نہیں کہ اسے کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑ دے۔“

کیا جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کا دم بھرتے ہیں، امام شافعی کے اس قول کی روشنی میں اجتماعِ اُمت کا عملاً انکار کرتے نظر نہیں آتے:

((إِذَا وَجَدْتُمْ فِي كِتَابِي خِلَافَ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُولُوا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَدَعُوا مَا قُلْتُ .)) ❶

”جب تم میری کتاب میں کوئی خلاف سنت بات دیکھو تو تم رسول کریم ﷺ کی سنت کو اختیار کرو، اور میری بات کو چھوڑ دو۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا وَجَدْتُمْ سُنَّةً فَاتَّبِعُوهَا وَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ .)) ❷

”جب تم کوئی سنت پاؤ تو اس کی پیروی کرو اور کسی کے بھی قول کی طرف نہ دیکھو۔“

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

((إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي .)) ❸

”جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے، پس وہی میرا مذہب ہے۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایک دن مجھ سے کہا:

”تمہارے پاس حدیث اور اسماء الرجال کا علم مجھ سے زیادہ ہے۔ پس جب بھی کوئی صحیح حدیث ملے تو مجھے بتاؤ، خواہ وہ حدیث کوئی، بصری یا شامی ہو، تاکہ میں اسے اپنا مذہب قرار دوں۔“ ❹

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک اور عظیم الشان فرمان ہے کہ:

”جب میں کوئی صحیح حدیث بیان کروں اس پر عمل نہ کروں تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ اس وقت میری عقل زائل ہو چکی ہوگی۔“ ❺

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ۳۸۶ / ۵۱

❷ تاریخ مدینہ دمشق: ۳۸۶ / ۵۱ - حلیۃ اولیاء: ۱۱۴ / ۹

❸ المجموع شرح المذہب: ۱ / ۱۰۴

❹ تاریخ مدینہ دمشق: ۳۸۶ / ۵۱

❺ تاریخ مدینہ دمشق: ۳۸۶ / ۵۱

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اتباع سنت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے، اور اپنی تقلید سے منع کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:

”میری کوئی بھی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے خلاف ہو تو حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق اتباع ہے۔“ ((فَلَا تُقَلِّدُونِي)) ”پس میری تقلید نہ کرنا۔“ ❶

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بہت زیادہ محبت تھی۔ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

((مَا رَأَيْتُ أَحَدًا اتَّبَعَ لِلْحَدِيثِ مِنَ الشَّافِعِيِّ)) ❷

”میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ متبع حدیث کسی کو بھی نہیں پایا۔“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”إِذَا اصْحَحَّ الْحَدِيثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَإِنَّا رَاجِعٌ عَن قَوْلِي وَقَائِلٌ بِذَلِكَ.“ ❸

”میری جو بات صحیح حدیث کے خلاف ہو، میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔“

اسی طرح حرمہ بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا:

”مجھے بغداد میں ناصر الحدیث کا لقب دیا گیا ہے۔“ یعنی حدیث کی مدد کرنے والا۔ ❹

قارئین کرام! ائمہ ثلاثہ یعنی مالک، شافعی اور احمد رحمۃ اللہ علیہم اہل سنت اور اہل حدیث کے

نام سے معروف تھے۔ اس پر یہ اقوال شاہد عدل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ

آج بھی قرآن و سنت، فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ محدثین کے منج پر اہل سنت

والجماعت کے گروہوں میں سے صرف جماعت اہل حدیث ہی ہے جو کہ اس پر عمل پیرا ہے

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ۵۱/۳۸۶۔ حلیۃ الاولیاء: ۹/۱۱۳۔

❷ حلیۃ اولیاء: ۹/۱۱۴۔

❸ حلیۃ الأولیاء: ۹/۱۰۷۔ إعلام الموقعین: ۲/۳۶۳ بمعناہ۔

❹ حلیۃ اولیاء: ۹/۱۱۴۔

اور وہی محدثین کے صحیح معنوں میں وارث ہیں۔

(۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

کہتے ہیں ابوحنیفہ شافعی صحیح حدیث ہے مذہب ہمارا
ہے قول احمد مالک نہ کرو تقلید یہ ہے منہج ہمارا

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنْ رَدَّ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ عَلَى
شَفَا هَلَكَةٍ)) ❶

”جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک کو رد کیا تو وہ شخص ہلاکت
کے دھانے پر ہے۔“

اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی تقلید سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَا تُقَلِّدْنِي ، وَلَا تُقَلِّدْ مَا لِكَا وَلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الْأَوْزَاعِيَّ وَلَا
الثَّوْرِيَّ ، وَخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا)) ❷

”تم میری تقلید نہ کرنا، اسی طرح مالک، شافعی، اوزاعی اور سفیان ثوری رحمہم اللہ
کی تقلید نہ کرنا۔ بلکہ مسائل وہاں سے حاصل کرنا، جہاں سے ان ائمہ نے اخذ
کیے ہیں۔ یعنی کتاب و سنت سے۔“

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

((لَا تُقَلِّدْ دِينَكَ أَحَدًا مِنْ هَؤُلَاءِ ، مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ ، فَخُذْ بِهِ ، ثُمَّ التَّابِعِينَ مُخْبِرًا)) ❸

”تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو نبی اکرم ﷺ اور

❶ صفة صلاة النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص: ۵۳.

❷ الايقاظ، ص: ۱۱۳.

❸ مسائل الامام احمد لابی داؤد، ص: ۲۷۶، ۲۷۷ بحوالہ صفة صلاة النبي، ص: ۵۳.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوا ہے اسے قبول کرو، رہے تابعین عظام رضی اللہ عنہم تو تمہیں ان کے اقوال کو قبول و رد کرنے کا اختیار ہے۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

((رَأَى الْأَوْزَاعِيَّ ، وَرَأَى مَالِكَ ، وَرَأَى أَبِي حَنِيفَةَ كُلَّهُ رَأَى ،
وَهُوَ عِنْدِي سَوَاءٌ وَأَنَّ الْحُجَّةَ فِي الْأَثَارِ)) ❶

”امام اوزاعی، امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کی رائے تو رائے ہی ہے۔
میرے نزدیک ان کا درجہ حجت نہ ہونے میں برابر ہے۔ دلیل و حجت تو صرف
احادیث و آثار ہیں۔“

کیا ان اقوال ائمہ کے بعد ائمہ اربعہ پر یہ بہتان لگانا درست ہے کہ یہ عظیم ہستیاں
اسلامی نماز میں طریقہ رسول اللہ ﷺ کو ترک کر کے اپنے اپنے طرز کی طرف بلاتے رہے
ہوں گے؟

سبحان اللہ! آج لوگ ان کی تقلید کو اتباع رسول مقبول ﷺ پر ترجیح دے رہے ہیں۔ اور
امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیا ہے۔ لہذا یہ لوگ امت مسلمہ کے فراق، انتشار اور
باہمی جنگ و جدال کے ذمہ دار ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کی توفیق بخشے ۵

گر نہیں تجھ میں جستجوئے حق کا ذوق و شوق
امتی کہلا کر پیغمبر کو تو رسوا نہ کر
ہے فقط توحید و سنت امن و راحت کا طریق
فتنہ جنگ و جدل تقلید سے پیدا نہ کر



فصل نمبر 2:

عقیدہ توحید

نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے عقیدہ توحید کو مضبوط کر لے، جو کہ اصل الاسلام، بلکہ عین الاسلام ہے۔ نماز اور توحید کا آپس میں بڑا مضبوط تعلق ہے، نماز توحیدِ اِلہ العالمین کا درس دیتی ہے، پوری کی پوری نماز مضمونِ توحید پر مشتمل، توحید کی متقاضی ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الروم: ۳۱)

”نماز کو قائم کرو، اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔“

معلوم ہوا کہ حفاظت نماز کا عمل انسان کو شرک کی غلاظتوں سے محفوظ کر لیتا ہے، شرک نمازی کے لیے تکلیف دہ چیز ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ بیت اللہ کو شرک اور اس قسم کی دوسری آلائشوں اور گندگیوں سے پاک رکھیں، تاکہ طواف کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کو ایذا و تکلیف نہ پہنچے:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَ

ظَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ (الحج: ۲۶)

”اور جب ہم نے ابراہیم کے لیے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کر دی، اور ان سے کہا کہ آپ کسی چیز کو بھی میرا شریک نہ ٹھہرائیے، اور میرے گھر کو، طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھیے۔“

لیل و نہار کی گردش، شمس و قمر کا نور، اور ان کا ایک نظامِ محکم کے مطابق اپنے مدار میں چلتے رہنا، اور اس میں ذرہ برابر فرق کا نہ آنا، اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت اور اس کے علم و حکمت پر دلالت کرتی ہیں، اور انسان کو دعوت دیتی ہیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ الْبَلُّ وَالنَّهَارُ وَاللَّيْلُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾﴾ (حَمَّ السَّجْدَةِ: ٣٧)

”اور اس کی نشانیوں میں رات اور دن، اور آفتاب و ماہتاب ہیں، لوگو! تم آفتاب کو سجدہ نہ کرو، اور نہ ماہتاب کو، اور اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے، اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔“

سورۃ النساء میں فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (النساء: ٣٦)

”اور ہر قسم کی عبادت اللہ کے لیے انجام دو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔“

اور سورۃ الکہف میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾﴾ (الکہف: ١١٠)

”اور (کوئی) اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔“

اس لیے کہ عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے، والی بطحا، شاہ مدینہ، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((حَقُّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا.)) ❶

”اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔“

مذکورہ بالا حدیث پاک میں سید ولد آدم، محبوب سبحانی، ہادی عالم رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق بیان کیا ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید کی تکمیل صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہیں ہوتی، بلکہ عبادت کے ساتھ ہر قسم کے شریک کی نفی اور انکار بھی ضروری ہے، ورنہ توحید

❶ صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم: ٥٩٦٧.

ناقص ہی رہے گی، بلکہ ناقابل قبول ہوگی۔

اسی مذکورہ بالا حدیث سے شیخ الاسلام محمد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التوحید میں استدلال

کیا ہے:

۱: ((إِنَّ الْعِبَادَةَ هِيَ التَّوْحِيدُ .))

۲: ((إِنَّ عِبَادَةَ اللَّهِ لَا تَحْصَلُ إِلَّا بِالْكَفْرِ بِالطَّاغُوتِ .))

اور سورۃ ﴿ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴾ کا بھی یہی مضمون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

الْوُثْقَىٰ ۗ ﴾ (البقرة: ۲۵۶)

”پس جو کوئی طاغوت کا انکار کر دے گا، اور اللہ پر ایمان لے آئے گا، اُس نے

درحقیقت ایک مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا۔“

کا بھی یہی معنی ہے، فاتح بدر و جنین، رسول اللہ ﷺ کو بھی یہی دعوت پیش کرنے پر مامور کیا گیا:

﴿ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ

مَأْبٍ ۖ ﴾ (الرعد: ۳۶)

”آپ بیان فرمادیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں، اور کسی کو

اس کا شریک نہ بناؤں، میں لوگوں کو اسی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف

لوٹ کر جانا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں سیرت و صورت میں بے مثال، محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا

ہے کہ وہ کافروں کو بتادیں کہ آپ ﷺ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اور کسی کو اس کا

شریک نہیں بناتے۔ اور یہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر تمام ادیان سماویہ کا اتفاق ہے۔“

(تیسیر الرحمن، ص: ۷۱۹)

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ﴾

لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَذَلِكُمْ أَمْرٌ وَإِنَّا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾

(الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

”آپ کہیے کہ میری نماز اور میری قربانی، اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اللہ کا پہلا فرمانبردار ہوں۔“

حکیم لقمان علیہ السلام بھی اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں، وہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرائے، کیونکہ شرک ظلم عظیم ہے، وہ جب تک زندہ رہے صرف اکیلے معبود اللہ عزوجل کی عبادت کرے، لہذا اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو سکتا ہے کہ بندہ اپنے خالق کی مرضی کی مخالفت کرتے ہوئے غیروں کے سامنے سجدہ کرے، مرادیں مانگے اور اپنی جھولی پھیلانے:

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِبْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ

الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾﴾ (لقمان: ۱۳)

”اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا، اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ بنا، بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔“

شرک کی وجہ سے انسان کے سارے کے سارے اعمال اکارت ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں اٹھارہ (۱۸) انبیاء کی نبوت و رسالت، ہدایت و عظمت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر وہ ان عظمتوں کے باوجود شرک کا ارتکاب کر بیٹھتے تو ان کے سارے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾﴾ (الانعام: ۸۸)

”اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہو جاتے۔“

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ”اس آیت کریمہ میں شرک کی ہیبت ناک اور اس کی خطرناکی کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ زمر آیت (۲۵) میں فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِن أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ ﴿٢٥﴾﴾

کہ ”آپ کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء کرام کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل ضائع ہو جائے گا۔“^①

جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا، اس پر جنت حرام ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ﴾
(المائدة: ۷۲)

”بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔“

مشرک پر اللہ کی جنت حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو سورہ اعراف میں بھی بیان کیا ہے، ارشاد فرمایا:

﴿وَتَأْدَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهَا عَلَى الْكٰفِرِينَ﴾^②
(الاعراف: ۵۰)

”اور جہنم والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈال دو، یا اور کچھ دے دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے تو جنت والے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔“

اور بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دے:

((إِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ .))
”جنت میں صرف مسلمان انسان ہی داخل ہو سکے گا۔“^②



① مختصر تفسیر ابن کثیر: ۴۸۸/۲، طبع دار السلام، لاہور.

② صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۵۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۳۷۷/۲۱۱.

فصل نمبر 3:

خشوع و خضوع

”خشوع و خضوع“ کے لغوی معنی ہیں، بدن کا جھکا ہونا، آواز کا پست ہونا، آنکھیں نیچی ہونا، یعنی ہر اداسے، تواضع، عاجزی اور مسکنت کا اظہار۔^①

گویا نماز اللہ عزوجل کے سامنے اپنی مسکینی، عاجزی اور بے چارگی کا اظہار ہے، پس اگر کوئی شخص نماز میں ”خشوع و خضوع“ کی کیفیت پیدا نہیں کرتا، تو نماز ایسی ہی ہوگی، جیسے بے روح جسم، یعنی نماز میں سے روحانیت ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ① الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ②﴾

(المؤمنون: ۱-۲)

”یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں۔“

جب نماز میں خشوع و خضوع اختیار نہیں کیا جاتا تو یہی نماز انسان پر بڑی بھاری گزرتی ہے، نماز میں سکون نہیں ملتا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۖ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ③﴾ (البقرة: ۴۵)

”اور مدد و صبر اور نماز کے ذریعہ، اور یہ نماز بہت بھاری ہوتی ہے، سوائے ان لوگوں کے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔“

جب خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو دل پر رقت طاری ہوتی ہے، اور بسا اوقات اللہ کے خوف سے آدمی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے خاشعین کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

① لسان العرب، ”مادة“ خ، ش، ع، و، خ، ض، ع.

﴿ إِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿١٤٦﴾ وَ يَقُولُونَ
 سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿١٤٧﴾ وَ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ
 يَسْكُونُ وَ يَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿١٤٨﴾ ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۰۷-۱۰۹)

”جب ان کے سامنے اس قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل
 سجدے میں گر جاتے ہیں، اور کہتے ہیں، ہمارا رب ہر عیب سے پاک ہے، بے
 شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔ اور وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے
 میں گر کر روتے ہیں، اور قرآن ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔“

مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سید البشر، نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ خشوع و خضوع
 اختیار کرنے والے اللہ کے مخلص بندوں کو اپنے رب کی طرف سے اچھے انجام کی خوشخبری
 دے دیجیے، جن کی خوبیاں یہ ہیں:

﴿ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَ الصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا
 أَصَابَهُمْ وَ الْمُقْبِلِينَ الصَّلَاةَ وَ حَمَّازًا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾

(الحج: ۳۵)

”جن کے سامنے جب اللہ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل مارے خوف کے کانپنے
 لگتے ہیں، اور جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہم نے
 انہیں جو روزی دی ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔“

اس خوشخبری کے متعلق بھی سن لیجیے گا کہ وہ خوشخبری کیا ہے؟ چنانچہ سیدنا عبادہ بن

صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَمْسٌ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى، مَنْ أَحْسَنَ
 وَضُوَّهُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لَوْ قَتِهِنَّ، وَاتَّمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخَشُوعَهُنَّ،
 كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ.)) ❶

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۴۲۵. محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ پس جس نے اچھا وضو کیا، ان کو خشوع کے ساتھ پڑھا، ان کا رکوع پورا کیا تو اس نمازی کے لیے اللہ کا عہد ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔“

خشوع ایسا ہو کہ انسان حالت نماز میں ادھر ادھر نہ جھانکے، اور نہ ہی کپڑوں کو سیدھا کرتا رہے:

((اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ .)) ❶

”آپ اللہ کی عبادت اس طرح کریں گویا آپ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں، پس اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو کم سے کم یہ خیال ضرور رہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔“

افسوس! صد افسوس ہے ان لوگوں پر جو نماز میں خشوع کی حقیقت کو نہیں جانتے، بلکہ صرف اٹھنے بیٹھنے کو نماز سمجھتے ہیں، اور حالت نماز میں وہ دنیا اور مظاہر دنیا میں کھوئے رہتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ان فرامین کو یاد رکھیں۔ چنانچہ جناب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جو بغیر اعتدال اور خشوع کے نماز پڑھ رہا تھا، تو پیارے نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَوْ مَاتَ هَذَا عَلَىٰ حَالِهِ هَذِهِ مَاتَ عَلَىٰ غَيْرِ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ)) ❷

”یہ آدمی اگر اپنی اسی حالت میں مرا تو اس کی موت محمد ﷺ کی ملت پر نہ ہوگی۔“

پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الَّذِي لَا يَتِمُّ رُكُوعَهُ وَيَنْقُرُ فِي سُجُودِهِ مَثَلُ الْجَائِعِ))

❶ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب سؤال جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۵۰۔ صحیح

مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان، رقم: ۱۰، ۹۔

❷ طبرانی کبیر: ۱۱۵/۴۔ صحیح ابن خزیمہ: ۳۵۵/۱۔ الترغیب والترہیب، رقم: ۷۳۷۔ ابن

خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

يَأْكُلُ التَّمْرَةَ وَالتَّمْرَتَانَ لَا يُغْنِيَانِ عَنْهُ شَيْئًا.))^①

”جو آدمی صحیح طریقے سے رکوع نہ کرے، اور سجدے میں بھی ٹھوٹکیں ہی مارے، اس کی مثال اس بھوکے شخص کی سی ہے جو ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے، اور یہ دو کھجوریں اسے (بھوک میں) کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔“

اور آج کے نمازیوں کو دیکھ کر یہی کہنا پڑے گا ۔

تیرا امام بے حضور ، تیری نماز بے سرور
ایسے امام سے گزر ، ایسی نماز سے گزر
جو میں سر بسجده ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

رسالت مآب ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

”اس امت میں سے سب سے پہلے خشوع ختم ہوگا، وہ زمانہ بھی آئے گا کہ تمہیں ایک بھی خشوع والا آدمی نظر نہ آئے گا۔“^②

لہذا معلم کائنات ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ))^③

”اے اللہ! ایسے دل سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں جو خشوع سے خالی ہو۔“

① معجم کبیر طبرانی: ۱۱۵-۱۱۶، رقم: ۳۸۴۰۔ مسند ابو یعلیٰ: ۱۴۰/۱۳۔ صحیح ابن خزیمہ: ۳۳۲/۱، رقم: ۹۶۵۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے، قال الہیثمی: وإسناده حسن۔ مجمع الزوائد: ۱۲/۱۲۱۔

② مسند أحمد: ۲۷/۶۔ شیخ شعیب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔ مجمع الزوائد، رقم: ۲۸۱۳، ۲۸۱۴۔ خلیق افعال العباد، للبخاری، رقم: ۳۳۹۔

③ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب فی الاستعاذہ، رقم: ۱۵۴۸۔ سنن نسائی، کتاب الاستعاذہ، باب الاستعاذہ من نفس لا تشیع، رقم: ۵۴۸۲۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔

لہذا ہر نمازی کو خشوع پیدا کرنے والے اسباب و ذرائع اختیار کرنے ہوں گے۔

خشوع پیدا کرنے والے اسباب

قارئین کرام! خشوع پیدا کرنے والے اسباب میں سے چند یہ ہیں:

(۱) اخلاص:

کرو پرچار تم دنیا میں اخلاص و محبت کا

یہی راہ ترقی ہے یہی گر ہے شریعت کا

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے مقصود اکیلے اللہ کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو، وگرنہ وہ نماز نہیں ہے، بلکہ محض نمود و نمائش اور ریاء ہوگی جو کہ شرک ہے۔ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ صَلَّى يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ)) ❶

”جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی، اس نے شرک کیا۔“

اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے فتنے سے بھی زیادہ خطرناک بات سے آگاہ نہ کروں؟ ہم نے عرض کیا، ضرور یا رسول اللہ! محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا:

((الشِّرْكَ الحَفِيُّ اَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ يُصَلِّيَ فَيَزِيْنُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنْ

نَظَرِ رَجُلٍ)) ❷

”وہ شرک حفی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو، اور نماز کو

لمبا کرے کیونکہ کوئی دوسرا آدمی اسے دیکھ رہا ہے۔“

❶ مسند أحمد: ۴ / ۱۲۶۔ طبرانی کبیر، رقم: ۷۱۳۹۔ مستدرک حاکم: ۴ / ۳۲۹، رقم: ۸۰۰۸۔ مجمع الزوائد: ۱۰ / ۲۲۱۔ نقول: اسنادہ حسن إن شاء اللہ.

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الرياء والسمعة، رقم: ۴۲۰۴۔ صحيح الترغيب والترهيب، رقم: ۲۷.

لہذا نماز میں اخلاص پیدا کرنا، اس کی تکمیل کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ .)) ❶

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

لہذا آدمی جب بھی اور جہاں بھی نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پڑھے، اور یہی رب تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾

(الأعراف: ۲۹)

”تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے چہرے قبلہ کی طرف کر لو، اور عبادت کو اللہ کے لیے خالص کرتے رہو، اسی کو پکارو.....“

اور سورۃ البینہ میں فرمایا:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ حُنَفَاءَ

وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ ۗ﴾ (البینہ: ۵)

”اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے، یکسو ہو کر، اور وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، اور یہی

نہایت درست دین ہے۔“

نبی رحمت ﷺ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو باواز بلند مندرجہ ذیل ورد پڑھا کرتے، نبی ماحی ﷺ کا یہ امتثال لوگوں کے لیے باعث ترغیب ہوتا کہ وہ بھی اپنے اندر اخلاص پیدا کر لیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول حاشر ﷺ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز کے ساتھ یہ کلمات ادا فرماتے:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

❶ صحیح بخاری، کتاب بدء الوحي، رقم: ۱.

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الشَّانُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ. ﴿١﴾

”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے، بادشاہی اسی کی ہے، حمد اسی کو سزاوار ہے، وہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کی قوت۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کے سوا ہم کسی کی بندگی نہیں کرتے، سب نعمتیں اس کی طرف سے ہیں، بزرگی اس کے لیے ہے، بہترین تعریف کا مالک وہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، ہم اپنی عبادت اسی کے لیے خالص کرتے ہیں۔ کافروں کو خواہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔“

(۲) تضرع یعنی انکساری:

پڑی اپنی برائیوں پہ جو نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

”تضرع“ کے معنی عاجزی اور انکساری کے ساتھ درخواست کرنے کے ہیں۔^①

نماز میں عاجزی، انکساری اور تضرع کا اظہار لازمی ہے، اور اسی سے خشوع و خضوع

بھی پیدا ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً﴾ (الأعراف: ۵۵)

”تم لوگ اپنے رب کو نہایت عجز و انکساری اور خاموشی کے ساتھ پکارو۔“

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، رقم: ۱۳۴۳۔

② لسان العرب، مادة ”ض، ر، ع“۔

(۳) تبتّل یعنی یکسوئی:

”تبتّل“ کے لغوی معنی ”کٹ جانے“ کے ہیں۔ اور اصطلاحی معنی ہیں ”اپنے نفس کو آلائشوں سے پاک کر کے، یکسو ہو کر پورے اخلاص کے ساتھ اپنے رب کی یاد میں لگے رہنا“ یعنی حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے وقت اس کی عظمت و کبریائی اور اپنی عاجزی و انکساری کے ساتھ ذہن تمام خیالات سے خالی ہو:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (المزمل: ۸)

”اور آپ اپنے رب کا نام لیتے رہیے، اور اس کی طرف ہمہ تن اور یکسو ہو کر متوجہ ہو جائیے۔“

(۴) ذکر:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طہ: ۱۴)

”اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔“

اس لیے اگر کوئی شخص نماز میں الفاظ ادا کرتا ہے، اور اس کے ساتھ حضور قلب نہیں، بلکہ اس کا دل غافل ہے تو اس نے نماز کی غرض و غایت پوری نہیں کی۔

(۵) فہم و تدبر:

غافل تجھے گھڑیاں یہ دیتا ہے منادی

گردوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

نماز رب تعالیٰ سے مناجات ہے، لہذا نماز میں جو کچھ پڑھا جا رہا ہے، اس کا پورا فہم ہونا چاہیے، اگر ترجمہ نماز کے نہ آنے کی وجہ سے معنوں کی طرف دل متوجہ نہ ہو، تو اس سے دل پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ بایں وجہ حالت نشہ میں نماز پڑھنا ممنوع قرار دیا گیا، کہ اس حالت میں سمجھنے والا دل، شرابی کے پہلو میں نہیں ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ ﴾

(النساء: ۴۳)

”جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے، اس کا فہم بھی ضروری ہے، وگرنہ خشوع و خضوع پیدا نہ ہوگا، اور نماز کا مطلب سمجھ کر پڑھیں گے، تو ان شاء اللہ خشوع و خضوع کے ساتھ ساتھ نماز سے محبت ہو جائے گی، اور جب محبت ہوگی تو باقاعدگی آجائے گی۔ نتیجتاً رب خوش ہو جائے گا۔

(۶) استطاعت:

اللہ تعالیٰ بندے کو اتنا ہی مکلف ٹھہراتا ہے، جتنی وہ طاقت رکھتا ہے۔

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۗ ﴾ (البقرة: ۲۸۶)

”اللہ کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔“

اور نبی رحمت، سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَسِّرُوا وَلَا تَعَسِّرُوا)) ❶

”لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، انہیں تنگی میں نہ ڈالو۔“

لہذا آقائے نامدار ﷺ نے ائمہ کو حکم صادر فرمادیا کہ وہ قیام کو لمبا نہ کریں تاکہ مقتدیوں کے خشوع و خضوع میں خلل پیدا نہ ہو۔ سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! میں صبح کی نماز میں فلاں کی وجہ سے تاخیر کرتا ہوں، کیونکہ وہ نماز کو بہت لمبا کر دیتا ہے، سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ کبھی بھی غضبناک نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ دوسروں کو عبادت سے متفرک کر دیں۔ خبردار! تم میں سے لوگوں کو جو شخص نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے۔ کیونکہ

❶ صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۶۹۔

نمازیوں میں کمزور، بوڑھے اور حاجت مند سب ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔“^①
 اور مزید برآں نبی التوبہ، حبیب رب العالمین، محمد ﷺ نے اکیلے نماز پڑھنے والے
 سے متعلق فرمایا کہ وہ حسب استطاعت جس قدر چاہے طول دے سکتا ہے:

((وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ.))^②

”اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر جی چاہے طول دے سکتا ہے۔“

اور بیمار آدمی کے لیے رحمت عالم ﷺ نے اس حد تک آسانی پیدا فرمادی کہ وہ
 جس حالت میں نماز پڑھ سکے پڑھ لے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں
 بواسیر کا مریض تھا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز پڑھنے کا مسئلہ دریافت کیا، تو حبیب
 کبریٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ))^③

”کھڑے ہو کر پڑھ سکو تو کھڑے ہو کر پڑھو، بیٹھ کر پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو، لیٹ
 کر پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھو۔“

(۷) اعتدال:

اعتدال کا مطلب ہے کہ نمازی، رکوع، سجدہ، قیام، جلسہ وغیرہ ارکان کو اطمینان کے
 ساتھ ٹھیک طور پر ادا کرے، وگرنہ اس کی نماز نہ ہوگی، حدیث پاک میں آیا ہے؛
 ”ایک صحابی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے آیا۔ الصادق المصدوقؑ بیٹمبر، احمد
 مصطفیٰ ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرماتھے۔ پس وہ صحابی آیا اور سلام
 کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جا پھر نماز پڑھ، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں
 پڑھی۔“ وہ واپس گیا اور پھر نماز پڑھ کر آیا اور سلام کیا۔ نبی رحمت ﷺ نے

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۲۰۷.

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إذا صلى لنفسه فليطول ماشاء، رقم: ۷۰۳.

③ صحیح بخاری، کتاب التقصير، رقم: ۱۱۱۷.

اس مرتبہ بھی اس سے یہی فرمایا: ”واپس جا اور نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔“ آخر تیسری مرتبہ وہ صحابی بولے: پھر مجھے نماز کا طریقہ سیکھا دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو کرو تو پہلے پورا وضو کر لیا کرو، پھر قبلہ رو ہو کر ”اللہ اکبر“ کہو، اور جو کچھ قرآن مجید سے تمہیں یاد ہے اور تم آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہو اسے پڑھا کرو، پھر رکوع کرو اور سکون کے ساتھ رکوع کر چکو تو اپنا سر اٹھاؤ، اور جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو سجدہ کرو، جب سجدے کی حالت میں اچھی طرح ہو جاؤ تو سجدہ سے سر اٹھاؤ، یہاں تک کہ سیدھے ہو جاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ، پھر سجدہ کرو، اور جب اطمینان سے سجدہ کر لو تو سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ، یہ عمل تم اپنی پوری نماز میں کرو۔“^①

جو نمازی محض مرغ کی طرح ٹھونگ لگاتے ہیں، نماز میں اعتدال کا خیال نہیں رکھتے، انہیں نماز کا چور کہا گیا ہے۔ سید البشر، خیر الانام، محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ .))

”سب سے برا چور نماز کا چور ہے۔“

صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یا رسول اللہ! وہ کس طرح نماز کی چوری کرتا ہے؟ تو امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا .))

”جو نماز کے رکوع و سجدہ پورے اطمینان سے نہیں کرتا۔“^②

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۵۷، کتاب الأیمان والنذور، رقم: ۶۶۶۷.

② مسند أحمد: ۵ / ۳۱۰، رقم: ۲۲۶۴۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸۸۸۔ مستدرک حاکم: ۱ /

۲۹۲۔ ابن حبان اور شیخ شعب نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

سیدنا حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ نہ رکوع پوری طرح اعتدال کے ساتھ کرتا ہے اور نہ سجود، اس لیے آپ نے اس سے فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس فطرت پر نہ ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا

تھا۔ ❶



❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إذا لم يتم الركوع، رقم: ۷۹۱.

فصل نمبر 4:

اَکَل حَلَال

عبادت کی قبولیت کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کھانا، پینا، پہننا حلال کمائی کا ہو، اگر حرام کی آمیزش ہوگی تو کوئی بھی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔

حرام خور کی عبادت قبول نہیں ہوتی:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے، اور صرف پاک چیز کو قبول فرماتا ہے، اور اس نے اپنے رسولوں کو یہ حکم فرمایا تھا:

﴿يَأْتِيهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝٥١﴾ (المؤمنون: ٥١)

”اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ یقیناً میں اس کو جو تم عمل کرتے ہو خوب جاننے والا ہوں۔“

اور یقیناً یہی حکم اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی دیا ہے:

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُّوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقرہ: ١٧٢)

”اے ایمان والو! تم پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں۔“

پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا:

((يَطِيْلُ السَّفَرُ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ، فَيَقُولُ يَا رَبِّ! يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ ، وَعُدِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ .))

”جو لمبا سفر کر کے غبار آلود، اور پراگندہ بال آتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ

اٹھا کر دعائیں مانگتا ہے یارب! یارب! کہتا ہے، مگر حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کے کپڑے حرام، اور اس کا جسم حرام کی غذا سے پلا ہوا ہے، پس کس طرح اس آدمی کی دعا قبول ہو سکتی ہے۔“^①

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں: ”لقمہ حلال دعا اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے، اور لقمہ حرام عدم قبولیت کا۔“^②

سعید بن جبیر اور ضحاک فرماتے ہیں: ”((كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ))“ تم پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔“ میں پاکیزہ چیزوں سے مراد رزق حلال ہے۔“^③

حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص حرام مال کمائے اور پھر اس سے صدقہ کرے تو وہ صدقہ قبول نہیں ہوتا اور اگر اس سے خرچ کرے تو اس میں برکت نہیں ہوتی۔“^④



- ① صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۱۰۱۵۔ مسند احمد: ۲/۳۲۸۔
- ② تفسیر ابن کثیر: ۱/۲۷۸، طبع مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔
- ③ مختصر تفسیر ابن کثیر: ۴/۲۵۲، طبع دار السلام، لاہور۔
- ④ مسند أحمد: ۱/۳۸۷۔ شرح السنة: ۸/۱۰، رقم: ۲۰۳۰۔ مستدرک حاکم: ۱/۳۳-۳۴۔
حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

فصل نمبر 5:

طہارت کا بیان

طہارت نماز کے لیے شرط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوَرٍ .)) ❶

”طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔“

اور طہارت دو چیزوں سے حاصل ہو سکتی ہے:

(۱)..... پانی سے (۲)..... مٹی سے اگر پانی میسر نہ ہو۔

پانی کے احکام و مسائل:

پانی پاک ہے، اور پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ،

فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا ہم ”بُرْبُضَاعَةَ“ سے وضوء کر سکتے ہیں؟

یہ ایسا کنواں ہے جس میں بدبودار اشیاء پھینکی جاتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمَاءُ طَهْوَرٌ لَا يَنْجِسُهُ شَيْءٌ .)) ❷

”پانی پاک ہے، اور دوسری چیزوں کو پاک کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے

کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“

نوٹ:..... ”بُرْبُضَاعَةَ“ ڈھلوان پر تھا اور جب بارش ہوتی تو پانی ان تمام بدبودار

چیزوں کو بہا کر کنویں سے لے جاتا تھا۔ جس سے پانی صاف ہو جاتا۔

مزید برآں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے سمندری پانی کے ساتھ

❶ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب الطہارۃ، رقم : ۲۲۴۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم : ۶۶۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم : ۶۶۔ المشکاۃ، رقم

: ۴۷۸۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن“ اور علامہ البانی نے ”صحیح“ کہا ہے۔

وضوء کرنے کے متعلق دریافت کیا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((هُوَ الطَّهُورُ مَاءٌ هَ، الْحِلُّ مِيتَةٌ.))^①

”سمندر کا پانی پاک ہے، اور پاک کرنے والا ہے، اور اس کا مردار حلال ہے۔“

پانی کب ناپاک ہوتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں پانی ناپاک ہو جاتا ہے، اس سے طہارت حاصل نہیں ہو سکتی:

(۱)..... جب پانی قلیل ہو، اور اس میں نجاست گر جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ.))^②

”جب پانی دو قلعے ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔“

فائدہ:..... اہل حجاز ”قلہ“ ایک ایسے مٹکے کو کہتے تھے جو پانی رکھنے کے لیے استعمال

ہوتا تھا۔ چنانچہ امام ترمذی ”حدیث قلتین“ کو بیان کرنے کے بعد محمد بن اسحاق کے حوالے

سے لکھتے ہیں: ”القللة هي الجرار التي يستسقى فيها.“ قلہ ایک ایسا مٹکا تھا جس

میں پینے کے لیے پانی رکھا جاتا تھا۔^③

دو قلوں میں موجودہ حساب سے پانچ مٹکوں کے برابر پانی ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ

نے ”حدیث قلتین“ ذکر کرنے کے بعد امام شافعی، احمد اور اسحق رحمۃ اللہ کے نام ذکر کر کے لکھا

ہے: ”قالوا يكون نحواً من خمس قرب“ ”انہوں نے کہا کہ دو قلعے کی مقدار

تقریباً پانچ مٹکیں ہیں۔“

علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ اس روایت کی شرح میں رقمطراز ہیں:

① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۸۳۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۶۹۔ سنن ابن

ماجہ، رقم: ۳۸۶۔ ۳۸۸۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن“ اور محدث البانی نے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب ما ینجس الماء، رقم: ۶۵۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ جامع ترمذی مع تحفہ: ۷۰/۱ بحوالہ اسلامی اوزان، ص: ۶۵۔

((مَقْدَارُ الْقُلْتَيْنِ قَرِيبًا مِنْ خَمْسٍ قَرِيبٍ وَذَلِكَ نَحْوُ خَمْسِ مِائَةٍ

رِطْلٍ.))^①

”دو قلوں کی مقدار تقریباً پانچ مشکیں پانی ہے جو پانچ سورطل کے قریب ہے۔“

علامہ ابن قدامہ نے بھی اس کے قریب قریب بات لکھی ہے۔^②

پانی مذکورہ مقدار سے زیادہ ہو تو اس وقت ناپاک ہوگا جب کسی نجاست کے گرنے کی وجہ

سے اس کے اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو اور ذائقہ) میں سے کوئی ایک وصف تبدیل ہو جائے۔^③

اس مسئلہ پر علمائے کرام کا اجماع ہے۔^④

(۲)..... جس پانی میں کتاپی لے تو وہ ناپاک ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا:

((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِفْهُ، ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ

مِرَارٍ.))^⑤

”جب تمہارے کسی برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس چیز کو بہا دو، پھر اسے

سات مرتبہ دھو ڈالو۔“

رفع حاجت کے آداب و مسائل:

(۱)..... رفع حاجت کے لیے دور جائیں، جہاں آپ کوئی دیکھ نہ سکے، رسول اللہ ﷺ

قضائے حاجت کے لیے دور جاتے اور چھپ کر بیٹھتے کہ کوئی آپ کو دیکھ نہ سکتا۔^⑥

نوٹ:..... دور حاضر کے مسائل اور ضروریات کے تحت ہاتھ رومزا استعمال کیے جاتے

ہیں، جہاں انسان چھپ کر بیٹھتا ہے، پس یہ بھی اس سنت نبوی ﷺ کی اتباع ہے، جس

① تحفہ الاحوذی : ۷۱/۱.

② المغنی : ۳۶/۱.

③ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم : ۵۲۱.

④ التلخیص : ۱۵/۱.

⑤ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم : ۲۷۹.

⑥ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم : ۳۶۳۔ صحیح مسلم، رقم : ۲۷۴/۷۷.

میں یہ بیان ہے کہ آپ قضائے حاجت کے لیے دور جاتے۔

(۲)..... ایسی جگہ بیٹھیں، جہاں پیشاب کے چھینٹے آپ کے جسم پر نہ پڑیں۔ رسول

اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے صحرا میں تشریف لے جاتے تو ایک نیزا ساتھ ہوتا۔^۱

نوٹ:..... نیزا زمین کو نرم کرنے کے لیے لے جاتے، تاکہ پیشاب کے چھینٹے جسم

اطہر پر نہ پڑھیں۔

(۳)..... قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرو نہ پیٹھ۔“^۲

(۴)..... گزرگاہ اور جہاں سایہ دار درختوں کے نیچے لوگ مجلس کرتے ہیں، وہاں

قضائے حاجت سے پرہیز کیا جائے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دو باعث

لعنت امور سے بچو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، وہ کون سے امور ہیں؟ آپ ﷺ

نے فرمایا: ”لوگوں کے راستے میں اور سایہ دار درختوں کے نیچے قضائے حاجت کرنا۔“^۳

(۵)..... قضائے حاجت کے وقت بات کرنا ممنوع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: ”جب دو آدمی قضائے حاجت کے لیے بیٹھیں تو ایک دوسرے سے چھپ کر بیٹھیں

اور وہ آپس میں گفتگو بھی نہ کریں، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔“^۴

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لیے بیت

الخلاء میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ .))^۵

① صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۷۱۔

② صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۴۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۶۴۔

③ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۶۹۔

④ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۳۱۲۰۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۴۲۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۷۵۔

”اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

بیت الخلاء سے باہر نکل کر یہ دعا پڑھیں:

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے باہر نکلتے تو

یہ دعا پڑھتے: ”عُفْرَانَاكَ.“^①

استنجا کے مسائل:

(۱)..... پانی موجود ہونے کی صورت میں صرف پانی کے ساتھ استنجا کرنا کافی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ .))^②

”رسول اللہ ﷺ پانی کے ساتھ استنجا کیا کرتے تھے۔“

(۲)..... پانی کی عدم موجودگی میں پتھر یا مٹی کے ڈھیلوں سے استنجا درست ہے۔^③

✽ رسول اللہ ﷺ نے تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا۔^④

✽ نبی کریم ﷺ نے پتھر یا مٹی کے طاق ڈھیلوں سے استنجا کا حکم فرمایا۔^⑤

(۳)..... رسول اللہ ﷺ نے گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا اور

اسی طرح دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجا کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔^⑥

(۴)..... استنجا کے بعد زمین کے ساتھ ہاتھ ملنا مستحب عمل ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دفعہ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ

① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم : ۳۰۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم : ۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم : ۳۰۰۔ مستدرک حاکم : ۱۵۸/۱۔ حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۱۵۲۔ صحیح مسلم، رقم : ۲۷۱۔

③ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۱۵۶۔

④ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم : ۲۶۲۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۱۶۱-۱۶۲۔

⑥ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم : ۱۵۳، ۱۵۴۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم : ۲۶۲۔

نے پانی کے ایک برتن سے استنجا کیا، پھر اپنا دایاں ہاتھ زمین کے ساتھ ملا۔^①
نوٹ:..... صابن موجود ہو تو زمین پر ہاتھ ملنے کی ضرورت نہیں ہے۔
 ایک مسلمان کو نماز کے لیے تین طرح کی پاکیزگی حاصل کرنا ضروری ہے:

① بدن پاک ہونا۔

② کپڑے پاک ہونا۔

③ نماز کی جگہ پاک ہونا۔

بدن کی طہارت دو چیزوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے:

(۱) غسل

(۲) وضوء

(۱) غسل کب واجب ہوتا ہے؟

غسل حدث اکبر کے لاحق ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے، یعنی جنابت، حیض یا نفاس کے خون کے بند ہو جانے کے بعد غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

جنابت سے غسل:

جنابت دو چیزوں سے ہوتی ہے۔ (۱) جماع۔ (۲) احتلام۔

جماع سے غسل:

جماع سے غسل فرض ہو جاتا ہے، اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا:

((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ

الْغُسْلُ، وَإِنْ لَمْ يَنْزِلْ))^②

”جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان جماع کے لیے بیٹھے اور کوشش

① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۴۵۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم: ۳۵۸۔ محدث

البانی نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۹۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۴۸۔

کرے تو ان دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اگرچہ انزال نہ ہو۔“

احتلام سے غسل:

- ☆ احتلام یہ ہے کہ سوتے یا جاگتے میں شہوت سے جوش کے ساتھ منی خارج ہو جائے۔
- ☆ احتلام مردوں اور عورتوں دونوں کو ہوتا ہے۔ لیکن مردوں کو بنسبت عورتوں کے زیادہ ہوتا ہے۔

- ☆ کپڑوں پر احتلام کے نشانات دیکھ کر غسل کرنا چاہیے، اگرچہ احتلام یاد نہ ہو۔
- ☆ نیند میں احتلام محسوس ہوا، لیکن کپڑوں پر منی کے نشانات نہیں تو غسل فرض نہیں ہوگا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”نبی کریم ﷺ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو کپڑوں پر تری دیکھے جب کہ اسے احتلام یاد نہ ہو، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے غسل کرنا چاہیے۔“ پھر اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جسے نیند میں احتلام محسوس ہو لیکن کپڑوں پر تری نہ دیکھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر غسل نہیں۔“^①
- ☆ اس غسل کے احکام بھی ”جماع سے غسل“ والے ہیں۔

مذی اور ودی کا حکم:

- مذی: وہ لیس دار پانی ہے جو شہوت کے وقت نکلتا ہے۔
- ودی: وہ گاڑھا سفید پانی ہے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں خارج ہوتا ہے، یہ ایک بیماری ہے جسے عرف عام میں قطرے نکلنے کا نام دیا جاتا ہے۔
- ☆ ”مذی“ اور ”ودی“ نکلنے سے استنجاء اور وضو کرنا چاہیے، ان سے غسل فرض نہیں ہوتا۔^②
- ☆ اگر یہی بیماری عورتوں کو ہو تو اُسے حکمت کی زبان میں لیکوریا کہتے ہیں۔ اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

① سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۳۶۔ سنن الترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۱۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۱۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۰۳۔

دیگر غسل:

غسل جنابت کے بعد ان احوال کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں غسل کرنا واجب، مسنون یا مستحب ہے۔

قبول اسلام کے لیے غسل:

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کریں۔^①
میت کو غسل دینے والے کا غسل:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص مردے کو غسل دے اُسے چاہیے کہ وہ خود بھی غسل کرے۔“^②
اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ”ہم میت کو غسل دیتے (پھر) ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض نہ کرتے تھے۔“^③

نوٹ:..... میت کو غسل دینے کی صورت میں غسل نہ کرنا تو جائز ہے، مگر غسل کرنا افضل ہے۔
جمعہ کے لیے غسل:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
(إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ .)^④

① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۳۵۵۔ سنن ترمذی، ابواب الجمعة، رقم: ۶۰۴۔ صحیح ابن حزم: ۱/۲۶، رقم: ۱۵۴-۱۵۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۳۴۔ ابن خزیمہ، ابن حبان اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۱۶۱-۳۱۶۲۔ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، رقم: ۹۹۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، رقم: ۱۴۶۳۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۷۵۱۔ محلی ابن حزم: ۲/۲۳۔ ابن حبان، ابن حزم اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۳۰۶۔ حافظ ابن حجر نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

④ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۸۷۷۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۴۴۔

”جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔“
 بوجہ مجبوری کوئی شخص غسل کے بجائے صرف وضو کر لے تو بھی جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فِيهَا وَنِعِمَّتْ ، وَمِنْ اغْتَسَلَ فَهُوَ أَفْضَلُ .))^①
 ”جو شخص جمعہ کے دن وضو کرے تو یہ صحیح اور اچھا ہے، اور جو غسل کرے تو یہ افضل ہے۔“

عیدین کے روز غسل:

امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید الفطر کے دن غسل کیا کرتے تھے۔^②
 سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جمعہ، عرفہ، قربانی اور عید الفطر کے دن غسل کرنا چاہیے۔“^③

احرام کے لیے غسل:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
 ((أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِأَهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ .))^④
 ”بے شک میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے احرام باندھنے سے پہلے غسل کیا۔“

- ① سنن أبو داؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۳۵۴۔ سنن ترمذی، کتاب الجمعة، رقم: ۴۹۷۔ سنن نسائی، کتاب الجمعة، رقم: ۱۳۸۱۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
- ② مؤطا مالک: ۱/۱۷۷۔
- ③ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/۲۷۸، رقم: ۶۱۲۴۔
- ④ سنن ترمذی، کتاب الحج، رقم: ۸۳۰۔ إرواء الغلیل، رقم: ۱۴۶۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن غریب“ اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل:

امام نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں داخل ہونے سے پہلے وادی ذی طویٰ میں رات بسر کرتے، حتیٰ کہ صبح کی نماز پڑھتے اور غسل کرتے، پھر مکہ میں دن کے وقت داخل ہوتے اور فرماتے: ”نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔“^①

غسل واجب کا طریقہ:

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول مقبول ﷺ نے غسل کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے، پھر شرمگاہ کو دھویا، پھر بائیں ہاتھ، جس سے شرمگاہ کو دھویا تھا، زمین پر رگڑا پھر اس کو دھویا، پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک ہاتھ دھوئے، پھر سر پر پانی ڈالا اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچایا۔ تین بار سر پر پانی ڈالا، پھر تمام بدن پر پانی ڈالا، پھر جہاں آپ نے غسل کیا تھا اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے۔^②

عورت کا غسل:

عورت کا غسل بھی مرد ہی کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اگر وہ حیض سے طہارت کا غسل کر رہی ہو تو اپنے سر کے بال کھولے جب کہ بال کھولنا ضروری نہیں۔ ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے سر کے بال بڑے سخت کر کے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے انہیں کھولا کروں؟ اور ایک روایت میں جنابت کے ساتھ ساتھ حیض سے طہارت کے غسل کا بھی ذکر آیا ہے۔ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: نہیں! تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے سر پر تین لپ پانی ڈال لیا کرو۔“^③

① صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۵۹۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۰۷۳۔

② صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۵۷۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۱۷۔

③ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۰۔

حیض و نفاس کا بیان:

☆ حیض وہ سیاہی مائل خون ہے جو بالغ عورتوں کو ہر ماہ آتا ہے، عام طور پر اس کی مدت تین سے سات دن تک ہوتی ہے۔

☆ نفاس وہ خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد جاری ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کے نزدیک نفاس کے خون کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔^①

☆ حیض اور نفاس سے غسل فرض ہو جاتا ہے، غسل خون بند ہونے پر کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِيَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَأَعْتَسَلِيْ وَصَلِّيْ .))^②

”پس جب حیض شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دے۔ اور جب چلا جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔“

حیض و نفاس میں ممنوع کام:

حیض اور نفاس میں مندرجہ ذیل چار کام ممنوع قرار دیئے گئے ہیں:

(۱) نماز پڑھنا۔ (۲) روزہ رکھنا۔ (۳) جماع کرنا۔ اور (۴) طواف کرنا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب عورت حیض سے ہوتی ہے تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے۔“^③

☆ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”تو طواف نہ کر حتیٰ کہ پاک ہو جائے۔“^④

① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۳۱۲۔ إرواء الغلیل، رقم: ۲۰۱۔ البانی رضی اللہ عنہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۴ / ۶۵۔

③ صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الايمان، رقم: ۷۹۔

④ صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۰۵۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْحَيْضِ﴾ (البقرة: ۲۲۲)
 ”عورتوں سے حالت حیض میں کنارہ کشی کرو۔“

حیض و نفاس کے ضروری مسائل:

۱۔ حیض و نفاس والی عورت باقی تمام کام کر سکتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ .)) ❶

”تحقیق مومن ناپاک نہیں ہوتا۔“

۲۔ فرض روزہ اور فرض طواف کی قضا دی جائے گی، جب کہ نماز کی قضا نہیں۔ رسول

اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي .)) ❷

”تو طواف نہ کر حتیٰ کہ پاک ہو جائے۔“

ایک عورت معاذہ رحمۃ اللہ علیہا نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا، کیا وجہ ہے کہ

حائضہ عورت روزے کی قضا تو دیتی ہے، نماز کی نہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”رسول

اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہمیں حیض آیا کرتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا کا حکم تو دیا جاتا مگر نماز

کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔“ ❸

۳۔ حیض یا نفاس کا خون ختم ہو جائے تو تمام پابندیاں ختم ہو جائیں گی اور نماز و روزہ فرض

ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب حیض شروع ہو جائے تو نماز

چھوڑ دے اور جب چلا جائے تو غسل کر اور نماز پڑھ۔“ ❹

❶ صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۷۱۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۰۵۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۵/۶۹۔

❹ صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۴/۶۵۔

کیا حائضہ عورت قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہے؟

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حیض اور نفاس والی خواتین کے لیے دورانِ حج دعاؤں پر مشتمل کتابیں پڑھنا جائز ہے اور صحیح مذہب کی رو سے ایسی عورتیں قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر اس کی تلاوت بھی کر سکتی ہیں۔ کوئی صحیح اور صریح نص ایسی نہیں ہے جو ایسی عورتوں کو تلاوتِ قرآنِ مجید سے روکتی ہو۔ اس بارے میں جو حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ صرف جنبی کے بارے میں ہے کہ وہ جنابت کی حالت میں قرآنِ مجید نہ پڑھے۔

جہاں تک حیض یا نفاس والی عورت کا تعلق ہے تو اس بارے میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت منقول ہے:

((لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا فِي الْقُرْآنِ)) ❶

”حائضہ اور نفاس والی عورت قرآن سے کچھ نہ پڑھے۔“

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے، کیوں کہ اسماعیل بن عیاش کی یہ روایت اہل حجاز سے نقل کی گئی ہے، اور اہل حجاز سے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

لیکن حائضہ عورت قرآن کو ہاتھ لگائے بغیر زبانی طور پر پڑھ سکتی ہے، جہاں تک جنبی کا تعلق ہے تو اس کے لیے قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانا یا زبانی طور پر اس کی تلاوت کرنا ناجائز ہے۔ دونوں میں فرق اس لیے ہے کہ جنابت کا وقت مختصر ہے۔ لہذا جنبی شخص کے لیے فراغت کے فوراً بعد غسل کرنا ممکن ہوتا ہے اس کی مدت لمبی نہیں ہوتی وہ جب چاہے غسل کر سکتا ہے، اور اگر پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے اور تلاوتِ قرآنِ مجید بھی کر سکتا ہے، مگر حائضہ اور نفاس سے دوچار عورت کے لیے یہ ممکن نہیں، کیوں کہ مسئلہ ان کے ہاتھ میں نہیں بلکہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حیض اور نفاس کی مدت کئی دنوں

❶ سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، رقم: ۱۳۱۔

پر محیط ہوتی ہے، لہذا ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کو جائز قرار دیا گیا تاکہ وہ اسے بھول نہ جائیں اور تلاوت کلام کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔ جب ان کے لیے کتاب اللہ کی تلاوت اور کتاب اللہ سے شرعی احکام کا سیکھنا جائز ہے تو قرآن و حدیث پر مبنی دعاؤں پر مشتمل کتابوں کا پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔ یہی رائے صاحب علم علماء رحمہم اللہ کے اقوال میں سے صحیح تر ہے۔^①

علامہ نووی فرماتے ہیں: ”جنبی کے لیے تسبیح و تہمید، تکبیر اور دیگر دعائیں اور اذکار بالا جماع جائز ہیں۔“^②

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں حج کے دنوں میں حاضر ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی ہر وہ کام کرو جو حاجی کرتا ہے۔“^③

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حیض والی عورتوں کو بھی عید کے روز عید گاہ جانے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور ان کی دعا کے ساتھ دعا کریں لیکن نماز نہ پڑھیں۔^④

خون استحاضہ کا مسئلہ:

خون استحاضہ وہ خون ہے جو حیض کے معتاد دنوں کے بعد خاکی یا زرد رنگ کا جاری ہوتا ہے۔ یہ ایک بیماری ہے۔

استحاضہ کے اہم مسائل:

۱۔ مستحاضہ پاک عورت کی طرح ہے۔ ایام حیض کے بعد غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ

① فتاویٰ برائے خواتین، ص: ۹۰، ۹۱، طبع دارالسلام۔ ② المجموع۔

③ صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۲۹۴، کتاب الحج، رقم: ۱۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۲۱۱۔

④ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۷۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة العیدین، رقم: ۸۹۰۔

کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں خونِ استحاضہ کے سبب پاک نہیں ہوتی ہوں۔ تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں، خونِ استحاضہ ایک اندرونی رگ سے بہتا ہے اور یہ خون حیض نہیں ہے۔ پس جب تجھے حیض کا خون آئے تو نماز چھوڑ دے اور جس وقت خون حیض بند ہو جائے اور خونِ استحاضہ شروع ہو تو اپنے استحاضہ کے خون کو دھو اور نماز پڑھ۔“^①

۲۔ مستحاضہ عورت ہر نماز کے وقت خون صاف کرے اور وضو کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مستحاضہ عورت فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلْوَةٍ))^②

”ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کرو۔“

۳۔ مستحاضہ عورت ہر نماز کے وقت خون صاف کرے اور وضو کرے۔^③

۴۔ مستحاضہ عورت دو نمازوں کے لیے ایک غسل کرنا چاہے تو دو نمازیں جمع کرے، یعنی ظہر کو لیٹ کرے اور عصر کو مقدم کرے، اسی طرح مغرب کو لیٹ کرے اور عشاء کو مقدم کر کے جمع کر لے اور فجر کی نماز الگ پڑھ لے۔^④

مسواک کا اہتمام:

مؤکدہ سنن مبارکہ میں منہ کی بدبو کو دور کرنا، اور مسواک سے دانتوں کو صاف رکھنا بھی شامل ہے، اور یہ بات رسول مکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ہاشمی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر میں اپنی اُمت کے لیے مشکل نہ جانتا تو اپنی

① صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۰۶، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۳۔
 ② صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۲۸۔
 ③ صحیح بخاری، کتاب الحيض، رقم: ۳۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۳۔
 ④ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ۲۹۴۔ سنن ترمذی، کتاب الطهارة، رقم: ۱۲۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

اُمت کو عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے اور ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“ ①
 سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول مکرم ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے اُٹھتے تو
 مسواک کرتے۔“ ②

مسواک رضائے الہی کے حصول کا ذریعہ:

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے
 فرمایا: ”مسواک منہ کے لیے طہارت کا سبب، اور اللہ کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔“ ③

(۲) وضوء کا مسنون طریقہ:

☆ وضوء کے ابتداء میں پڑھیں۔

((بِسْمِ اللّٰهِ)) ④

☆ حمران سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ: ”انہوں نے
 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وضوء کرتے دیکھا..... آپ نے اپنے ہاتھوں پر تین مرتبہ
 پانی ڈالا پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا۔ اور پانی لے کر کھلی کی
 اور ناک صاف کیا، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ
 دھوئے۔ پھر اپنے سر کا مسح کیا۔ پھر پانی لے کر ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں
 دھوئے۔ پھر کہا کہ رسول التقلین ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضوء
 کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے۔ تو اس
 کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ ⑤

① صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۸۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارة، رقم: ۲۵۲۔

② صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارة، رقم: ۲۵۵۔

③ سنن نسائی، کتاب الطہارة، رقم: ۵۔ البانی رضی اللہ عنہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ ارواء الغلیل، رقم: ۶۵۔

④ صحیح سنن النسائی: ۱ / ۱۸، رقم: ۷۶۔ مسند أحمد: ۳ / ۱۶۵، رقم: ۱۲۶۹۴۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، رقم: ۱۵۹۔

سر کے مسح کا طریقہ:

سر کا مسح اس طرح کریں کہ دونوں ہاتھ سر کے اگلے حصے سے گدی تک لے جائیں، پھر وہیں سے آگے کی طرف واپس لے آئیں جہاں سے مسح شروع کیا تھا۔ ❶

کانوں کا مسح:

☆ کانوں کے مسح کے لیے دوبارہ نئے سرے سے پانی لینے کی ضرورت نہیں، سر کا مسح کرنے کے بعد اسی پانی سے کانوں کا مسح کر لیں۔

☆ کانوں کے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ شہادت کی انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں سے گزار کر کانوں کی پشت پر انگوٹھوں کے ساتھ مسح کریں۔ ❷

وضو سے فراغت کی دعائیں:

وضوء سے فراغت کے موقع پر آپ مسنون دعائیں پڑھنا مت بھولیے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پورا وضو کرے، اور پھر یہ دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور جس دروازے سے بھی چاہے وہ جنت میں داخل ہو جائے:

۱۔ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .)) ❸

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۵، ۱۸۶۔ صحیح سنن نسائی للألبانی: ۱/۲۳، رقم: ۹۶۔

❷ صحیح سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، باب مسح الأذنین مع الرأس، وما يستدل به علی أنهما من الرأس، رقم: ۹۹۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، رقم: ۲۳۴۔

وضو کے بعد شہادتین کے ساتھ امام ترمذی نے اپنی سنن میں یہ دعا پڑھنی بھی روایت کیا ہے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَابِيْنَ ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ)) ❶
 ”اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کر دے، اور مجھے پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں بنا۔“

۲۔ وضو کے بعد یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ
 اَسْتَغْفِرُكَ وَاتُوْبُ اِلَيْكَ .)) ❷

”اے اللہ! تو اپنی تمام تر تعریفات کے ساتھ ہر عیب سے پاک ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں، اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔“

وضو کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”پاکیزگی یعنی وضو آدھا ایمان ہے۔“ ❸

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یقیناً رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں کہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ گناہوں کو دُور اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”ناچاہتے وقت کامل اور سنوار کر وضو کرنا، کثرت سے مسجدوں کی طرف جانا، اور نماز کے بعد ایک نماز کا انتظار کرنا گناہوں کو دُور

❶ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی، رقم: ۴۲۶۔ فتح الباری: ۵۴۵/۱۲۔ صحیح الجامع الصغیر،

رقم: ۶۰۴۶۔ حافظ ابن حجر اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۲۳۔

کرتا اور درجات کو بلند کرتا ہے۔“^①

سیدنا عبداللہ الصناجیحی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی مسلم یا مومن بندہ وضو کرتے ہوئے اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس نے آنکھوں سے دیکھ کر کیے ہوتے ہیں، اور جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ گر جاتے ہیں، جو اس نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کیے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔“^②

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((تَبْلُغُ الْحِلْيَةِ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءَ))^③

”جنت میں مومنوں کو وہاں تک زیور پہنایا جائے گا، جہاں تک ان کے وضو کا پانی پہنچتا ہے۔“

تحیۃ الوضوء سے جنت لازم:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے نمازِ فجر کے وقت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے بلال! میرے سامنے اپنا وہ عمل بیان کرو جو تم نے اسلام میں کیا۔ اور جس سے تجھے ثواب کی بہت زیادہ اُمید ہے کیونکہ میں نے جنت میں تمہارے جو توں کی آواز سنی ہے۔“

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے نزدیک جس عمل پر مجھے ثواب کی بہت زیادہ اُمید

① صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۵۱۔

② سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، رقم: ۲۔ مسند احمد: ۳۰۳/۲۔ سنن دارمی: ۳۰۳/۲۔ مؤطا مالک، رقم: ۷۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۵۰۔

ہے، وہ یہ ہے کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی وضو کیا تو اس وضو کے ساتھ جس قدر نفل نماز میرے مقدر میں تھی ضرور پڑھی۔^①

تحیۃ الوضوء سے گناہ وھل جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوءِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))^②
 ”جس نے میرے اس طریقے پر وضو کیا، پھر دو رکعات پڑھیں، اس طرح کہ ان میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کی، تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

وضو کے دیگر مسائل:

- ۱۔ جب وضو کریں تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کریں۔^③ سیدنا مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں کی انگلیوں کا خلال ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کر رہے تھے۔^④
- علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال واجب ہے۔^⑤
- امیر صنعانی، علامہ مبارکپوری اور علامہ البانی رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔^⑥

① صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم، رقم: ۲۴۵۸۔

② صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۵۹۔

③ سنن ترمذی، ابواب الطہارۃ، رقم: ۳۹۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۳۰۶۔

④ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۴۸۔ الجرح والتعدیل: ۳۱/۱۔ ۳۲۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

⑤ نیل الأوطار: ۲۴۱/۱۔

⑥ تحفة الاحوذی: ۱۵۶/۱۔ سبل السلام: ۸۹/۱۔ تمام المنۃ، ص: ۹۳۔

- ۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر زخم پر پٹی بندھی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی پر مسح کر لے، اور ارد گرد کو دھو لے۔^①
- ۳۔ وضو کرتے ہوئے ہر عضو میں پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف دھوئیں۔^②
- ۴۔ ایک چلو میں پانی لیں، آدھے سے کچی کریں اور آدھاناک میں ڈالیں۔^③
- ۵۔ منہ اور ناک کے لیے علیحدہ علیحدہ پانی لینا بھی جائز ہے۔^④
- ۶۔ ایک چلو پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے داخل کر کے ڈاڑھی کا خلال کریں۔^⑤
- ۷۔ وضو میں گردن کا علیحدہ مسح کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس کے متعلق کوئی صحیح اور مرفوع روایت نہیں ہے۔ اس کے متعلق جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ موضوع ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”گردن کے مسح کے بارے میں قطعاً کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔“^⑥

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((هَذَا مَوْضُوعٌ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ ﷺ))^⑦

”گردن کے مسح والی روایت موضوع اور من گھڑت ہے، نبی کریم ﷺ کا کلام نہیں۔“

مرغینائی حنفی نے لکھا ہے کہ گردن کا مسح بدعت ہے۔^⑧

① سنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۲۸/۱۔ امام بیہقی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم: ۵۸۵۴۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۶۱۷۔

③ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۶۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۵۵۔

④ التاریخ الکبیر لابن ابی خثیمۃ: ۱۴۰۱۔

⑤ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۴۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑥ زاد المعاد: ۱/۱۹۵۔

⑦ المجموع شرح المہذب۔

⑧ ہدایۃ: ۱/۲۰-۲۱۔

- ۸۔ وضو کے بعد شرم گاہ کی طرف چھینٹے مارنا استحبابی عمل ہے۔^①
- ۹۔ وضو مسلسل بغیر وقفے کے ہو۔^②
- ۱۰۔ اعضائے وضو، کو ایک ایک، دودو اور تین تین مرتبہ دھونا جائز ہے۔^③
- ۱۱۔ تین سے زیادہ مرتبہ دھونا ہرگز جائز نہیں۔^④
- ۱۲۔ اعضائے وضو میں سے تھوڑی سی جگہ خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، اس نے وضو کیا تو پاؤں پر ناخن کے برابر جگہ خشک رہ گئی، تو آپ ﷺ نے اسے وضو اور نماز لوٹانے کا حکم دیا۔“^⑤
- ۱۳۔ اعضائے وضو میں کسی جگہ کا خشک رہ جانا باعث عذاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کی ایڑھیاں خشک دیکھیں تو فرمایا:
- ((وَيَلُّ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))^⑥
- ”خشک ایڑھیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔“

پگڑی اور پٹی پر مسح کرنا:

- ☆ سر پر پگڑی باندھی ہو تو اس پر مسح کر لیں، اس حالت میں مسح پیشانی سے شروع کریں، حدیث پاک میں ہے:

- ① سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۳۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۶۱۔ المشکاۃ، رقم: ۳۶۱۔
البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
- ② صحیح سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۷۵۔ مسند احمد: ۴۲۴/۳۔
- ③ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹۔
- ④ سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۲۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۱۳۵۔
علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔
- ⑤ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم: ۶۶۶۔ صحیح سنن ابی داؤد، رقم: ۱۶۵۔ إرواء الغلیل: ۱/۱۲۷۔
- ⑥ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۴۰۔

”نبی کریم ﷺ نے وضو کیا، تو اپنی پیشانی اور پگڑی پر مسح کیا۔“ ①

☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”اگر زخم پر پٹی بندھی ہو تو دورانِ وضو میں

پٹی پر مسح کر لیں اور اس کے ارد گرد کو دھولیں۔“ ②

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا:

☆ سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَاهْوَيْتُ لِأَنْعَ خُفَيْهِ ، فَقَالَ:

”دَعَهُمَا ، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ “ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا .)) ③

”ایک سفر میں، میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے بوقتِ وضو چاہا کہ

آپ کے دونوں موزے اُتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں رہنے دو،

میں نے انہیں حالتِ طہارت میں پہنا تھا۔ پھر آپ نے ان پر مسح کیا۔“

صاحب ”غایۃ المقصود“ رقم طراز ہیں: ”جو ربین کے بارے میں اہل علم نے

اختلاف کیا ہے کہ وہ کھال اور چمڑا کی ہیں، یا اس سے عام یعنی اون اور روئی کی ہیں؟

صاحب قاموس نے اس کی وضاحت ”لفافۃ الرجل“ سے کی ہے۔ یہ تفسیر اپنے عموم کے پیش

نظر پاؤں پر پہننے والے لفافہ پر دلالت کرتی ہے، خواہ وہ لفافہ کھال اور چمڑے کا ہو، یا اون

اور روئی کا۔ علامہ طیبی اور قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے اسے چمڑے سے مقید کیا ہے اور شیخ

عبدالحق دہلوی کے کلام کا حاصل بھی یہی ہے۔ امام ابو بکر ابن العربی اور علامہ عینی نے

تصریح کی ہے کہ وہ اون کا ہے اور شمس الائمۃ الحلو انی نے اسے پانچ انواع پر تقسیم کیا ہے۔

یہ اختلاف (واللہ اعلم) اس لیے ہوا کہ یا تو اہل لغہ نے اس کی مختلف تفسیر کی ہے، یا

مختلف علاقوں میں جراب کی ہیئت و صورت مختلف ہوتی تھی، بعض علاقوں میں چمڑے کی اور

① صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۷۴/۸۳۔

② السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۲۲۸، رقم: ۱۰۷۹۔

③ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۰۶۔

بعض علاقوں میں اون کی اور بعض میں تمام انواع کی، ہر کسی نے اپنے اپنے علاقوں میں پائی جانے والی جرابوں کی ہیئت کے لحاظ سے اس کی شرح کردی ہے اور بعض نے تمام علاقوں میں پائی جانے والی جرابوں کی تفسیر کردی، خواہ وہ جس بھی نوع سے تعلق رکھتی ہوں۔^① صاحب قاموس کہتے ہیں: ”ہر وہ چیز جو پاؤں پر پہنی جائے جراب ہے۔“^②

صاحب ”تاج العروس“ کا کہنا ہے: ”جو چیز لفافے کی طرح پاؤں پر پہنی جائے وہ ”جراب“ ہے۔“^③

ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: ”جراب“ وہ چیز ہے جو پاؤں کو ڈھانپنے کے لیے اون کی بنائی جاتی ہے۔“^④

”عمدة الرعاية“ میں مرقوم ہے کہ جرابیں روئی یعنی اون کی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں۔

اب ان احادیث کو ملاحظہ کیجیے گا جن میں واضح طور پر جرابوں پر مسح کا ذکر ہے، تاکہ کسی کے پاس عذر باقی نہ رہے۔ چنانچہ اریق بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے اپنی اون کی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”یہ بھی خفاف یعنی موزے ہیں لیکن اون کے ہیں۔“^⑤

پس ثابت ہوا کہ ”جراب“ پاؤں پر چڑھانے والے لباس کو کہتے ہیں، وہ خواہ چمڑے کا ہو، سوتی ہو یا اون کی، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت کردی۔

اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تفسیر قرآن و تفسیم سنت میں حجت ہیں، کیونکہ یہ پاکیزہ ہستیاں ایک تو یہ کہ نزول قرآن اور ورود احادیث کے حالات سے اچھی طرح باخبر اور قرآن و سنت کی اوّلین مخاطب تھیں، آیات کا شان نزول اور ورود احادیث کا پس منظر ان کے سامنے

① غایة المقصود: ۳۶/۲۴، ۳۷.

② القاموس: ۴۶/۱.

④ عارضة الأحوذی.

③ تاج العروس.

⑤ الكنئ والاسماء للدولابی: ۱۸/۱- السنن الكبرى للبيهقي: ۲۸۵/۱.

تھا۔ اس لیے یہ لوگ قرآن و سنت کے مطالب و مفاد سے اچھی طرح باخبر تھے۔ دوسرے یہ کہ انہیں رسول کریم ﷺ کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل ہوا اور آپ کی شاگردی نصیب ہوئی۔ تیسرے یہ کہ وہ اکثر عربی الاصل و النسل تھے۔ ظاہر ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے براہ راست شاگرد قرآن و سنت فہمی کی دولت سے بقیہ اُمت کی نسبت کہیں زیادہ مالا مال تھے۔ چنانچہ ان کے اقوال و آثار کو بھی بجا طور پر تفسیر قرآن و تشریح حدیث و سنت کا بنیادی ماخذ تسلیم کیا گیا۔ اور درحقیقت یہی فقہ اسلامی ہے۔ اس کے اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، نہ کہ اتباع آراء الرجال کا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ﴾ (البقرہ: ۱۳۷)

”پس اگر یہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں، تو راہِ راست پر آگئے، اور اگر انہوں نے حق سے منہ پھیر لیا، تو مخالفت و عداوت پر آگئے۔“
اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا، وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کا التزام کرو، اور اس پر اپنی داڑھیں گاڑ لو۔ اور تم نئی نئی چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“^①

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

”جب ہم قرآن اور سنت میں (کسی آیت کی) تفسیر نہ پائیں، تو اس میں ہم اقوال صحابہ کی طرف رجوع کریں گے۔ پس بے شک وہ اس کو زیادہ سمجھتے تھے کیونکہ انہوں نے ان قرآن اور احوال کا مشاہدہ کیا تھا کہ جو اس کے ساتھ مختص

① سنن أبو داؤد، کتاب السنۃ، رقم: ۴۶۰۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۔ سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم: ۲۶۷۶۔ سنن دارمی، مقدمہ، رقم: ۹۵۔ مستدرک حاکم: ۹۶/۱، ۹۷۔ امام حاکم اور محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ہیں اور اس لیے کہ اُن کا فہم تام اور علم صحیح اور عمل صالح ہے۔“
پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت، رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ لہذا جرابوں پر مسح کیا جائے گا۔

حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

”حضرت انس صحابی اور عربی الاصل ہیں، وہ ”خُف“ کے معنی بیان کرتے ہیں کہ وہ صرف چمڑے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر اس چیز کو شامل ہے جو قدم کو چھپا لے، آپ کی یہ وضاحت معنی کے اعتبار سے نہایت دقیق ہے کیونکہ ان کے نزدیک لفظ ”جوربین“ لغوی، وضعی معنی کے لحاظ سے ”خُفین“ کے مدلول میں داخل ہیں اور ”خفین“ پر مسح میں کوئی اختلاف نہیں۔ لہذا جرابوں پر مسح میں کسی اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت متعدد طرق سے مروی ہے، ملاحظہ ہو: محلی ابن حزم: ۸۵/۲۔“

اس پر مستزاد فقہ حنفی میں جرابوں کے ساتھ ”موٹے“ ہونے کی قید لگائی گئی ہے، وہ قید کس لغت میں یا پھر کس صحابی سے مروی ہے، حالانکہ ایسا قطعی نہیں۔ تو پھر حب صحابہ کا دم بھرنے والوں کو فہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت اور چڑکیوں کر ہے؟ کیونکہ صحابہ کا فہم تو یہ ہے کہ ”جراب“ پاؤں پر چڑھانے والے لباس کو کہتے ہیں۔ وہ خواہ کیسا ہی ہو، موٹا یا باریک، اس میں کوئی فرق نہیں۔ فلیتدبر!

اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت صحابہ کو پگڑیوں اور جرابوں پر مسح

کرنے کا حکم دیا۔“

فاتہ: ((التساخين)) کا لفظ ”س، خ، ن“ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی گرم

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۴۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کرنے والی اشیاء ہے، جس میں جرائیں اور موزے داخل ہیں۔

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور

جراہوں اور جوتوں پر مسح کیا۔“^①

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جراہوں پر مسح کرنے کا ثبوت:

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”علی بن ابی طالب، ابو مسعود، براء بن عازب، انس

بن مالک، ابو امامہ، سہل بن سعد اور عمرو بن حریث (رضی اللہ عنہم) جراہوں پر مسح کرتے تھے اور

اسی طرح کی روایات عمر بن خطاب اور ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے بھی ہیں۔“^②

ابن حزم رحمہ اللہ نے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جراہوں پر مسح کرنا ذکر کیا ہے۔ جن میں

عبداللہ بن مسعود، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمرو اور ابو اؤئل رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔^③

امام ابن المنذر النیسای پوری رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی ہے کہ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے کہا:

((رَأَيْتُ عَلِيًّا بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيَّ الْجَوْرَبِينَ .))^④

”میں نے دیکھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، وضو کیا اور جراہوں پر مسح کیا۔“

اسی طرح سہل بن سعد رضی اللہ عنہم جراہوں پر مسح کیا کرتے تھے۔^⑤

ابو امامہ رضی اللہ عنہم بھی جراہوں پر مسح کیا کرتے تھے۔^⑥

ابن المنذر نے کہا: اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: ”صحابہ کا اس مسئلے پر کوئی اختلاف

نہیں ہے۔“^⑦

تقریباً یہی بات ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔^⑧

① سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۶۰۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۱۴۸۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، تحت الحدیث: ۱۵۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

③ المحلی: ۶۱۳/۱۔ ④ الأوسط لابن المنذر: ۱/۴۶۲۔ إسناده صحیح۔

⑤ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۱۷۳۔ ⑥ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۱۸۸، رقم: ۱۹۷۹۔

⑦ الأوسط لابن المنذر: ۱/۴۶۴، ۴۶۵۔ ⑧ المحلی لابن حزم: ۲/۸۶، مسئلہ نمبر: ۲۱۲۔

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جرابوں پر مسح کے جواز پر اجماع ہے۔^①

ائمہ کرام رحمہم اللہ سے جرابوں پر مسح کرنے کا ثبوت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

یاد رہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی آخر عمر میں جرابوں پر مسح کے قائل ہو گئے تھے۔ یعنی انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔^②

ملا مرغینانی لکھتے ہیں:

((وَعَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى .))^③

”اور امام صاحب سے مروی ہے کہ انہوں نے صاحبین کے قول پر رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتویٰ ہے۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ سے مروی ہے: صالح بن محمد ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے ابو مقاتل سمرقندی سے سنا، آپ فرماتے ہیں: ”میں امام ابو حنیفہ کے پاس اس وقت گیا جب آپ مرض الموت میں تھے، چنانچہ آپ نے پانی منگوایا اور وضو کیا، جب کہ آپ نے جرابیں پہن رکھی تھیں، جوتا نہیں پہنا تھا، لیکن آپ نے جرابوں پر مسح کیا، پھر فرمانے لگے: آج میں نے وہ کام کیا ہے جو اس سے پہلے نہیں کیا کرتا تھا کہ میں نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔“^④

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جب اپنے غلط موقف سے رجوع کیا، اور جرابوں پر مسح کیا، کیا انہوں نے اپنی طرف سے کوئی خود ساختہ شرط لگائی؟ غور فرمائیں کہ پہلے امام صاحب مطلق طور عدم مسح کے قائل تھے، اور بعد میں مطلق طور پر اسے جائز سمجھنے لگتے ہیں، مگر جب حنفی، مالکی، شافعی یورپین ممالک اور خصوصاً امریکہ میں جرابوں پر مسح کرتے ہوئے دکھائی دیتے

① المغنی : ۳۳۲/۱، مسئلہ نمبر : ۴۲۶ . ② اللباب : ۱۶۰/۱ . ③ الهدایة : ۶۱/۱ .

④ سنن ترمذی ، ابواب الطہارة ، باب فی المسح علی الجوربین والنعلین ، تحت حدیث ، رقم : ۹۹ ،

طبع مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع ، الرياض .

ہیں تو عدم مسح کے قائلین اپنی طرف سے جرابوں کی ساخت کا تعین کر کے اپنے مذہب باطل کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول:

اس باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جرابوں پر مسح کے جواز کے قائلین کئی اہل علم ہیں، ان میں سے سفیان ثوری، ابن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق قابل ذکر ہیں۔ (حوالہ مذکورہ)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا مسلک:

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) جرابوں پر مسح کرتے تھے۔^①

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا مذہب:

عطاء بن ابی رباح (استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و شاگرد ابن عباس و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما) جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔^②

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا مذہب:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ (شاگرد ابن عباس و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما) نے جرابوں پر مسح کیا۔^③

امام نووی رحمہ اللہ کا قول:

نیز امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”جب تک موزے پاؤں میں پہنے رہیں، ان پر مسح کرتے رہو۔“^④

قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول:

ایسے ہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن حسن الشیبانی

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۱۸۸، رقم: ۱۹۷۷.

② المحلی: ۲/۸۶.

③ مصنف ابن ابی شیبہ.

④ محلی ابن حزم: ۲/۱۰۲.

جراہوں پر مسح کے جواز کے قائل تھے۔^①

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ فتاویٰ ابن باز (۴۶/۱) میں رقمطراز ہیں کہ موزوں اور جراہوں پر مسح جائز ہے۔

جو توتوں پر مسح کرنا:

جو توتوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جراہوں اور جو توتوں پر مسح کیا۔“^②

اور سیدنا ابوالاشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جو توتوں اور جراہوں پر مسح کیا۔“^③

مسح کرنے کا طریقہ:

مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ پانی سے تر کر کے پاؤں کے اوپر والے حصے پر مسح

کر لیں۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ موزوں کے اوپر ظاہر والے حصے پر

مسح کرتے تھے۔“^④

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ”اگر دین محض انسانی رائے سے بنتا تو پھر مسح علی

الخنقیں میں پاؤں کی نخلی جانب مسح کیا جاتا اور یہ زیادہ درست تھا کہ پاؤں کے ظاہر والے

① بداية المجتهد، ص: ۶۵۔

② سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۵۹۔ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۹۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۶۰۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

④ سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، رقم: ۹۸۔ سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۶۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

حصہ پر مسح کیا جائے۔ جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ موزوں کے اوپر ظاہر والے حصہ پر مسح کرتے۔^①

مسح کی مدت:

☆ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ))^②

”رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن رات مسح کی مدت مقرر کی۔“

☆ مسح کی مدت پہلے مسح سے شمار ہوگی۔^③

☆ اگر جورا میں اور موزے پہن کر سفر شروع کر دیا تو مسافر والی مدت تک مسح کریں اور اگر سفر میں مسح شروع کیا ہے اور گھر آگئے ہیں تو مقیم کی مدت تک مسح کریں گے، یعنی اگر مسح کرتے ہوئے مقیم کی مدت سے اوپر وقت ہو گیا ہے تو مسح نہ کریں۔

حالت جنابت میں مسح کا حکم:

جنبی ہونا مسح کی مدت ختم کر دیتا ہے۔ سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ))^④

① الكافي لابن قدامة: ٨٠ / ١.

② صحيح مسلم، كتاب الطهارة، رقم: ٢٧٦.

③ الكافي لابن قدامة: ٨٠ / ١.

④ سنن ترمذی، ابواب الطهارة، رقم: ٩٦۔ سنن نسائی، كتاب الطهارة، رقم: ١٢٧۔ سنن ابن ماجه، رقم: ٤٧٨۔ إرواء الغلیل، رقم: ١٠٤۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

”رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم سفر میں تین دن رات تک پاخانہ، پیشاب اور نیند کی وجہ سے اپنے موزے نہ اتاریں، لیکن جنبی ہونے پر اتارنے ہوں گے۔“

نواقض وضو:

وہ اُمور جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

- ۱۔ پیشاب، پاخانہ کرنا۔^①
 - ۲۔ ہوا خارج ہونے سے۔^②
 - ۳۔ مذی خارج ہونے سے۔^③
 - ۴۔ گہری نیند سے جو لیٹے یا ٹیک لگانے کی صورت میں ہو۔ البتہ اگر صرف بیٹھے بیٹھے اٹکھا ہے تو اُوگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔^④
 - ۵۔ شرم گاہ کو بغیر کپڑے کے ہاتھ لگنے سے۔^⑤
 - ۶۔ استحاضہ سے یعنی وہ خون جو حیض کے علاوہ کسی بیماری کی وجہ سے آتا ہے۔^⑥
 - ۷۔ اونٹ کا گوشت کھانے سے۔^⑦
- جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

۱۔ نکسیر پھوٹنے سے اور قے آنے سے۔ اور جس روایت میں قے یا نکسیر سے وضو

- ① صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۰۳۔
- ② صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۳۷۔
- ③ صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۶۹۔
- ④ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۶۲۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۰۳۔
- ⑤ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم: ۴۷۹، ۴۸۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۱۱۸۔ ابن حبان اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ مزید دیکھئے: صحیح ابی داؤد، رقم: ۱۷۴۔ ارواء الغلیل، رقم: ۱۱۶۔
- ⑥ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۲۸۔
- ⑦ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۶۰۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۱۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۹۵، ۴۹۴۔

ٹوٹنے کا بیان ہے۔ اسے امام احمد اور دیگر محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ محدث البانی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔^①

۲۔ شرمگاہ کے علاوہ باقی جسم کے حصے سے خون بہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو آپ اسی حالت میں نماز پڑھتے رہے حالانکہ آپ کے جسم سے خون جاری تھا۔^②

۳۔ معمولی نیند یعنی اونگھ سے جس سے حواس بالکل ختم نہیں ہوتے، مثلاً کھڑے یا بیٹھے نیند آ جانا۔^③

۴۔ قہقہہ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ جس روایت میں قہقہہ سے وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے اُسے امام دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔^④



① سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۲۲۱۔ التلخیص علی سبل السلام.

② مؤطا مالک، کتاب الطہارۃ، باب العمل فیمن غلبہ الدم من جرح أو رعا ف: ۱/۳۹۔ السنن

الکبریٰ للبیہقی: ۱/۳۵۷.

③ صحیح بخاری، کتاب مواقیح الصلاة، رقم: ۵۶۶.

④ السنن الدار قطنی: ۱/۳۷۹، طبع دار المعرفۃ بیروت.

فصل نمبر 6:

تیمم کا بیان

طہارت کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی یہ بھی ہے کہ جس کے پاس پانی نہ ہو یا پانی کے استعمال سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے تیمم کرنا جائز قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ
وَآيْدِيْكُمْ مِنْهُ ﴾ (المائدہ: 6)

”..... اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو، پس اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر اس سے مسح کر لو۔“
تیمم کی مشرعت کا پس منظر:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بنی مصطلق کے غزوہ سے واپسی پر دوران سفر میرا ہارٹوٹ کر گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس کی تلاش کے لیے قافلے کو روک دیا حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا اور لوگوں کے پاس وضو کے لیے پانی میسر نہیں تھا۔ لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شکایت بھی کی کہ تمہاری بیٹی کی وجہ سے سارا قافلہ پریشان ہوا ہے اور نماز کا بھی مسئلہ ہو گیا ہے کہ بغیر وضو کیوں کر پڑھی جائے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سخت ست کہا کہ تمہاری وجہ سے یہ تاخیر ہو رہی ہے۔ اتنے میں اللہ عز و جل نے مسلمانوں کی پریشانی کا مداوی کرتے ہوئے درج ذیل آیت نازل فرمائی:

﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ
أَوْ لِمَسْتُمُ الْمَسَاءِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا
بِوُجُوْهِكُمْ وَآيْدِيْكُمْ ﴾ (النساء: ۴۳)

”اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو یا تم قضائے حاجت سے فارغ ہوئے ہو یا تم عورتوں سے مل چکے ہو پھر تمہیں پانی میسر نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کرو پس اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو۔“^①

تیمم کا طریقہ:

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بندہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے پھر ان کو اپنے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں پر پھیر لے۔ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک مہم پر روانہ فرمایا، میں جنبی ہو گیا اور مجھے پانی نہ مل سکا، تو میں طہارت حاصل کرنے کے لیے زمین پر اس طرح لوٹ گیا جس طرح چوپایہ لوٹتا ہے، پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرتے۔“

اس کے بعد آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک مرتبہ زمین پر مارا، اور ان میں پھونکا، پھر ان کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح فرمایا۔^②

تیمم کے اہم مسائل:

۱۔ تیمم کے لیے پاک مٹی کا ہونا ضروری ہے۔ ﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾

(النساء: ۴۳)

۲۔ ایک تیمم سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں، کیونکہ یہ وضو کا قائم مقام ہے اور ایک وضو

سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے۔^③

۳۔ شور والی زمین ریت اور پکی دیوار جہاں غبار ہو تو تیمم جائز ہے۔

① صحیح بخاری، کتاب التیمم، رقم: ۳۳۴ و کتاب التفسیر، رقم: ۴۵۸۳۔ سنن نسائی، رقم:

۳۱۴۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۳۳۷۔

② صحیح بخاری، کتاب التیمم، رقم: ۳۳۸۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب التيمم، رقم: ۳۶۸۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب الطهارة، رقم: ۱۶۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ۱۶)

- ۴۔ وہ تمام چیزیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اُن سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
 ۵۔ نماز پڑھ لینے کے بعد پانی مل گیا تو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر کوئی دہرالے تو اسے دگنا جر ملے گا۔^①



① سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۳۳۸۔ محدث البانی نے اس حدیث کو ”صحیح“ کہا ہے۔

فصل نمبر 7:

مریض اور معذور کے طہارت کے احکام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ: ۲۸۶)
 ”اللہ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔“

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا)) ❶

”آسانی پیدا کرو، نہ کہ تنگی۔“

فائدہ: اس آیت کریمہ اور حدیث شریفہ سے یہ شرعی قاعدہ ماخوذ ہے کہ دین

اسلام میں تمام اعمال کی بنیاد نرمی اور آسانی پر ہے۔

زخمی اور مریض کی طہارت:

مریض کے لیے ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے جب اس کے لیے پانی کا استعمال نقصان دہ ہو۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا اور اس کے سر میں زخم ہو گیا، پھر اسے احتلام بھی ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا میرے لیے کوئی اجازت ہے کہ میں تیمم کر لوں؟ انھوں نے کہا کہ ہم تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتے جبکہ تم کو پانی پر قدرت حاصل ہے۔ چنانچہ اس نے غسل کر لیا اور مر گیا۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ کو اس کی خبر دی گئی، تو آپ نے فرمایا: ”انھوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اللہ انھیں ہلاک کرے، انھوں نے پوچھ کیوں نہ لیا، جب کہ انھیں علم نہ تھا، بے شک لاعلمی کی شفا سوال کر لینے میں ہے۔ اس شخص

❶ صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۶۹۔

کے لیے یہی کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھے رہتا۔ پھر اس پر مسح کرتا اور باقی سارا جسم دھولیتا۔^❶

❶: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زخمی کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ”وہ غسل اور وضو میں اس کے ارد گرد جگہ کو دھولے اور زخم پر مسح کر لے۔“^❷

مریض کی طہارت کب ٹوٹے گی؟

مستحاضہ عورت، لیکوریا اور جریان، پیشاب کے قطرے آنا یا ہوا خارج ہونے کا مرض ہو تو ایک وضو سے ایک نماز پڑھ سکتے ہیں، نماز کے دوران استحاضہ کا خون، پیشاب کے قطرے اور ہوا نکلنے کی وجہ سے وضو ختم ہوگا اور نہ نماز ٹوٹے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مستحاضہ خاتون سے ارشاد فرمایا: ”تو ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کر۔“^❸



-
- ❶ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۳۳۶۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۷۲۔ مسند أحمد: ۱/۳۳۰۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۷۸۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ اور علامہ البانی نے ”حسن“ قرار دیا ہے۔
- ❷ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۲۲۸، رقم: ۱۰۷۹۔
- ❸ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۹۲۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

فصل نمبر 8:

لباس کا بیان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لباس عطا فرمایا ہے جس کے ذریعہ وہ ستر پوشی کرتا ہے، اور زیب و زینت اختیار کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿يُبْنِيْ اَدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِيْ سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا
وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيَةِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٦﴾﴾
(الاعراف: ٢٦)

”اے آدم کے بیٹو! ہم نے تمہارے لیے لباس اُتارا ہے جو تمہاری شرمگاہوں کو پردہ کرتا ہے، اور وسیلہ زینت بھی ہے، اور پرہیزگاری کا لباس ہی بہترین ہے۔ یہ لباس اللہ کی نشانیوں میں سے ہے، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔“
اسلام عالمگیر مذہب ہے، اس کے ماننے والے مسلمانوں کو ایک مسلم معاشرے اور اسلامی سوسائٹی کو سامنے رکھ کر اپنے لباس اور وضع قطع کو ترتیب دینا ہوگا۔

چنانچہ سیدنا عبید بن خالد رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں ایک دفعہ مدینہ منورہ میں چلتا جا رہا تھا کہ مجھے پیچھے سے یہ آواز سنائی دی کہ ”اپنا تہبند اُپر اٹھا لو کیوں کہ اس سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محفوظ رہتا ہے اور باطنی پلیدی سے بھی، میں نے مڑ کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی آواز تھی۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ تو ایک معمولی سی چادر ہے اس میں کیا تکبر اور غرور ہو سکتا ہے! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تمہارے لیے میری اتباع ضروری نہیں ہے؟“

میں نے آپ ﷺ کا جواب سن کر فوراً آپ کے تہبند کی طرف نظر ڈالی، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا ہے۔

معلوم ہوا کہ اسلام نے لباس پہننا اور اس کے شروط و ضوابط بیان کر دیئے ہیں۔ پس جس لباس میں وہ شروط اور ضوابط پورے ہوں گے وہ اسلامی اور شرعی لباس کہلائے گا، وگرنہ نہیں۔

نماز میں مرد کا لباس:

۱۔ نماز میں مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا ستر ڈھانپ کر رکھے، ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ ستر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ)) ①

۲۔ اس کے علاوہ مردوں کے لیے نماز میں کندھوں کا ڈھانپنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ شَيْءٌ)) ②

”کوئی شخص کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کپڑا نہ ہو۔“

۳۔ مرد حضرات نماز اور غیر نماز میں اپنے ٹخنوں کو ننگا رکھیں گے۔ ③

۴۔ چہرہ ننگا ہو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی شخص کو دیکھتے کہ اس نے نماز میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے تو وہ زور سے کپڑا کھینچ کر اس کا منہ ننگا کر دیا کرتے تھے۔ ④

۵۔ نماز میں سدل جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں منہ ڈھانپنے اور سدل کرنے سے منع فرمایا۔ ⑤

نوٹ: سدل یہ ہے کہ کوئی کپڑا سر یا کندھوں پر اس طرح ڈالا جائے کہ اس کے

① مسند احمد: ۱۸۷/۲۔ إرواء الغلیل، رقم: ۲۷۱۔ محدث البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۳۵۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۱۶۔

③ صحیح بخاری، کتاب اللباس، رقم: ۵۷۸۷۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۰۶۔

④ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۴۲۔

⑤ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۴۳۔ محدث البانی نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

دونوں کنارے چہرے کے سامنے لٹک رہے ہوں۔

نماز میں عورت کا لباس:

۱۔ دوپٹے کے بغیر عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی، رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ -“^①

”اللہ تعالیٰ بالغیر عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے قبول نہیں کرتا۔“

۲۔ عورت کو نماز میں پورا جسم ڈھانپنا چاہیے، سوائے چہرہ اور ہاتھ کے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عورتیں نماز فجر ادا کرتیں تو وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوا کرتی تھیں۔^②

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عورت اوڑھنی اور ایسے لمبے کرتے میں نماز پڑھے کہ جس میں اس کے قدم بھی چھپ جائیں۔“^③

۳۔ بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔^④

اہم مسائل:

۱۔ لباس سادہ ہو، ایسا نہ ہو کہ نماز میں اسی کی طرف خیال رہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ پھر فرمایا:

”میری اس چادر کو ابو جہم کے پاس لے جاؤ اور اس کی چادر میرے پاس لے آؤ۔“

اس نے تو مجھے نماز سے غافل کر دیا تھا۔“^⑤

۲۔ کپڑا سمیٹا ہوا نہ ہو، یعنی کف اوپر کو موڑے ہوئے نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: ”مجھے سات اعضاء پر اس طرح سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے کہ نہ میں بال

① سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۴۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۵۵۔

البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۳۷۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۴۵۔

③ السنن الكبرى للبيهقي: ۲/۲۳۲۔ بلوغ المرام، رقم: ۲۰۷۔

④ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۱۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۹۰، ۴۹۲۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۳۷۳۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۵۶۔

باندھوں اور نہ کپڑے سمیٹوں۔“ ❶

۳۔ کپڑا کم ہو تو صرف تہبند باندھ کر ستر ڈھانک لے۔ ❷

۴۔ صرف ایک لمبا قمیص پہنا ہو تو نماز پڑھتے وقت گریبان بند کر لیا جائے، تاکہ رکوع کرتے ہوئے شرمگاہ پر نظر نہ پڑھے۔ ❸

۵۔ فقہ حنفی کی معتبر اور مستند کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ جو شخص عاجزی کے لیے ننگے سر نماز پڑھے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ ❹ احمد رضا خاں بریلوی نے احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۳۰ میں لکھا ہے کہ اگر بہیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

۶۔ (پینٹ) پتلون کشادہ ہو، تنگ نہ ہو تو اس میں نماز درست ہے۔ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”اگر پتلون، مرد کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے حصہ کو چھپائے ہوئے ہو، کشادہ ہو اور تنگ نہ ہو تو اس میں نماز صحیح ہوگی۔ افضل یہ ہے کہ اس کے اوپر ایسی قمیص پہنی ہو جس سے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے مقام کو چھپا رکھا ہو اور اگر قمیص نصف پنڈلی یا ٹخنے تک ہو تو اور بھی زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے مکمل ستر پوشی ہوگی۔ پتلون کی نسبت ایسے تہہ بند میں نماز ادا کرنا زیادہ افضل ہے جس نے جسم کو چھپا رکھا ہو کیونکہ اگر پتلون کے اوپر قمیص نہ پہن رکھی ہو تو پھر تہہ بند اس کی نسبت ستر پوشی کے تقاضوں کو زیادہ مکمل طریقے سے پورا کرتا ہے۔ ❺

۷۔ اگر حج کے دوران سر کو ننگا رکھنا اور ننگے سر نماز پڑھنا مسنون ہے، تو غیر حج میں ننگے سر نماز پڑھنے کی ممانعت بیان کرنا درست نہیں۔ کیونکہ حج میں سر کو ننگا رکھنا خشوع و خضوع کے منافی نہیں بلکہ عاجزی اور خشوع و خضوع کے انتہا کی دلیل ہے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۱۶۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۹۰۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب إذا كان الثوب ضيقاً، رقم: ۳۶۱۔

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۳۲۔ سنن نسائی، رقم: ۷۶۶۔ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❹ درمختار مع رد المحتار: ۱/۴۷۴۔

❺ مقالات و فتاویٰ از شیخ ابن باز، ص: ۲۳۶۔

- ۸۔ جان بوجھ کر سر سے کپڑا اتارنا اور صف میں رکھ کر ننگے سر نماز پڑھنا بھی آداب شریعت کے خلاف ہے۔
- ۹۔ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھنا تو سنت سے ثابت ہے، لیکن ڈاڑھی موٹہ کر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔



فصل نمبر 9:

مساجد کا بیان

دنیا کا بہترین خطہ:

مسجد اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین جگہیں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى مَسَاجِدُهَا)) ❶
 ”اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام جگہوں سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں۔“

مسجد کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا يَعْزَّمُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾

(التوبة: ۱۸)

”اللہ کی مسجدیں تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا۔“
 اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَتَّعَى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ ، بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)) ❷

”جو شخص اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے تو اللہ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی گھر بناتا ہے۔“

اور ایک دوسری جگہ فرمایا:

”جس نے پرندے کے گھونسلے کے برابر، یا اس سے بھی چھوٹی مسجد تعمیر کر دی،

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۷۱۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۰۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۳۳۔

اللہ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔^①

مسجد جانے اور اس کی آباد کاری کی فضیلت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، جب اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ایک وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ اٹکا ہوا تھا۔“^②

جو شخص مسجد میں جاتا ہے وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی اور ضیافت جنت میں کرتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ نَزْلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ))^③

”جو شخص صبح و شام مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی تیار کرتا ہے۔ جب وہ صبح یا شام مسجد میں جاتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص گھر سے اچھی طرح وضو کر کے مسجد کی طرف صرف نماز کی نیت سے جاتا ہے، نماز کے علاوہ اور کوئی چیز اسے لے جانے کا باعث نہیں بنتی، تو جو بھی قدم وہ اٹھاتا ہے اس سے ایک درجہ اس کا بلند ہوتا ہے، اور جب تک کوئی شخص اس جگہ بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز ادا کی ہے تو فرشتے برابر اس کے لیے رحمت کی دعائیں یوں کرتے ہیں:

① سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعة، رقم: ۷۳۸۔ الروض النضیر، رقم: ۹۳۵۔ التعلیق الرغیب: ۱۱۷/۱۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح مسلم، کتاب الاذان، رقم: ۶۶۰۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۰۳۱۔

③ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۶۶۲۔ صحیح مسلم، رقم: ۶۶۹۔

”اے اللہ! اس پر رحمت کر۔ اے اللہ! اس پر رحم کر۔ یہ دعائیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک وہ بے وضو نہیں ہوتا اور کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: جتنی دیر تک کوئی آدمی نماز کی وجہ سے رکا رہتا ہے وہ سب وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تک لوگ مساجد میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت اور اس کی تعلیم میں لگے رہتے ہیں، تب تک ان پر سکینت نازل ہوتی رہتی ہے، اور انہیں رحمت ڈھانپنے رہتی ہے، اور فرشتے انہیں گھیرے رکھتے ہیں اور اللہ اپنے فرشتوں میں ان کا ذکر خیر فرماتا ہے۔“^②

سب سے بڑا ظالم:

مساجد کی عظمت و شان کا یہ عالم کہ جو بھی ان کی مخالفت کرتا ہے، سب سے بڑا ظالم کہلاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا﴾ (البقرة: ۱۱۴)

”اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا نام لیے جانے سے روکتا ہے، اور اس کی بربادی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔“

آدابِ مسجد:

۱۔ مساجد میں خالص اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دینی چاہیے۔ غیر اللہ کی دعوت دینا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الحج: ۱۸)

① صحیح بخاری، کتاب البيوع، رقم: ۲۱۱۹۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۴۹۔

② صحیح مسلم، الذکر والدعاء، رقم: ۲۶۹۹۔

”اور بے شک مساجد اللہ کے لیے ہیں۔ پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔“

۲۔ مسجد میں دو رکعات تحیۃ المسجد پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ .“^①

”جب تم مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھا کرو۔“

۳۔ مسجد میں باواز بلند گفتگو نہ کی جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد میں دو آدمی

اونچی آواز میں باتیں کر رہے ہیں، وہ طائف کے رہائشی تھے، تو آپ نے فرمایا:

”اگر تم مدینہ کے رہائشی ہوتے تو میں ضرور تمہیں سزا دیتا، تم رسول اللہ کی مسجد میں

آوازیں بلند کرتے ہو۔“^②

۴۔ مسجد میں تھوکن منع ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکن گناہ

ہے اور اس کا کفارہ اس پر مٹی ڈال دینا ہے۔“^③

۵۔ مسجدوں میں مجلس لگا کر دنیاوی باتیں کرنا بھی ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

”إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ .“^④

”مساجد تو صرف اللہ عزوجل کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہوتی ہیں۔“

۶۔ پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں مت آؤ، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو کوئی ان

دونوں کو کھائے تو مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا: اگر تم نے انہیں کھانا ہی ہے تو ان

کو پکا کر ان کی بو مار لو۔“^⑤

① صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۱۴۔

② صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۷۰۔

③ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۱۵۔ صحیح مسلم، رقم: ۵۵۲۔

④ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۸۵۔

⑤ سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، رقم: ۳۸۲۷۔ إرواء الغلیل: ۱۵۵، ۱۵۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے

”صحیح“ کہا ہے۔

۷۔ مسجد میں کوئی ایسی چیز نہ لائی جائے جو لوگوں کے لیے تکلیف کا باعث ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص ہماری مساجد یا بازار سے نوک والی چیز (تلوار، تیر، چھری، برچھی) لے کر گزرے تو لازمی طور پر اسے نوک سے پکڑنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ وہ مسلمان کو تکلیف دے۔“^①

۸۔ رسول اللہ ﷺ نے مساجد میں عشقیہ شعر گوئی، خرید و فروخت کرنے اور گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے منع فرمایا ہے۔^②

بعض مساجد میں نمازوں کا ثواب

مسجد حرام:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنا دوسری مساجد میں ادا کی گئی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔“^③

مسجد نبوی:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا مسجد حرام کے سوا دوسری مساجد میں ادا کی گئی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔“^④

نوٹ:..... اس حدیث میں ”میری مسجد“ سے مراد مسجد نبوی ہے۔

- ① صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۶۱۵۔
- ② سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۷۹۔ سنن ترمذی، کتاب مواقیت الصلاة، رقم: ۳۲۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔
- ③ سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلاة، رقم: ۱۴۰۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
- ④ صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة، رقم: ۱۱۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۱۳۹۴۔

مسجد قباء:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مسجد قبا میں ایک نماز ادا کرنا ایک عمرہ کے برابر ہے۔“^①

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ جو شخص گھر سے وضو کر کے مسجد قباء میں آئے اور ایک نماز

پڑھے اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔^②

مسجد اقصیٰ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تین مساجد، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی اور مقام کی

(زیارت پر ثواب کی نیت سے) طرف سفر نہ کرو۔“^③

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جب سلیمان بن

داؤد علیہما السلام نے بیت المقدس تعمیر کیا تو اس دوران اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا:

۱۔ اسے ایسی حکومت دے جو اس کی حکومت کے مطابق ہو تو اللہ نے اس کو یہ چیز دے دی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اسے ایسی حکومت دے جو اس کے بعد کسی دوسرے کے

لیے نہ ہو، پس وہ انہیں دے دی گئی۔

۳۔ جب مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ جو شخص بھی صرف نماز

کی نیت سے اس مسجد میں آئے تو اس کو گناہوں سے اس دن کی طرح صاف کر دے

جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔^④

① سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۲۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۱۴۱۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح بخاری، کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة، رقم: ۱۱۸۹۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۳۹۷۔

④ سنن نسائی، کتاب المساجد، رقم: ۶۹۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۰۸۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعائیں:

(۱)..... ((اللَّهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .)) ❶

”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

(۲)..... ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ . رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ .)) ❷

”اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ پر رحمتیں اور سلامتی ہو۔ اے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

(۳)..... اگر نمازی مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو سارا دن شیطان

سے محفوظ رہتا ہے:

((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ ،

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ .)) ❸

”میں عظمت والے اللہ کی، اس کے کریم چہرے کی اور قدیم سلطنت کی پناہ

چاہتا ہوں، شیطان مردود سے۔“

مسجد سے نکلنے وقت کی دعائیں:

(۱)..... سیدنا ابواسید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم

مسجد سے نکلو تو یہ دعا پڑھو:

((اللَّهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .)) ❹

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة المسافرین، رقم: ۷۱۳.

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، رقم: ۷۷۱۔ سنن ترمذی، کتاب مواقیب الصلاة، رقم: ۳۱۴۔

البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۴۶۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم: ۷۱۳.

”اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔“
 (۲)..... ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ . اللّٰهُمَّ
 اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاَفْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ .)) ❶
 ”اللہ کے نام کے ساتھ، اور رسول اللہ پر سلامتی ہو۔ اے اللہ! میرے گناہ
 بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

ضروری مسائل:

- ۱۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کریں اور نکلتے وقت پہلے بائیں پاؤں باہر نکالیں۔ ❷
- ۲۔ عورتوں کے لیے مسجد میں جانا جائز ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری عورتیں تم سے رات کو مسجد جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔ ❸
- حافظ ابن عبدالبر نے فرمایا کہ اس حدیث میں یہ فقہ ہے کہ عورت کے لیے رات کو مسجد جانا جائز ہے۔ اور اس میں ہر نماز داخل ہو۔ ❹
- ۳۔ کسی شخص کو مسجد میں احتلام یا کسی عورت کو حیض شروع ہو جائے تو وہ فوراً مسجد سے نکل جائے۔ ❺
- ۴۔ نابالغ بچے مسجد میں آسکتے ہیں۔ ❻
- ۵۔ کافر کا مسجد میں داخلہ بوقت ضرورت جائز ہے۔ ❼

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، رقم: ۷۷۱۔ سنن ترمذی، کتاب مواقیت الصلاة، رقم: ۳۱۴۔
 البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
 ❷ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۱۰۶۔
 ❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۶۵۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۴۲۔
 ❹ التمهید لابن عبدالبر: ۲۸۱/۲۴۔
 ❺ صحیح بخاری، کتاب الغسل، رقم: ۲۷۵۔ صحیح مسلم، رقم: ۶۰۵۔
 ❻ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۵۱۶۔ صحیح مسلم، رقم: ۵۴۳۔
 ❼ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۶۹۔

جن مقامات پر نماز پڑھنا ممنوع ہے:

(۱)..... قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تمام روئے زمین مسجد ہے، سوائے حمام اور قبرستان کے۔“^①

(۲)..... اونٹوں کے باڑہ میں..... ایک شخص کے سوال کرنے پر، کیا میں اونٹوں کے

باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں۔“^②

(۳)..... قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

((لَا تُصَلُّوْا اِلَى الْقُبُوْرِ))^③

”قبروں کا رخ کر کے نماز مت پڑھو۔“



① سنن ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۹۲۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۱۷۔ مستدرک حاکم: ۲۵۱/۱۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۷۹۱۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۳۸، ۳۳۹۔ حاکم، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۶۰۔

③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۲/۹۸۔

فصل نمبر 10:

اوقاتِ نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝۱۰۳﴾ (النساء: ۱۰۳)

”بلاشبہ مومنوں پر نماز اس کے مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے افضل عمل کے متعلق سوال کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

”الصَّلَاةُ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا -“ ❶

”نمازِ اول وقت میں ادا کرنا۔“

نمازِ فجر کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ -“ ❷

”نمازِ فجر کا وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر پڑھتے تھے،

عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔“ ❸

نمازِ ظہر کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❶ سنن ترمذی، کتاب مواقیات الصلاة، رقم: ۱۷۰۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۴۵۲۔ المشكاة، رقم: ۶۰۷۔

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۱۲/۱۷۳۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۴۵۔

”نمازِ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے لے کر آدمی کا سایہ اس کے قد کے مطابق ہو جانے تک ہے۔“^①

شدید گرمی کے موسم میں نمازِ ظہر ذرا ٹھنڈے وقت میں ادا کرنی چاہیے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب گرمی سخت ہو تو نمازِ ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔“^②

نوٹ: مطلب یہ کہ سورج ڈھلتے ہی فوراً نہ پڑھو، تھوڑی لیٹ کر لو۔
سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ ظہر اول وقت میں پڑھتے تھے۔^③

نمازِ عصر کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ظہر کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب آدمی کا سایہ اس کے جسم کے برابر ہو جائے، جب تک کہ عصر کا وقت نہ ہو جائے اور عصر کا وقت اس وقت تک رہتا ہے کہ سورج زرد نہ ہو۔“^④

سیدنا بریرہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز ادا فرمائی تو اس وقت سورج صاف ستھرا تھا، اس میں ذرا بھی زردی نہ ملی ہوئی تھی اور بلند و بالا تھا۔“^⑤
نمازِ عصر کو بلا وجہ لیٹ پڑھنا نفاق کی علامت ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۷۳ / ۶۱۲۔

② صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، رقم: ۵۳۳۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم:

۶۱۵۔

③ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱ / ۳۲۳، رقم: ۳۲۷۱۔

④ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۷۳ / ۶۱۲۔

⑤ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۱۳۔

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”منافق کی نماز عصر یہ ہے کہ وہ بیٹھا سورج کو دیکھتا رہتا ہے، حتیٰ کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے، تو وہ اٹھتا ہے اور چار ٹھونگے مارتا ہے اور اس میں اللہ کو کم یاد کرتا ہے۔“^①

نمازِ مغرب کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”نمازِ مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے سرخی غائب ہونے تک ہے۔“^②
سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ آفتاب غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔^③

نمازِ عشاء کا وقت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نمازِ عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے۔“^④
نبی کریم ﷺ نمازِ عشاء میں نمازیوں کا یوں خیال رکھتے تھے، لوگ جلدی جمع ہو جاتے تو جماعت جلدی کروادیتے، اور اگر لوگ دیر کرتے تو تاخیر سے جماعت کراتے تھے۔^⑤

نمازِ جمعہ کا وقت:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نمازِ جمعہ اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔^⑥

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۲۲۔

② صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۱۲/۱۷۴۔

③ صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، رقم: ۵۵۰۔

④ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۱۲/۱۷۳۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب مواقیب الصلاة، رقم: ۵۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۴۶۔

⑥ صحیح بخاری، باب وقت الجمعة، رقم: ۹۰۴۔

سیدنا سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا کھاتے اور دوپہر کا قیلولہ کرتے۔^①

نمازوں کے ممنوع اوقات:

☆ جب سورج طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ مکمل طلوع ہو جائے۔

☆ دوپہر کو سورج کے بالکل سر پر کھڑا ہونے سے لے کر سورج کے ڈھلنے تک۔

☆ سورج کے غروب ہونے سے لے کر مکمل غروب ہو جانے تک۔^②

اوقات نماز کے اہم مسائل:

۱۔ حرم مکی میں کوئی وقت ممنوع نہیں۔^③

۲۔ اگر صحیح وقت میں نماز شروع کی پھر ممنوع وقت شروع ہو گیا تو نماز مکمل کر لے۔^④

۳۔ ممانعت اسی نماز کی ہے جو کسی سبب کے بغیر نقلی نوعیت کی ہو، کیوں کہ سیدنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز کے وقت بلال رضی اللہ عنہ

سے پوچھا: اے بلال! اپنا وہ عمل بتاؤ جو تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے، اور

تمہارے نزدیک سب سے زیادہ قابل اُمید ہے کہ وہ قبول ہوگا، بلاشبہ میں نے جنت

میں اپنے آگے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: میں

نے تو کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک بہت زیادہ قابل اُمید ہو سوائے اس کے

کہ میں نے رات یا دن میں جب بھی کسی وقت وضو کیا ہے تو میں نے اس وضو سے

① صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۹۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۵۹۔

② صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۸۳۲۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، رقم: ۱۸۹۴۔ سنن نسائی، رقم: ۲۹۲۷۔ سنن ترمذی، رقم:

۸۶۸۔ صحیح ابن ماجہ، رقم: ۱۲۵۴۔

④ صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلاة، رقم: ۵۵۶۔ صحیح مسلم، رقم: ۶۰۸۔

جس قدر توفیق ہوئی، نماز پڑھی ہے۔“ ❶

اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا.)) ❷

”جو کوئی نماز بھول گیا ہو، یا سویا رہا ہو تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب اسے یاد آئے (یا بیدار ہو) تو پڑھ لے۔“

ابوقادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ.)) ❸

”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے۔“

چنانچہ ان مذکورہ دلائل سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ان ممنوعہ اوقات میں کسی سبب کے بغیر عام نفل نماز منع ہے۔ ہاں! اگر کوئی مشروع سبب ہو تو جائز ہے۔

۴۔ جب فرضوں کی اقامت ہو جائے تو سنتیں اور نفل منع ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔ ❹

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نماز کی اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نماز نہیں، سوائے اس نماز کے جس کے لیے اقامت کہہ دی گئی ہو۔ ❺

❶ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۵۸۔

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۸۴۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۱۴۔

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۱۰۔ مسند أحمد: ۳۳۱/۲۔

❺ المعجم الأوسط للطبرانی، رقم: ۸۶۵۴۔

اہل علم میں سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک شاگرد امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، امام ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن عبدالبر، علامہ خطابی، ابن الجوزی، نووی، ابن القیم اور حافظ ابن حجر اسی کے قائل ہیں کہ فرض نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔



فصل نمبر 11:

اذان و اقامت

اذان کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (۳۳) ﴿خم السجده: ۳۳﴾

”اور اس آدمی سے زیادہ اچھی بات والا کون ہو سکتا ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلا یا۔“

”مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق سب سے پہلے انبیائے کرام ہیں، پھر علماء، پھر مجاہدین، پھر اذان دینے والے اور پھر توحید خالص اور قرآن و سنت کی دعوت دینے والے۔“^① (تیسیر الرحمن : ۱۳۴۳/۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الْمَوْذُونُ أَطْوَلُ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))^②

”قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں لمبی ہوں گی (یعنی وہ اللہ کا نام بلند کرنے کی وجہ سے مرتبے میں سب سے اونچے ہوں گے)“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَوْزَنُ كُوْبَلْدٍ آوَا زَسَّ اذَانَ دِينِي كِي وَجْهٍ سَ مِنْخَشٍ دِيَا جَاتَا هَ، اَوْر جَوْبِ هِي تَر يَا شَتَكُ حِيْزِ اس كِي آوَا زَسَنْتِي هَ وَه (قِيَامَتِ كَ دِن) اس كَ لِيْهَ گَوَا هِي دَے

① صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۷۷.

② صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۸۷.

گی اور اس کے لیے ان لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ہے جو اس کی اذان سن کر نماز کے لیے آتے ہیں۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”امام ضامن اور ذمہ دار ہے اور مؤذن امین اور قابل اعتماد ہے۔ اے اللہ!

اماموں کو ہدایت نصیب فرما اور مؤذنین کو بخش دے۔“^②

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”آپ کا رب بکریوں کے اُس چرواہے سے خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر

اذان کہتا اور نماز پڑھتا ہے۔ پس اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”میرے اس بندے

کو دیکھو، مجھ سے ڈر کر اذان کہہ رہا ہے اور نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اسے

بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔“^③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا (خیر و برکت) ہے تو پھر وہ اذان

اور پہلی صف کو قرعہ اندازی کے علاوہ حاصل نہ کر سکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ اور

اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرنے میں کیا خیر و برکت ہے تو

ان دونوں نمازوں میں حاضر ہوں اگرچہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے۔“^④

اذان کے کلمات، پس منظر اور طریقہ:

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ناقوس بنانے کا

① سنن نسائی، کتاب الاذان، رقم: ۶۴۷۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۰۹۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۲۰۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ سنن ابوداؤد، تفریع صلاة السفر، رقم: ۱۲۰۳۔ سنن نسائی، کتاب الاذان، رقم: ۶۶۶۔ إرواء

الغلیل، رقم: ۲۱۴۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۴۱۔

④ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۶۱۵۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۳۷۔

کہا تا کہ اسے بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے جمع کیا جاسکے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ناقوس اٹھائے میرے پاس سے گزر رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس بیچنا چاہتا ہے؟ اس نے پوچھا: تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے سے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے تو اس نے کہا: کیا میں تمہیں وہ طریقہ نہ بتا دوں جو اس سے بہتر ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! تو اس نے کہا: تم کہو:

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ .

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ .

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ .

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ .

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ .

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ .

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . ❶

”اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آؤ نماز کی طرف، آؤ نماز کی طرف۔ آؤ کامیابی کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔“

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۴۹۹۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الأذان، رقم: ۶۔ مسند احمد:

۴۲/۴، ۴۳، إرواہ الغلیل: ۱/۲۶۴، ۲۶۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

پھر وہ مجھ سے تھوڑا پیچھے ہٹا، اور بولا کہ جب تم نماز کے لیے اقامت کہو تو یوں کہو:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، حَيَّ عَلَي الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَي الصَّلَاةِ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ .))

جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور جو میں نے دیکھا تھا، وہ آپ کو بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”بلاشبہ ان شاء اللہ یہ سچا خواب ہے۔ تم بلال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جو تم نے دیکھا ہے، اسے بتاتے جاؤ تا کہ وہ انہی الفاظ سے اذان کہے کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہے۔“

چنانچہ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے تھے۔ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ نداء عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں سنی تو وہ بھی اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے آگئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح دیکھا جو انہوں نے دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ .))

فجر کی اذان میں ”الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ کہنے کی مشروعیت:

فجر کی اذان میں ((حَيَّ عَلَي الصَّلَاةِ)) کے بعد دوبار یہ کلمات بھی کہیں:

((اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ، اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ .))

”نماز نیند سے بہتر ہے، نماز نیند سے بہتر ہے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ اذان فجر میں مؤذن ((حَيَّ عَلَي الصَّلَاةِ)) کے بعد ((اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ)) کہے۔^①

① سنن الدارقطنی: ۱/۲۴۳۔ السنن الكبرى للبيهقي: ۱/۴۲۳۔ صحيح ابن خزيمة: ۱/۲۰۲،

رقم: ۳۸۶۔ ابن خزيمة نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

نعیم بن النخام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے نمازِ صبح کے لیے اذان کہتے ہوئے کہا:

((الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ))^①

ابومحذورة رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: پس اگر اذانِ نمازِ فجر ہو تو تم کہو:

((الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ))^②

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ فجر کی پہلی اذان میں ((حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)) کے بعد ((الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ)) دو بار کہا جاتا تھا۔^③

فوائد: (۱) اس حدیث میں اذانِ اول سے مراد، اذانِ فجر ہے اور اسے

”الاول“ اقامت کے مقابلے میں کہا گیا ہے، کیوں کہ اقامت کو بھی اذان کہا جاتا ہے۔

(۲) یہ کہنا کہ ((الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ)) کلماتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی

ایجاد ہیں، فحشِ غلطی ہے۔

اقامت کے طاق کلمات:

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ .

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ .

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ .

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ .

قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ .

① السنن الكبرى للبيهقي: ۴۲۳/۱.

② سنن ابوداؤد، كتاب الصلاة، رقم: ۵۰۰. محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ السنن الكبرى للبيهقي: ۴۲۳/۱ - شرح معاني الآثار: ۱۳۷/۱ - تمام المنة، ص: ۱۴۶ - سبل السلام: ۱۲۰/۱ - حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ .

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . ❶

نوٹ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اذان کے کلمات دو دو بار اور تکبیر کے کلمات ایک ایک بار تھے، سوائے اس کے کہ اقامت کہنے والا ((قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ)) دو بار کہتا تھا۔ ❷

دوہری اذان:

دوہری ”ترجیع والی“ اذان میں شہادتین والے کلمات پہلے دھیمی آواز میں کہے جائیں اور پھر دوبارہ بلند آواز سے کہے جائیں گے، یعنی مؤذن پہلی مرتبہ آہستہ آواز میں کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (دو مرتبہ)

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (دو مرتبہ)

اور پھر دوسری دفعہ باواز بلند کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (دو مرتبہ)

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (دو مرتبہ)

باقی الفاظ عام اذان والے ہیں۔ ❸

دوہری اقامت:

دوہری اقامت میں مندرجہ ذیل کلمات ہیں:

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، رقم: ۴۹۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۷۰۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۵۱۰۔ سنن دارمی: ۲۷۰/۱۔ مستدرک حاکم: ۱۹۷/۱۔ ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، رقم: ۵۰۲۔ سنن ترمذی، ابواب الصلوة، رقم: ۱۹۲۔ سنن نسائی، رقم: ۶۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوة، رقم: ۳۷۹۔

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ
 أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ
 حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
 حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
 قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ
 اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

سیدنا ابو محمد ورہمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اذان کے انیس اور
 اقامت کے سترہ کلمات سکھائے۔ ❶

اذان کا جواب دینا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”جب مؤذن کہے: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ .
 پس تم بھی کہو: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ .
 پھر جب مؤذن کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .
 تم بھی کہو: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .
 پھر جب مؤذن کہے: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ .
 تم بھی کہو: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ .
 پھر جب مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ .
 تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ .

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، رقم: ۵۰۲۔ سنن نسائی، رقم: ۶۳۲۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے
 ”صحیح“ کہا ہے۔

پھر جب مؤذن کہے: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ .
 تو تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ .
 پھر جب مؤذن کہے: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ .
 تو تم کہو: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ .
 پھر جب مؤذن کہے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .
 تو تم کہو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .

جو شخص اپنے صدق دل سے مؤذن کے کلمات کا جواب دے گا تو جنت میں داخل ہو

جائے گا۔“^①

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ”جو شخص مؤذن کے شہادتین کے کلمات ادا کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے، اس کے تمام گناہ
 معاف ہو جائیں گے:

((وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَأَنَّ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ . رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا
 وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا .))^②

”اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے،
 اس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول
 ہیں۔ میں راضی ہوں اللہ کے رب ہونے پر، محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر اور
 اسلام کے دین ہونے پر۔“

① صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۸۵ .

② صحیح ابن خزیمہ: ۲۲۰/۱، رقم: ۴۲۲۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۴۱۰۔ ابن خزیمہ نے اسے
 ”صحیح“ کہا ہے۔

اذان کے بعد کی دعائیں:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تم مؤذن کی اذان سنو، تو وہی کہو جو وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود پڑھو، جس نے مجھ پر درود پڑھا، اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا، پھر میرے لیے اللہ سے مقام وسیلہ کا سوال کرو کیونکہ جس نے میرے لیے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔“^①

سنون درود شریف کے کلمات:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَّ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى
اِبْرَاهِيْمَ وَّ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ .^②

”اے اللہ! رحمت بھیج محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم (ﷺ) اور آل ابراہیم (ﷺ) پر، بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت بھیج محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم (ﷺ) اور آل ابراہیم (ﷺ) پر۔ بے شک تو تعریف کیا گیا، بزرگی والا ہے۔“

پھر یہ دعائے وسیلہ پڑھیں:

((اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَتِ مُحَمَّدًا نِ
الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَاَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِنَّ الَّذِي وَعَدْتَهُ .))

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۸۴.

② صحیح بخاری، کتاب الأنبياء، رقم: ۳۳۷۰.

”اے اللہ! اس کامل دعوت اور (تاقیامت) قائم رہنے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو مقام وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما، جس کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص مؤذن کی اذان سن کر یہ دُعا پڑھے:

((اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا.))
تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔“^②

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔“

اذان اور اقامت کے اہم مسائل و آداب:

- ۱۔ ((حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ)) اور ((حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)) کہتے ہوئے مؤذن کا اپنی گردن دائیں بائیں موڑنا مستحب عمل ہے۔^③
- ۲۔ اذان دیتے ہوئے کانوں میں انگلیاں رکھنا مستحب عمل ہے۔^④
- ۳۔ کھڑے ہو کر اذان دینا سنت ہے۔ اور اس پر اہل علم کا اجماع بھی ہے۔^⑤

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۱۴۔ السنن الكبرى للبيهقي: ۴۱۰/۱، رقم: ۱۹۳۳۔

② صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۸۶۔ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۴۲۱۔

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۳۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۰۳۔

④ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۱۹۷۔ سنن ابن ماجه، کتاب الأذان والسنة فيها، رقم: ۷۱۱۔ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۳۸۸۔ ابن خزيمة اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۷۷۔ الأوسط

لإبن المنذر: ۲۸/۳، م: ۳۵۳۔

- ۴۔ قبلہ رخ ہو کر اذان دینا مستحب ہے۔ چنانچہ امام ابن المنذر فرماتے ہیں: ”اہل علم کا اجماع ہے کہ قبلہ رخ ہو کر اذان دینا سنت ہے۔“^①
- ۵۔ اذان اور اقامت کے درمیان زیادہ سے زیادہ دعائیں کریں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ”اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا رد نہیں ہوگی۔“^②
- ۶۔ اذان ہو جانے کے بعد بغیر شرعی عذر مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔^③
- ۷۔ اگر شرعی عذر ہے تو اذان بلکہ اقامت کے بعد بھی مسجد سے نکلا جاسکتا ہے۔^④
- ۸۔ اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جائیں جو مؤذن کہہ رہا ہے، سوائے ((حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ)) اور ((حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)) کے۔ جب مؤذن یہ کلمات کہے تو سننے والا کہے ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ))^⑤
- ۹۔ ((أَشْهَدُ أَنْ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)) کے جواب میں یہی کلمات دہرائے جائیں۔ اذان کے ان کلمات سننے والوں کا ہاتھ کے انگوٹھوں کا چومنا بدعت ہے۔^⑥
- ۱۰۔ ((الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ)) کے جواب میں یہی کلمات کہے جائیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ)) کہنا ثابت نہیں، پس ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں۔
- ۱۱۔ اقامت میں ((قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ)) کے جواب میں ((أَقَامَهَا اللَّهُ وَآدَامَهَا)) کہنا درست نہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔^⑦

① الأوسط لابن المنذر، رقم: ۲۸/۳، م: ۳۵۳۔

② سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۵۲۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۱۲۔ صحیح ابن حزمیہ، رقم:

۴۲۵، ۴۲۶۔ ابن خزیمہ اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۵۵۔

④ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۴۰۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۱۱۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۸۳۔

⑥ بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم، ص: ۲۹۷۔ ⑦ المجموع للنووی۔

۱۲۔ اذان کے اختتام پر ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) پڑھنے کے بعد ((مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ)) پڑھا جاتا ہے۔ یہ بدعت ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

۱۳۔ بارش کے دن اذان میں ”الصَّلَاةُ فِي الرَّحَالِ“ یا ”صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ“ کہا جائے۔^①

اذان سے قبل خود ساختہ درود پڑھنا:

بعض لوگ اذان سے پہلے خود ساختہ درود ”الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَ عَلَى آلِكَ وَ أَصْحَابِكَ وَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ“ پڑھتے ہیں۔ زمانہ نبوی اور خلفائے راشدین کے عہد سے ایسے الفاظ کا ثبوت نہیں ملتا، اس کا رواج مصر کی رافضی حکومت کے زمانہ میں ہوا ہے۔^②

لیکن بعد میں سری آواز سے مسنون درود پڑھا جائے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

شیخ محمد بن عبدہ مفتی مصر سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ”اذان کے کلمات پندرہ ہیں، جس کے آخر میں لا الہ الا اللہ ہے۔ اس سے پہلے اور بعد میں جو کلمات کہے جاتے ہیں سب نوا ایجاد بدعات ہیں۔“^③



① صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۶۶۸۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۶۹۹۔

② السنن والمبتدعات.

③ بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم، ص: ۲۹۷-۲۹۸۔

فصل نمبر 12:

قبلہ اور سترہ

قبلہ کی طرف رخ کرنا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّواْ وُجُوْكُمْ شَطْرًا﴾ (البقرہ: ۱۴۴)

”جہاں بھی تم ہو اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف پھيرو۔“

جب فرض نماز ادا کرنا مقصود ہوتا، تو آپ ﷺ سواری سے اترتے اور قبلہ رخ

کھڑے ہو جاتے۔^①

اگر ایسی جگہ ہو جہاں قبلہ نظر نہیں آتا تو قبلہ کی سمت نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا

ارشاد ہے کہ ”مشرق اور مغرب کے درمیان (مغرب کی طرف) تمام سمت قبلہ ہے۔“^②

سترہ رکھنا:

سترہ سے مراد وہ چیز ہے جسے نمازی اپنے آگے کھڑا کر کے نماز ادا کرتا ہے، تاکہ

آگے سے گزرنے والا گزر جائے اور گناہ گار نہ ٹھہرے اور اس کی نماز میں بھی خلل واقع نہ

ہو۔ یہ سترہ لاٹھی، برچھی، دیوار، ستون اور درخت سمیت کسی بھی آڑ بننے والی چیز کو بنایا

جا سکتا ہے۔ اور یہ طول میں ہونا چاہیے، عرض میں نہیں۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ سترہ کے

بارے میں بیان کرتے ہیں:

((يَجِبُ أَنْ يَكُونَ بِالطُّوْلِ لَا بِالْعَرْضِ .))^③

① صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلاة، رقم: ۱۰۹۹.

② سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۴۲، ۳۴۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۱۱۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن“ اور علامہ البانی نے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۳۷۷.

”سترہ طول میں ہونا چاہیے، نہ کہ عرض یعنی چوڑائی میں۔“

سترہ کی اہمیت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي ، فَإِنَّهُ يَسْتَرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ آخِرَةِ الرَّحْلِ .))^①

”تمہارا جب کوئی نماز پڑھنے لگے اور اس کے سامنے پالان کی چھجلی لکڑی کے برابر کوئی شے ہو تو وہ آڑ کے لیے کافی ہے۔“

ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُصَلِّ إِلَّا إِلَى سِتْرَةٍ .))^②

”سترے کے بغیر نماز نہ پڑھو۔“

فائدہ:..... سامنے سترہ رکھ کر نماز پڑھنا افضل ہے، لیکن یہ فرض نہیں ہے۔ اس کی

وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بغیر سترہ کے نماز پڑھنا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ایک دفعہ میں اور بنو ہاشم کا ایک لڑکا گدھے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے۔ ہم گدھے سے اترے اور اسے چرنے کے لیے چھوڑ آئے، پھر آپ کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ ایک شخص نے پوچھا: ”کیا آپ کے سامنے نیزہ تھا؟“ تو انہوں نے فرمایا: ”نہیں۔“^③

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

((إِلَى غَيْرِ جِدَارٍ ، قَالَ الشَّافِعِيُّ : إِلَى غَيْرِ سِتْرَةٍ .))

① صحیح مسلم ، کتاب الصلاة ، رقم : ۵۱۰ .

② صحیح ابن خزیمہ : ۳/۳۰۵ ، رقم : ۷۷۵ - صحیح ابن حبان ، رقم : ۲۳۶۲ - ابن خزیمہ ، ابن حبان اور علامہ البانی رحمہم اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح بخاری ، کتاب الصلاة ، رقم : ۴۹۳ .

”یعنی امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ ﷺ بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہے تھے۔“

اسی لیے اس حدیث پر امام بیہقی رحمہ اللہ نے یوں باب قائم کیا ہے:

((باب من صلی الی غیر سترۃ.))^①

”باب اس شخص کے متعلق جو بغیر سترہ کے نماز پڑھے۔“

اسی حدیث کو دلیل بناتے ہوئے جمہور علماء نے سترہ رکھنا مستحب قرار دیا ہے۔^②

سید سابق کہتے ہیں: ”نمازی کے لیے سترہ رکھنا مستحب ہے۔“^③

نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو اس کے گناہ کا علم ہو جائے، تو وہ

چالیس (سال، ماہ یا دن) تک ٹھہر جائے، یہ اس کے لیے اس کے سامنے سے

گزرنے سے بہتر ہے۔“

راوی حدیث سالم بن ابی امیہ ابوالضرر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نہیں جانتا کہ

آپ ﷺ نے چالیس دن کہا، یا چالیس مہینے، یا پھر چالیس سال کہا۔“^④

سترہ کے اندر سے گزرنے والے کو روکنا:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب کوئی شخص کسی ایسی چیز کو سامنے رکھ کر نماز پڑھے، جو اسے لوگوں سے

بچائے، پھر اگر کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ نمازی اسے روکے، اگر

وہ باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرے، کیوں کہ وہ شیطان ہے۔“^⑤

① ملخصًا از شرح بخاری، داؤد راز دہلوی: ۵۱۹/۱.

② سبل السلام: ۳۲۹/۱.

③ فقہ السنۃ: ۲۲۴/۱.

④ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۵۱۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۰۷.

⑤ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۵۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۰۵.

سترہ کتنے فاصلے پر ہو:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ کے مصلیٰ اور دیوار کے درمیان صرف بکری گزرنے کی جگہ ہوتی تھی۔“^①

سترہ کی مقدار:

رسول اللہ ﷺ سے نمازی کے سترہ کے متعلق پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مِثْلَ مُوْخَرَةَ الرَّحْلِ“^②

”اونٹ کے پالان کے پچھلے حصہ کی اونچائی کے برابر ہونا چاہیے۔“

فائدہ: عطاء اللہ فرماتے ہیں: ”پالان کی پچھلی لکڑی ایک ہاتھ یا اس سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔“^③

سترہ کے اہم مسائل واحکام:

- ۱۔ امام کا سترہ مقدیوں کے لیے کافی ہے۔^④
- ۲۔ بیٹھے یا لیٹے شخص کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور اس کی حرکت سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔^⑤
- ۳: جانور کو بھی سترہ بنانا جائز ہے۔^⑥

① صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۰۸۔

② صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۹۹۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۸۶۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

④ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب سترۃ الإمام سترۃ فی خلفہ، قبل حدیث رقم: ۴۹۳۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۵۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۱۲۔

⑥ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۰۲۔

فصل نمبر 13:

نماز باجماعت ادا کرنا

مسجدوں میں کیوں نہ مسلم کو ملے تسکین دل
کوچہ محبوب آخر کوچہ محبوب ہے

نماز باجماعت کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكُعُوا مَعَ الرَّكْعَيْنِ ۝۳۳﴾

(البقرة: ۴۳)

”نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“

سلف صالحین اور مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ آیت نماز باجماعت کے متعلق ہے۔
باجماعت نماز ادا کرنا ہر اس شخص پر واجب ہے، جو قادر ہو اور اذان کی آواز سنتا ہو۔

چنانچہ شافع محشر، سرکارِ مدینہ رضی اللہ عنہ کا فرمانِ عالیشان ہے:

((مَنْ سَمِعَ الْإِذَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ، إِلَّا مِنْ عُدْرٍ.)) ❶

”جو شخص اذان سنے اور مسجد میں نہ آئے، تو اس شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی، الا یہ

کہ کوئی (شرعی) عذر ہو۔“

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اس عذر سے مراد

خوف، یا بیماری ہے۔“ ❷

❶ مسند ابو یعلیٰ: ۲۸۱/۲، رقم: ۲۴۲۶۔ طبع دار الفکر، بیروت.

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد والجماعات، باب التغلیظ فی التخلف عن الجماعة، رقم: ۷۹۳۔ سنن دار قطنی: ۱/ ۴۲۰۔ طبرانی کبیر، رقم: ۱۲۲۶۵۔ سنن الکبریٰ، للبیہقی: ۳/ ۵۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۰۶۴۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۲۴۵، رقم: ۹۳۲۔ ابن حبان، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا آدمی حاضر ہوا، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک نابینا آدمی ہوں، اور مجھے مسجد تک لے جانے والا کوئی شخص نہیں ہے، تو کیا آپ مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی رخصت دیتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں! ضرور سنتا ہوں، پس خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: تو پھر اللہ کے داعی کی آواز پر لبیک کہو، یعنی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے ضرور جاؤ۔^①

اور بعض روایات کے الفاظ ہیں:

((مَا أَجِدُكَ رُخْصَةً))^②

”میں تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”صحیح“، کتاب الصلاة، میں باب قائم کیا ہے: ((بَابُ وُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ.....)) ”باب نماز باجماعت پڑھنا فرض ہے۔“ اور اس کے بعد بطور تمہید امام حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے:

((إِنْ مَنَعَتْهُ أُمُّهُ عَنِ الْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ شَفَقَةً لَمْ يُطْعَمْ))

”کہ اگر کسی شخص کی ماں اس کو محبت کی بناء پر عشاء کی نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانے سے روک دے تو اس شخص کے لیے ضروری ہے کہ ماں کی بات نہ مانے۔“

اور پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی آخر الزماں ﷺ سے نقل کردہ روایت ذکر کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے ارادہ کیا کہ میں یہ حکم دوں کہ نماز کی جماعت کھڑی کی جائے، پھر

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب يجب ايتان المسجد على من سمع النداء، رقم: ۶۵۳۔

② سنن ابن ماجه، كتاب المساجد والجماعات، رقم: ۷۹۲۔ سنن ابو داؤد، كتاب الصلاة، باب

التشديد في ترك الجماعة، رقم: ۵۵۲۔ مسند أحمد: ۳/۴۲۳۔ صحیح ابن حزمہ، رقم: ۱۴۸۰۔

مستدرک حاکم ۱/۲۴۶، رقم: ۹۳۸۔ ابن خزیمہ اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے، پھر میں چند لوگوں کو لے کر، جن کے ساتھ لکڑیوں کا بنڈل ہو ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے، پھر میں انہیں ان کے گھروں سمیت آگ لگا کر خاکستر کر دوں۔“^①

مولانا داؤد راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا جس قدر ضروری معلوم ہوتا ہے وہ الفاظ سے ظاہر ہے کہ رسول کریم ﷺ نے تارکین جماعت کے لیے ان کے گھروں کو آگ لگانے تک کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اسی لیے جن علماء نے نماز کو جماعت کے ساتھ فرض قرار دیا ہے، یہ حدیث ان کی اہم دلیل ہے۔ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْحَدِيثُ اسْتَدَلَّ بِهِ الْقَائِلُونَ بِوُجُوبِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ لِأَنَّهَا لَوْ كَانَتْ سُنَّةً لَمْ يَهْدَدْ تَارِكَهَا بِالتَّحْرِيقِ))

”اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل پکڑی ہے جو نماز باجماعت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ محض سنت ہوتی تو اس کے چھوڑنے والے کو آگ میں جلانے کی دھمکی نہ دی جاتی۔“^②

نماز باجماعت کی فضیلت:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفِدِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً))^③

”کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (۲۷) درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب وجوب صلاة الجماعة، رقم: ۶۴۴.

② شرح صحیح بخاری، از داؤد راز دہلوی: ۱ / ۶۱۰.

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، رقم: ۶۴۵.

حافظ ابن تیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَإِنَّ الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ أَكْبَرِ شَعَائِرِ الدِّينِ وَعَلَامَاتِهِ))^①

”مسجد میں نماز پڑھنا دین کے شعائر اور علامات میں سے سب سے بڑھ کر ہے۔“

نماز باجماعت کے شوقین سلف صالحین کے نمونے:

☆ سیّدنا ابن مسیب فرماتے ہیں کہ پچھلے چالیس سالوں سے میری جماعت فوت نہیں ہوئی۔^②

☆ جناب وکیع بن الجراح نے اعمش سے بیان کیا ہے، کہ وہ اعمش ستر (۷۰) سال کے تھے، اور کبھی ان کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی تھی۔^③

☆ جناب اسود رحمہ اللہ سے جب جماعت فوت ہو جاتی تو آپ کسی دوسری مسجد میں تشریف لے جاتے۔ جہاں نماز باجماعت ملنے کا امکان ہوتا۔^④

☆ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما ایک ایسی مسجد میں حاضر ہوئے جہاں نماز ہو چکی تھی۔ آپ نے پھر اذان دی، اقامت کہی اور باجماعت نماز پڑھی۔^⑤

☆ محمد بن المبارک الصوری فرماتے ہیں: جب سعید بن عبدالعزیز کی نماز باجماعت فوت ہو جاتی تھی، تو رونے لگتے تھے۔^⑥

☆ اور امام نافع رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب عشاء کی جماعت فوت ہو جاتی تھی، تو وہ اپنی باقی رات کو زندہ کرتے تھے یعنی باقی رات اللہ

① کتاب الصلوة، ص: ۱۰۵.

② حلیۃ الأولیاء: ۱۶۲ / ۱۲ - سیر أعلام النبلاء: ۲۲۱ / ۴.

③ سیر أعلام النبلاء: ۲۲۸ / ۱۶.

④ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة.

⑤ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة.

⑥ سیر أعلام النبلاء: ۳۴ / ۸.

تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں گزارتے تھے۔^①

☆ بشر بن الحسن البصری رحمہ اللہ کے متعلق آتا ہے کہ انہیں ”صفی“ کہا جاتا تھا، اور ان کا نام ”صفی“ صرف اس لیے رکھا گیا تھا کہ انہوں نے بصرہ کی ایک مسجد میں پچاس (۵۰) سال تک پہلی صف میں بالالتزام نماز ادا کی۔^②

ترکِ جماعت پر وعید:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں مؤذن کو اذان کا حکم دوں، پھر ایک آدمی کو جماعت کرانے کا کہوں، پھر آگ کا ایک شعلہ لے کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز پڑھنے کے لیے نہ نکلے ہوں۔“^③

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کسی بستی یا جنگل میں صرف تین مسلمان ہوں اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کریں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، تم پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا لازم ہے، کیونکہ بھیڑ یا تنہا بکری کو کھا جاتا ہے۔“^④

نماز کے لیے جانے کے آداب:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تم اقامت کی آواز سنو، تو نماز کے لیے سکون اور وقار کے ساتھ چل کر آؤ، جلدی نہ کرو اور جتنی نماز جماعت سے پالو، وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے بعد

① سیر أعلام النبلاء: ۳ / ۲۱۵ - حلیۃ الأولیاء: ۱ / ۳۰۳.

② تہذیب الکمال: ۲ / ۱۱۳ - تہذیب التہذیب: ۱ / ۲۸۲.

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۰۷ - صحیح مسلم، رقم: ۶۵۱.

④ سنن نسائی، کتاب الامامة، رقم: ۸۴۸ - سنن ابوداؤد، رقم: ۵۴۷ - علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے

”حسن“ کہا ہے۔

میں پوری کر لو۔“ ❶

”یاد رکھیے! بندہ جب اپنے گھر سے مسجد کے ارادے سے نکلتا ہے تو وہ اس اللہ تعالیٰ کے دربار میں جاتا ہے، جو زبردست ہے، یکتا ہے، غالب ہے، طاقت ور ہے، بخشش کرنے والا ہے اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، چاہے کہیں بھی ہو، رائی کا ایک دانہ اس سے مخفی ہے نہ اس سے چھوٹا نہ بڑا، ساتوں زمین میں نہ ساتوں آسمان میں، نہ ساتوں سمندروں میں، نہ بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں پر، وہ اللہ کے گھر آتا ہے، اور اللہ کا قصد کرتا ہے، اور اللہ کی طرف رخ کرتا ہے اور اس کے ایسے گھر کی طرف جس کے بارے میں حکم ہے:

﴿ فِي بُيُوتِ أَذْنِ اللَّهِ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۗ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۗ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۗ ﴾ (النور: ۳۶، ۳۷)

”جنہیں بلند کرنے کا اور جن میں اپنے نام کی یاد کا اللہ نے اذن دیا ہے ان میں ایسے لوگ صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں، جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد اور اقامت نماز اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آجائے گی۔“

اس لیے جب آپ گھر سے نکلیں تو غیر معمولی سنجیدگی اور ادب کا مظاہرہ کریں اور دنیاوی حالات اور اس کی مشغولیتوں سے کٹ کر صرف اللہ کے لیے یکسو ہو کر نکلیں، سکینت اور وقار کے ساتھ نکلیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اسی بات کا حکم دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے رغبت و خوف، مسرت و حسرت اور خشوع و خضوع اور پستی و اخبات یعنی تذلل کے جذبات ہمارے اوپر طاری ہوں، اس لیے کہ جتنی زیادہ پستی اور ذلت، خشوع و دناءت یعنی

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۳۶۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۰۳۔

تذلل اور اجابت و انابت کا مظاہرہ ہوگا اتنی ہی ہماری نماز پاکیزہ ہوگی، اسی قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے قبولیت حاصل ہوگی، بندے کا مقام اسی حیثیت سے بلند ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا ہی قرب حاصل ہوگا اور اگر وہ تکبر کرے گا تو اللہ اسے توڑ دے گا، اس کا عمل ردّ کر دے گا اور تکبر کا کوئی عمل اللہ قبول نہیں کرتا۔“^①

✽ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب کوئی شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کی طرف جائے تو وہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں نہ ڈالے، کیونکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔“^②

✽ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

”کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ضرور پڑھ لے۔“^③

✽ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے۔“^④

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تم اللہ کی بندگیوں کو اللہ کی مسجدوں سے منع نہ کرو، جب کہ وہ مسجد میں جائیں تو زیب و زینت اختیار کیے ہوئے نہ ہوں۔“^⑤

① نماز، تالیف امام احمد بن حنبل، تحقیق و تقدیم شیخ محمد حامد الفقی، مقدمہ، صفحہ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲۔

② سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۵۶۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۸۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۴۴۔

④ سنن دارمی، رقم: ۱۳۴۔ صحیح بخاری، رقم: ۵۲۳۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۹۸۷۔

⑤ سنن دارمی، رقم: ۱۳۱۵۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۵۶۵۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

فصل نمبر 14:

نماز میں صف بندی کی فضیلت و اہمیت

ایک ہی صف میں ہوئے صف بستہ شاہ و گدا
کیا عجب یہ منظر الفت دکھاتی ہے نماز
صفیں درست کرنا فرض ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(سَوُّوا صُفُوفَكُمْ ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ) ❶
”تم اپنی صفوں کو برابر کرو۔ پس تحقیق صفوں کا برابر کرنا نماز کے پورا کرنے
میں سے ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث میں ((إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں، اور صحیح مسلم
وغیرہ میں ((مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ)) ”نماز کے مکمل ہونے میں سے“ کے الفاظ ہیں۔ ان ہر
دو الفاظ سے معلوم ہوا کہ صفوں کا ٹیڑھا ہونا، ان کے درمیان خلل ہونا، نقصان کا موجب ہے۔
سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح
سیدھا کراتے، گویا اس کے ساتھ تیر کو سیدھا کیا جائے گا، یہاں تک کہ آپ کو اطمینان ہو گیا
کہ ہم نے اس مسئلہ کو آپ سے خوب سمجھ لیا ہے۔ ایک دن آپ مصعلیٰ پر تشریف لائے، اور
ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا ہے۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے
بندو! اپنی صفوں کو برابر کر لو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔“ ❷
مذکورہ بالا حدیث پاک کی رو سے صفوں کا سیدھا کرنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب إقامة الصف من تمام الصلاة، رقم: ۷۲۳۔ صحیح مسلم،
کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها.....، رقم: ۹۷۵۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۹۷۹۔

صفیں درست نہ کرنے کی سزا:

خبردار! صفیں کج اور ٹیڑھی نہ ہوں کہ صفوں کا ٹیڑھا پن باہمی پھوٹ، اختلافِ قلوب اور باطنی کدورت کا موجب ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((رَضُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَادُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ، كَأَنَّهَا الْحَدْفُ.)) ❶

”سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو، اور صفوں کو قریب قریب رکھو۔ اور گردنیں برابر رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً میں شیطان کو صف کے شگافوں میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں، گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔“

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صف کے اندر تشریف لاتے، ادھر ادھر چکر لگاتے اور ہمارے سینوں اور مونڈھوں کو برابر کرتے، اور ارشاد فرماتے تھے:

((لَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ.)) ❷

”اختلاف نہ کرو وگرنہ تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔“

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”صفوں کو قائم کرو، اور کندھوں کو برابر کرو، اور خلال مت چھوڑو، اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ، اور صفوں کے درمیان شیطان کے لیے جگہ نہ چھوڑو، اور جو صف ملائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ملائے گا، اور جو صف کو کاٹے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو اپنے سے کاٹ دے گا۔“ ❸

❶ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف: ۱ / ۱۹۸، رقم: ۶۶۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح سنن ابو داؤد للالبانی، تفریح ابواب الصفوف، باب تسوية الصفوف: ۱ / ۱۹۷، رقم: ۶۶۴۔

❸ صحیح سنن ابو داؤد، للالبانی، تفریح ابواب الصفوف، باب تسوية الصفوف، رقم: ۶۶۶۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۰۱ / ۳۔

اس حدیث مبارکہ میں صفیں درست نہ کرنے پر سخت وعید ہے۔ اور صفیں اس صورت میں ہی مضبوط ہو سکتی ہیں۔

صفیں درست کرنے کا طریقہ:

جب نمازی اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور قدم کے ساتھ قدم اور ٹخنے سے ٹخنہ ملا کر کھڑا ہو۔ جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((رَأَيْتُ الرَّجُلَ مَنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ .))^①

”میں نے دیکھا کہ ہر آدمی اپنے ساتھ کے کندھے کے ساتھ کندھا ملایا کرتا تھا۔“

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَفَيْمُوا صُفُوفَكُمْ ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَكَانَ أَحَدُنَا

يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ .))^②

”صفیں برابر کر لو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں، اور (نبی ﷺ)

کا یہ فرمان سن کر) ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے

ساتھی کے کندھے سے، اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا تھا۔“

فائدہ: ان احادیث سے کئی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ (۱) یہ کہ نبی کریم ﷺ

صفوں کو سیدھا رکھنے کی بڑی تاکید فرماتے، (۲) دوسرا یہ کہ صفوں کے درست نہ رکھنے سے آپس

میں باہمی محبت کا خاتمہ ہوتا ہے اور اختلافات شروع ہو جاتے ہیں۔ جس کا مظاہرہ مسلمانوں میں

کیا جاسکتا ہے کہ مساجد میں مسلمانوں کا عجیب حال ہے۔ نمازی ایک ایک فٹ دور کھڑے ہوتے

ہیں، اور باہمی قدم مل جانے کو بڑا خطرناک تصور کیا جاتا ہے، اور اس پر ہیز کے لیے خاص اہتمام

کیا جاتا ہے۔ لہذا مسلمانوں میں سے محبت اور اخوت کا خاتمہ ہو چکا، سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا

ہے کہ ہم سب مسلمانوں کو دوبارہ آپس میں محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الزاقل المنكب بالمنكب

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۲۵.

مسلمانوں میں خون باقی نہیں ہے
محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشان، سجدہ بے ذوق
کہ جذب اندروں باقی نہیں ہے

فرشتوں کی طرح صفوں کو درست کرو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالصَّفَّاتِ صَفًّا ۝۱﴾ (الصفات: ۱)

”قسم ہے قطار در قطار صفیں باندھنے والوں کی۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔

قائدہ کہتے ہیں کہ فرشتے آسمانوں میں صفیں باندھے ہوئے ہیں۔^①

امام مسلم نے حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

”ہمیں لوگوں پر تین چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے: (۱) ہماری صفوں کو

فرشتوں کی صفوں کی طرح بنا دیا گیا ہے۔ (۲) اور ساری زمین کو ہمارے لیے

مسجد بنا دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی کو ہمارے لیے ذریعہ

طہارت بنا دیا گیا ہے۔“^②

سیدنا جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

”تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس

صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا: فرشتے اپنے رب کے پاس کس طرح صفیں

① مختصر تفسیر ابن کثیر: ۱۳۵/۵۔ تفسیر الطبری: ۴۱/۲۳۔

② صحیح مسلم، کتاب و باب المساجد و مواضع الصلاة، رقم: ۵۲۲۔

بناتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پہلے اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور وہ صف کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح بناتے ہیں۔“^①

صف بندی کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

☆ امام محمد بن الحسن الشیبانی فرماتے ہیں:

((عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، وَسَوُّوا مَنَاكِبَكُمْ، تَرَاصُوا أَوْ لِيَتَخَلَّلَنَّكُمْ الشَّيْطَانُ كَأَوْلَادِ الْحَذْفِ الْخ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ، لَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَرَكَ الصَّفَّ وَفِيهِ الْخَلْلُ حَتَّى يُسَوُّوا، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى.))^②

”ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: ”صفیں اور شانہ برابر کرو، اور گچ کرو، ایسا نہ ہو کہ شیطان بکری کے بچے کی طرح تمہارے درمیان داخل ہو جائے۔ امام محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم بھی اسی کو لیتے ہیں کہ صف میں خلل چھوڑ دینا لائق نہیں۔ جب تک ان کو درست نہ کر لیا جائے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔“

صفوں کی ترتیب اور مسائل:

✽ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پہلے اول

صف کو پورا کرو، پھر اس کو جو پہلے کے نزدیک ہے۔“^③

✽ امام کے پیچھے وہ مرد کھڑے ہوں جو دینی اعتبار سے زیادہ عقل مند ہیں، تاکہ وہ

بھولنے پر یاد کرا سکیں اور کوئی مشکل پیش آنے پر امام بن سکیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۳۰۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۶۱۔ سنن

النسائی، کتاب الإمامة، رقم: ۸۱۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوات، رقم: ۹۹۲۔

② کتاب الآثار، باب إقامة الصفوف، ص: ۲۶-۲۷۔ طبع مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

③ سنن ابو داؤد، ابواب الصفوف، رقم: ۶۷۱۔ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۱۵۴۶، ۱۵۶۷۔ صحیح

ابن حبان، رقم: ۳۹۰۔ ابن خزيمة، ابن حبان اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ارشاد فرمایا:

”میرے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں جو سب سے زیادہ سمجھ دار اور عقل مند ہیں،

پھر وہ کھڑے ہوں جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔“^①

✽ اگر عورتوں کے لیے الگ انتظام نہ ہو تو، مردوں اور بچوں کے بعد عورتوں کی

صف بنائی جائے گی۔^②

✽ یاد رہے کہ اگر بچے مردوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے،

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تنہا ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی پتا چلا کہ دو آدمیوں کی جماعت

کے وقت امام بائیں طرف، اور مقتدی اس کے دائیں طرف کھڑا ہوگا۔^③

✽ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے اور ایک یتیم لڑکے نے ہمارے گھر میں

نبی کریم ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں تھی۔“^④

✽ ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے اجتناب کیا جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے بچتے تھے۔^⑤
پہلی صف میں کھڑے ہونے کی فضیلت:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں میں ایک

جانب سے دوسری جانب چلتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھوتے جاتے اور فرماتے تھے:

((لَا تَحْتَلِفُوا فَتَحْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ))

① صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۳۲۔

② صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم: ۲۹۴۲۔

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۹۷۔

④ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۲۷۔ صحیح مسلم، رقم: ۶۵۸۔

⑤ سنن ابوداؤد، ابواب الصفوف، رقم: ۶۷۳۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”صف میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔“

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ
الْأُولَى))^①

”بلاشبہ اللہ عزوجل پہلی صفوں والوں پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور اس کے فرشتے ان لوگوں کے لیے دُعائیں کرتے ہیں۔“

صف کے داہنی جانب کھڑے ہونے کی فضیلت:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مِائِمِنِ الصُّفُوفِ .))^②

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ صفوں کے داہنی طرف کھڑے ہونے والے لوگوں پر رحمت نازل کرتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دُعائیں کرتے ہیں۔“



① سنن ابودؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۶۴۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلاة، رقم: ۱۰۰۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۹۳۔ فتح الباری:

۲۱۳/۲۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ اور ابن حجر نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

فصل نمبر 15:

امامت کا بیان

امامت کا حق دار کون ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن اچھی طرح جانتا ہو اور اگر قراءت میں سب برابر ہوں تو پھر وہ امامت کرائے جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ پھر اگر سنت کے علم میں سب برابر ہوں تو امام وہ ہوگا جس نے ہجرت پہلے کی، اگر اس میں بھی وہ سب یکساں ہوں تو پھر جو اسلام پہلے لایا۔ اور بلا اجازت کوئی شخص کسی کی جگہ امامت نہ کرائے اور نہ کسی کے گھر میں صاحب خانہ کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔“^①

بچے کا امامت کرانا:

مندرجہ بالا شرائط چھوٹے سمجھ دار بچے میں پوری ہوں تو اسے امام بنایا جاسکتا ہے۔ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”ہمارے قبیلے میں سب سے زیادہ قرآن مجھے یاد تھا، پس مجھے امام بنایا گیا حالانکہ میری عمر سات سال تھی۔“^②

نا بیٹنے کی امامت:

مذکورہ بالا شرائط کسی معذور آدمی میں ہوں تو اسے امام بنانا چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تھا۔ حالانکہ وہ نابینا تھے۔^③

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۷۳۔

② صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۳۰۲۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۵۹۵۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۷۰۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ اور شیخ البانی نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

غلام کی امامت:

غلام ابھی امامت کرا سکتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین کی ایک جماعت قبا میں اکٹھی ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ ابھی مدینہ تشریف نہیں لائے تھے، تو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام سالم ان کی امامت کراتا تھا۔^①

افضل کی مفضل کے پیچھے نماز:

افضل کا مفضل کے پیچھے یعنی بڑے عالم کا اپنے سے چھوٹے عالم کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے، میں بھی پانی کا برتن اٹھائے ہوئے آپ ﷺ کی معیت میں تھا، جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو ہم نے دیکھا کہ لوگ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت لوگوں کے ساتھ ادا کی، پھر جب عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے دوسری رکعت کھڑے ہو کر ادا کی۔“^②

مقرر امام کی جگہ جماعت کروانا:

کسی مقرر امام کی جگہ اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر جماعت کروانا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَوْمَنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ .))^③

”کوئی شخص کسی کی مقرر کردہ جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر ہرگز امامت نہ کرائے۔“

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۹۲۔

② صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۲۷۴۔ بعد الحدیث: ۴۲۱۔

③ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۷۳۔

امام کے فرائض اور ذمہ داریاں:

۱۔ امام کمزوروں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص لوگوں کی جماعت کرائے، تو اسے مختصر جماعت کرانی چاہیے، کیوں کہ اس

کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔“^①

۲۔ کوئی مسئلہ درپیش ہو تو نماز مختصر کر دینی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ بچے کے رونے کی وجہ سے بھی نماز مختصر کر دیتے تھے۔^②

۳۔ اعتدال و اطمینان کے ساتھ نماز پڑھانی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارکان میں اطمینان نہ کرنے والے شخص سے کہا تھا: ”تیری نماز شمار نہیں ہوئی۔“^③

۴۔ امام نماز سے قبل صفیں درست کرائے اور مقتدیوں کو ترتیب دے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے کیا کرتے تھے۔^④

مردوں کی امامت مرد ہی کرائے:

مردوں کی امامت مرد ہی کرائے۔ چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ان کی نانی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا جو انہوں نے آپ کے لیے تیار کیا تھا۔ آپ نے ان کی ضیافت کا کھانا تناول فرمایا، پھر کہا: ((قَوْمُوا فَلَا صَلَیْ لَكُمْ.)) ”اُٹھو تاکہ میں تمہیں نماز پڑھاؤں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک چٹائی لے آیا جو زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی۔ میں نے اس پر پانی چھڑکا، تو آپ ﷺ اس پر کھڑے ہو گئے۔ میں اور ایک یتیم نے آپ کے پیچھے اور میری بوڑھی نانی نے ہمارے پیچھے صف بنائی۔ آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر آپ تشریف لے گئے۔^④

عورت مردوں کی امامت نہیں کروا سکتی:

عورت مردوں کی جماعت نہیں کروا سکتی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۰۴۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۶۶۔

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۰۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۷۰/۱۹۲۔

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۳۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۹۷۔

④ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۶۵۸۔

”جب کوئی عورت مردوں، عورتوں اور لڑکوں کو نماز پڑھائے تو عورتوں کی نماز تو کفایت کرے گی لیکن، مردوں اور لڑکوں کی نماز کفایت نہیں کرے گی۔ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے مردوں کو عورتوں پر قوام و حاکم بنایا ہے اور عورتیں ولی وغیرہ بننے سے معذور ہیں اور کسی بھی حال میں عورت نماز میں مرد کی امام نہیں بن سکتی۔“^①

علامہ ابو بکر محمد بن احمد الشاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَلَا تَصِحُّ إِمَامَةُ الْمَرْأَةِ لِلرِّجَالِ .))^②

”عورتوں کے لیے مردوں کی امامت کروانا صحیح نہیں ہے۔“

کیا عورت، عورتوں کی جماعت کروا سکتی ہے؟

عورت، عورتوں کی جماعت کروا سکتی ہے۔ چنانچہ سیدہ اُم ورقہ بنت عبد اللہ بن

الحارث بن النخعا کی حدیث میں ہے:

”رسول اللہ ﷺ اس کے گھر میں زیارت کے لیے جاتے تھے اور آپ نے

اس کے لیے ایک مؤذن مقرر کر دیا جو اس کے لیے اذان کہتا۔ اور آپ نے ام

ورقہ بنت النخعا کو حکم دیا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرائے۔ عبد الرحمن بن خلاد

انصاری کہتے ہیں: میں نے اس کے مؤذن کو دیکھا وہ بوڑھا آدمی تھا۔“^③

عورت کی امامت کے حوالے سے یہ بھی یاد رہے کہ سیدہ عائشہ بنت النخعا گھر کی خواتین کو

ان کے درمیان کھڑے ہو کر فرض نماز کی امامت کرواتی تھیں۔^④

① کتاب الأم، إمامة المرأة للرجال: ۱۹۱/۱. ② حلیة العلماء فی معرفة مذاهب الفقہاء: ۱۹۹/۲.

③ سنن أبوداود، باب إمامة النساء، رقم: ۵۹۲۔ صحیح ابن خزیمہ: ۸۹/۳، رقم: ۱۶۷۶۔ منتقی ابن الحارث، رقم: ۳۳۳۔ ابن خزیمہ اور ابن الجارود نے اسے ”صحیح“ اور شیخ البانی نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

④ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۵۰۸۶۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۳۱/۳، رقم: ۵۳۵۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۸۹/۲۔ آثار السنن: ۵۱۴۔ ظفر احمد تھانوی نے اعلاء السنن: ۲۳۳/۴ میں اس کی سند کو ”حسن صحیح“ قرار دیا ہے۔

نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض اور فرض والے کے پیچھے نفل پڑھنا:

نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض اور فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل پڑھنا صحیح ہے۔
 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب معاذ رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے، پھر اپنی قوم میں واپس جا کر انہیں وہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔^①
 مذکورہ حدیث میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نفل پڑھا کرتے اور آپ کے قبیلے والے اپنی فرض نماز پڑھتے تھے، معلوم ہوا نفل پڑھنے والے کی اقتدا میں فرض ادا کرنا درست ہے۔
 اور نفل پڑھنے والے امام کے پیچھے نفل پڑھنے کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک ہے، یعنی آپ نے رات کو نماز شروع کی تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کے ساتھ نماز شروع کر دی۔^②

جناب یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ یزید ان دنوں نوجوان تھے، جب آپ نماز پڑھ چکے تو مسجد میں ایک طرف دو آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ نے انہیں بلوایا۔ انہیں لایا گیا تو ان کے پٹھے لزر رہے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا:

”تمہیں کس چیز نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نماز اپنے پڑاؤ میں پڑھ لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح مت کیا کرو، جب تم میں سے کوئی اپنی منزل میں نماز پڑھ چکا ہو، پھر امام کو پائے کہ اس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تو اس کے ساتھ مل کر پھر نماز پڑھ لے، یہ نماز اس کے لیے نفل ہو جائے گی۔“^③

اس حدیث کی روشنی میں یہ بات پتا چلتی ہے کہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل پڑھنے والے کی اقتداء بھی صحیح ہے۔

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۱۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۶۵۔

② صحیح بخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۱۳۸۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۵۷۵۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس بارے میں حکم یہ ہے کہ یہ نماز صحیح ہوئی۔ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض سفروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ نماز خوف کی دو رکعات پڑھیں اور پھر آپ نے دوسری جماعت کو دو رکعات پڑھائیں تو آپ کی یہ دوسری مرتبہ کی دو رکعات نماز نفل تھیں۔^①

اسی طرح سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی نماز عشاء کے فرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں ادا کرتے تھے اور پھر اپنے محلہ میں جا کر اہل محلہ کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ نماز نفل اور اہل محلہ کی فرض ہوتی تھی۔^②

امام کو لقمہ دینا:

سیدنا مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز پڑھائی تو آیت چھوڑ گئے۔ نماز کے بعد ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! آیت تو اس طرح ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ((هَلَّا أَذْكَرَ تَيْنَهَا.))^③

”تو نے مجھے یاد کیوں نہ کروائی۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور آپ نے اس میں قراءت فرمائی مگر آپ کو کچھ مغالطہ ہو گیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابی رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے:

((أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ؟))^④

”کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے روکا تھا؟ یعنی مجھے آیت کیوں نہیں بتلائی؟“

① سنن ابوداؤد، کتاب صلاة السفر، رقم: ۱۲۴۴۔

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۵، ۷۱۱، ۷۱۰۶۔ فتاویٰ اسلامیہ:

۳۳۹/۱۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۹۰۷۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

④ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۹۰۷۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

کسی کو متنبہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تصفیق کریں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((التَّصْفِيقُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ .))

”سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے اور تصفیق عورتوں کے لیے ہے۔“

اور مسلم کی روایت میں ((فِي الصَّلَاةِ)) ”نماز کے دوران میں“ کی صراحت ہے۔

نوٹ:..... ہتھیلی کو ہتھیلی پر یا ہاتھ کی پشت پر مارنے کو ”تصفیق“ کہتے ہیں۔^①

ایک مسجد میں دو جماعتیں:

ایک مسجد میں جماعت ہو چکی، اور کچھ لوگ بعد میں آئیں تو وہ دوسری جماعت کروا

سکتے ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ایک شخص آیا، اور رسول اللہ ﷺ

نماز پڑھا چکے تھے، آپ نے فرمایا: ”اس شخص پر کون صدقہ کرتا ہے؟“ تو لوگوں میں سے

ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی۔“^②

امام ترمذی فرماتے ہیں: اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تابعین کا یہی قول

ہے کہ ایک مسجد میں دوسری جماعت کروانے میں کوئی حرج نہیں۔ امام احمد اور اسحاق کا بھی

یہی قول ہے۔ (حوالہ ایضاً)

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جب محلے کے امام نے نماز پڑھ لی اور دوسری جماعت حاضر ہوگئی تو ان کے

لیے مستحب ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں۔ یہ قول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ،

عطاء، نخعی، قتادہ اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا ہے۔“^③

① معجم لغة الفقهاء.

② سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۲۲۰۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۵۷۴۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن صحیح“ اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ المغنی: ۱۰/۳.

باب نمبر 4:

نبی کریم ﷺ کا طریقہ نماز

فریاد اے خدایا شیطان سے بچانا
رحمان نام تیرا تو ہی میرا سہارا

قیام:

پچھلے باب میں مذکورہ طریقہ سے جسم اور جگہ کی طہارت حاصل کرنے کے بعد بندہ نماز کا وقت ہو جانے کا اطمینان کر لے اور قبلہ رخ کھڑا ہو جائے۔^①

نماز کی نیت:

جس نماز کی ادائیگی کا ارادہ ہو، فرض ہو یا نفل دل میں اس کی نیت کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ))^②

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

نیت کا محل دل ہے، اور زبان سے نیت کرنا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قطعی ثابت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”الفاظ سے نیت کرنا علماء مسلمین میں سے کسی کے نزدیک بھی مشروع نہیں۔“^③

مزید فرماتے ہیں: ”اگر کوئی انسان سیدنا نوح علیہ السلام کی عمر کے برابر تلاش کرتا رہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے زبان سے نیت کی ہو تو ہرگز کامیاب نہیں ہوگا، سوائے چٹا جھوٹ بولنے کے۔ اگر اس میں خیر و بھلائی ہوتی تو صحابہ

① صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلاة، باب ينزل للمكتوبة، رقم: ۱۰۹۹۔

② صحیح بخاری، کتاب الإیمان والنذور، رقم: ۶۶۸۹۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۹۰۷۔

③ الفتاویٰ الكبرى.

کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے ایسا کرتے اور ہمیں بتا کر جاتے۔“^①

مزید فرماتے ہیں: نیت دل کے ارادے اور قصد کو کہتے ہیں۔ قصد و ارادہ کا مقام دل ہے، زبان نہیں ہے۔^②

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ زبان سے نیت کو بدعت گردانتے ہیں۔^③

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نیت صرف دل کے ارادے کو کہتے ہیں۔^④

مزید فرماتے ہیں: زبان سے نیت کرنا نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ کسی صحابی سے نہ تابعی سے اور نہ ہی ائمہ اربعہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی اور احمد) سے۔^⑤

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الفاظ کے ساتھ نیت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔^⑥

شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی اپنے مکتوب (دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۸۶) میں لکھتے ہیں: ”زبان سے نیت کرنا رسول اللہ ﷺ سے بروایت صحیح اور نہ بروایت ضعیف ثابت ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ زبان سے نیت نہیں کرتے تھے، بلکہ جب اقامت کہتے تو صرف اللہ اکبر کہتے تھے، پس زبان سے نیت بدعت ہے۔“

ابن عابدین حنفی کہتے ہیں: زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔^⑦

ابن ہمام حنفی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک سے بھی زبان کے ساتھ نیت کرنا منقول نہیں۔^⑧

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں: نیت صرف دل کا معاملہ ہے۔^⑨

② الفتاویٰ الكبرى: ۱/۱.

① إغاثة اللہیان: ۱/۶۰۸.

④ شرح المہذب: ۱/۳۵۲.

③ زاد المعاد: ۱/۲۰۱.

⑤ حوالہ ایضاً.

⑥ مرقاة شرح مشکوٰۃ: ۱/۴۱.

⑦ ردّ المختار: ۱/۲۷۹.

⑧ فتح القدیر: ۱/۲۳۲.

⑨ فیض القدیر: ۱/۸.

پھر مندرجہ ذیل کام کرے:

تکبیر تحریمہ:

سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر ”اللہ اکبر“ کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہے۔^①

رفع الیدین:

تکبیر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا کانوں کی لوتک اٹھائے۔^②

رفع الیدین کے اہم مسائل:

۱۔ رفع الیدین کے وقت انگلیاں نارمل حالت میں کھلی ہوں، یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ تو زیادہ ہو اور نہ ہی وہ ملی ہوئی ہوں۔^③

۲۔ رفع الیدین کے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھونا رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

۳۔ کچھ لوگ رفع الیدین کی مقدار میں مرد و عورت کا فرق کرتے ہیں کہ مرد حضرات کانوں تک ہاتھ اٹھائیں گے اور خواتین کندھوں تک۔ یہ بات قطعی درست نہیں ہے، چنانچہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَمْ يَرِدْ مَا يَدُلُّ عَلَى الْفَرْقِ بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي مِقْدَارِ

الرَّفْعِ))^④

① سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوات والسنة فیہا، رقم: ۸۰۳۔ البحر الزخاز: ۱۶۸/۲۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب رفع الیدین فی التکبیرة الأولى مع الإفتاح سواء، رقم: ۷۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۹۰، ۳۹۱۔

③ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی نشر الأصابع عند التکبیر، رقم: ۲۴۰۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۷۵۳۔ مستدرک حاکم: ۱/۲۳۴۔ صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۳۳، ۲۳۴۔ امام حاکم، ابن خزیمہ اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

④ نیل الأوطار: ۲/۲۱۴، بعد حدیث رقم: ۶۷۱۔

”مرد اور عورت کے درمیان ہاتھ اٹھانے کی مقدار کے فرق پر دلالت کرنے والی کوئی حدیث موجود نہیں۔“

سینے پر ہاتھ باندھنا:

پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سینے پر باندھ لے۔ چنانچہ سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((صَلَّىتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيَمْنَى عَلَى الْيُسْرَى عَلَى صَدْرِهِ.)) ❶

”میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ نے اپنے ہاتھ، دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر رکھ کر، سینے پر باندھے۔“

سیدنا ناهلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا۔ ❷
فائدہ:..... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں، ابن سید الناس نے شرح الترمذی میں اور علامہ نبوی حنفی نے آثار السنن (۶۷/۱) میں اس کی حدیث کی سند کو حسن کہا ہے۔

مزید برآں علامہ محدث مبارکپوری رحمہ اللہ نے تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے:

((رُوَاةُ هَذَا الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ وَاسْنَادُهُ مَتَّصِلٌ.))

”اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں، اور اس کی سند متصل ہے۔“

سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ وَوَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ ثُمَّ وَضَعَهُمَا

عَلَى صَدْرِهِ.)) ❸

”انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ

❶ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۴۷۹۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ مسند أحمد: ۲۲۶/۵۔ شیخ شعبان نے اسے ”صحیح لغیرہ“ کہا ہے۔

❸ السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الحيض، باب وضع اليدين على الصدر: ۳۰/۲، رقم: ۲۳۳۶۔ طبقات المحدثين بأصبهان، لأبي الشيخ: ۴۳۲۔ اس کی سند ”حسن“ درجہ کی ہے۔

پر رکھ کر انہیں سینے پر باندھا۔“

طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ

بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ .)) ❶

”نبی اکرم ﷺ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر انہیں سینے پر

باندھا کرتے تھے۔“

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ

الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ .)) ❷

”لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔“

نوٹ: (۱) ”ذراع“ کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک کے حصہ کو کہتے

ہیں۔ (القاموس الوحید: ۵۶۸)

(۲) صحیح بخاری کی اس حدیث پر عمل کیا جائے تو ہاتھ سینے پر ہی باندھے جاسکتے ہیں،

اگر ناف کے نیچے لے جانے کی کوشش بھی کی جائے تو وہ کوشش ناکام ہی ٹھہرے گی۔ الحمد للہ!

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے

بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا، یوں کہ وہ پہنچے اور کلائی پر بھی آ گیا۔ ❸

زیر ناف ہاتھ باندھنے والی روایت کی تحقیق:

زیر ناف ہاتھ باندھنے والی روایت انتہائی ضعیف ہے۔ اسے امام بیہقی اور ابن حجر نے

ضعیف قرار دیا ہے۔ اور امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ: ((متفق علی

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۵۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۷۴۰۔

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۲۷۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ضعفه .))..... ”اس کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے۔“

”علمائے احناف میں سے علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے حاشیہ ہدایہ (۱/ ۱۰۲) میں اور شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر شرح الہدایہ (۱/ ۲۰۱) میں اس سے اتفاق کیا ہے۔ علامہ ابن کحیم حنفی بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں: نماز میں ہاتھ باندھنے کی جگہ متعین کرنے والی کوئی بھی حدیث صحیح ثابت نہیں، سوائے ابن خزیمہ کی روایت کے۔“.....

یہی بات علامہ ابن الحاج نے ”شرح منیۃ المصلی“ میں بیان فرمائی ہے۔
(بحوالہ فتح الغفور)

علاوہ ازیں فقہ حنفی کی ایک اور معتبر کتاب ”شرح وقایہ“ میں بھی صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے کہ ”تحت السرة ہاتھ باندھنا کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ بس حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جب کہ وہ بھی ضعیف ہے۔“

عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق:

یاد رہے کہ عورتوں اور مردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام کہنے تک مردوں اور عورتوں کی نماز کی ہیئت اور شکل ایک ہی ہے۔ یعنی سب کا قیام، رکوع، سجدہ، جلسہ استراحت، قعدہ اور ہر ہر مقام پر پڑھنے کی دعائیں ایک جیسی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک عمومی حدیث ہے:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي .)) ❶

”نماز اسی طرح پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

اس حکم میں مرد و زن سب برابر ہیں۔ لہذا اپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں رفع الیدین کرتے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں اور مرد کانوں تک، عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اور مرد زیر ناف اور عورتیں سجدہ کرتے ہوئے زمین پر کوئی اور ہیئت اختیار کریں

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۲۳۱.

اور مرد کچھ اور دین میں احداث اور بدعت ایجاد کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((مَنْ أَحَدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))^①

”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا جو اس میں پہلے موجود نہیں تھا تو وہ مردود ہے۔“

فائدہ.....: البتہ وہ فروق جو شریعت اسلامیہ نے بیان کیے ہیں، وہ تسلیم کرنا ایک مسلمان کی شان ہے اور وہ یہ ہیں:

✽ مرد ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے، جبکہ عورت ننگے سر نماز نہیں پڑھ سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ))^②

”اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کرتا۔“

✽ غور فرمائیں کہ دورانِ حج مرد حضرات ننگے سر نمازیں پڑھتے ہیں، جب کہ عورتیں اوڑھنیاں لے کر۔

✽ ننگے سر نماز پڑھنے کے متعلق بریلوی مکتب فکر کے بانی احمد رضا خان لکھتے ہیں:

”اگر بانیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔“^③

✽ نماز باجماعت میں مرد حضرات کی صفیں آگے ہوں گی اور خواتین کی پیچھے۔^④

✽ مرد اکیلا صف کے پیچھے کھڑا نماز نہیں پڑھے گا، جبکہ عورت اکیلی ہو تو اس کی تنہا

صف ہو جاتی ہے۔^⑤

① صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۲۶۹۷۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۶۴۱۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۷۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۶۵۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ أحکام شریعت: ۵۴/۱۔ صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم: ۲۹۴۲۔

④ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب المرأة وحدها تکون صفا، رقم: ۷۲۷۔ صحیح مسلم، رقم: ۶۵۸۔

استفتاح کی دعائیں:

تکبیر تحریمہ کے بعد قرأت شروع کرنے سے پہلے دعائے استفتاح پڑھنا مسنون ہے، جو یہ ہے:

۱..... ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ أَسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ.)) ❶

”اے اللہ! تو پاک ہے، تیری ہی تعریف ہے، تیرا نام بابرکت ہے، تیری شان سب سے اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“
۲..... اگرچا ہے تو اس کے علاوہ یہ دعا پڑھے:

((اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالْتَلَجِ وَالْبَرْدِ.)) ❷

”اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسی مشرق و مغرب کے درمیان تو نے دوری کی ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری خطاؤں سے پانی اور برف اور اولے سے دھو دے۔“

۳..... رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک شخص نے کہا:
((اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً

❶ سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ۲۴۳۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، رقم: ۷۷۵-۷۷۶۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم: ۸۰۶۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۲۳۵۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے، اور حافظ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب ما یقول بعد التکبیر، رقم: ۷۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یقال بین تکبیرۃ الإحرام والقراءۃ، رقم: ۵۹۸۔

وَاصِيًّا .))

”اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا اور تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں، بہت زیادہ۔ وہ (شراکت اور ہرعیب) سے پاک ہے۔ اور صبح و شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔“

فضیلت: یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہ اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔“^①

تعوذ:

پھر کوئی ایک تعوذ پڑھیں:

☆ ((اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ))^②

”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔“

☆ ((اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ))^③

”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود کے شر سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔“

نماز اور سورۃ فاتحہ:

پھر سورۃ فاتحہ پڑھیں:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ ۝۱ مَلِكِ يَوْمِ

الدِّيْنِ ۙ ۝۲ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۙ ۝۳ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

المُسْتَقِيْمَ ۙ ۝۴ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام والقراءة، رقم: ۶۰۱۔

② صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۴۶۷۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ سنن ابو داؤد، کتاب الصلوة، رقم: ۷۷۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿٤﴾ ﴿٤﴾

”اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ جو نہایت مہربان بے حد رحم کرنے والا ہے۔ جو مالک ہے روزِ جزا کا۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان لوگوں کا جو گمراہ ہو گئے۔“

فائدہ: سورۃ فاتحہ کے ساتھ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ ضرور پڑھیں، یہ جہراً پڑھنا بھی

ثابت ہے اور سرّاً بھی۔^①

سیدنا عبدالرحمن بن ابز کی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، تو انہوں نے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ جہراً پڑھی۔^②

امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا بیان:

نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، مقتدی امام کے پیچھے چاہے وہ بلند آواز سے قرأت کرے یا نہ کرے سورۃ فاتحہ ضرور پڑھے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(١) ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .))^③

”جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔“

امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث پر یوں باب قائم کرتے ہیں:

((بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ فِي الصَّلَاةِ كُلِّهَا،

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۹۹۔ سنن نسائی، کتاب الافتتاح، رقم: ۹۰۶۔ صحیح ابن

حزیمہ: ۱/۲۴۹، ۲۵۱، رقم: ۴۹۵، ۴۹۹۔

② مصنف ابن شیبہ، رقم: ۷۸۵۷۔ شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/۱۳۷۔

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۹۴۔

فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجَهَرُ فِيهَا وَمَا يَخْفَتُ.))

”باب، سورۃ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر واجب ہے، خواہ امام ہو، منفرد ہو یا مقتدی، حضر میں ہو یا سفر میں، جہری نماز ہو یا سری۔“

مزید برآں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((تَوَاتَرَ الْخَبْرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ أُمَّ

الْقُرْآنِ)) ❶

”رسول اللہ ﷺ سے متواتر حدیث مروی ہے کہ ام القرآن یعنی سورۃ فاتحہ کی قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔“

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اسی مذکورہ حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

((أَيُّ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مُنْفَرِدًا أَوْ إِمَامًا أَوْ مَأْمُومًا سَوَاءً أَسَرَ الْإِمَامُ

أَوْ جَهَرَ)) ❷

”ہر رکعت میں ہر نمازی خواہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی، خواہ امام آہستہ پڑھے یا باواز بلند، فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔“

علامہ کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ تمام نمازوں میں، خواہ امام ہو یا مقتدی، یا اکیلے

سب پر سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔“ ❸

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اہل علم کی ایک جماعت نے مقتدی کے لیے فاتحہ ترک کرنے کے بارے

میں سخت بات کہی ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز کافی نہیں اگرچہ نمازی اکیلا ہو یا

مقتدی۔ اور وہ عبادۃ فی اللہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں اور عبادۃ فی اللہ

❶ جزء القراءة، رقم: ۲۵.

❷ ارشاد الساری: ۴۳۹/۲.

❸ شرح الکرمانی: ۱۲۴/۵.

بھی آنحضرت ﷺ کے بعد امام کے پیچھے پڑھتے تھے اور انہوں نے تاویل کی کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کی کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یہی قول امام شافعی اور اسحاق وغیرہما کا ہے۔^①

حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”یہ حدیث عام ہے، اس میں امام یا مقتدی، یا اکیلے نمازی کے لیے تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ سب کے لیے حکم ہے۔“^②

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ:

((أَخَذْتُ الْقِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمَكْحُولٍ.))^③

”میں نے امام کے ساتھ قراءت کا عمل عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ اور مکحول سے لیا ہے۔“

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نبی ﷺ کے فرمان ”جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں“ میں امام شافعی اور ان کے ہمنواؤں کی دلیل ہے کہ فاتحہ امام، مقتدی اور منفرد کے لیے واجب ہے۔“^④

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ ارکان نماز شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وما ذكره النبي ﷺ بلفظ الركنية لقوله ﷺ لا صلاة إلا بفاتحة الكتاب وقوله ﷺ لا تجزئ صلاة الرجل حتى يقيم ظهره في الركوع والسجود وما سمى الشارع الصلاة به فإنه

① سنن ترمذی مع تحفة الاحوذی: ۲۵۶/۱، ۲۵۷.

② التمهيد: ۴۳/۱۱.

③ التمهيد: ۳۶/۱۱.

④ شرح مسلم: ۱۷۰/۱۰.

تنبیہ بلیغ علی کونہ رکنا فی الصلاة.)) ❶
 ”اور جس کو نبی ﷺ نے لفظ رکن سے ذکر کیا ہو، جیسے آپ نے فرمایا: فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اور آپ کا فرمان ہے کہ آدمی کو نماز کفایت نہیں کرتی جب تک کہ وہ رکوع و سجود میں پیٹھ کو سیدھا نہ کرے۔ اور جسے شارع نے نماز کہا ہو، نماز کے لیے اس کے رکن ہونے پر بڑی بلیغ تنبیہ ہے۔“

اور علامہ خطابی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((قُلْتُ عُمُومٌ هَذَا الْقَوْلُ يَأْتِي عَلَى كُلِّ صَلَاةٍ يُصَلِّيَهَا الْمَرْءُ وَحْدَهُ أَوْ مِنْ وَرَاءِ الْإِمَامِ أَسْرًا أَمَامَهُ الْقِرَاءَةَ أَوْ جَهْرًا بِهَا.)) ❷
 ”میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا عموم ہر اس نماز کو شامل ہے جسے آدمی اکیلے ادا کرتا ہے یا امام کے پیچھے، اس کا امام قراءت سری کر رہا ہو یا جہری۔“

پس معلوم ہوا کہ جو بھی نمازی خواہ وہ امام ہو یا مقتدی، منفرد ہو یا جماعت کے ساتھ، اگر سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک صوفی بزرگ خواجہ نظام الدین اولیاء امام کے پیچھے آہستہ قرأت کرتے تھے، تو ان کے کسی مرید نے انہیں ایک روایت پیش کی کہ امام کے پیچھے قراءت کرنے والے کے منہ میں آگ کا انکار رکھا جائے گا۔ تو انہوں نے فرمایا:

”قَدْ صَحَّ عَنْهُ ﷺ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.“ ❸
 ”رسول کریم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ جس شخص نے سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔“

جمہور علماء اسی کے قائل ہیں۔ بلکہ نماز میں فاتحہ کی رکیت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

❶ حجة الله البالغة: ۴/۲.

❷ إعلام الحديث في شرح صحيح البخاري: ۱/۵۰۰.

❸ نزہة الخواطر: ۲/۱۲۹.

((ولم يحفظ أنه كان في الإسلام صلاة بغير الفاتحة ذكره

ابن عطية وغيره .)) ❶

”یہ بات کبھی ذکر میں نہیں آئی کہ اسلام میں فاتحہ کے بغیر بھی نماز پڑھی گئی ہو۔“

(۲) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .)) ❷

”جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے، اسے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔“

(۳) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ

کے پیچھے تھے، آپ نے قرآن پڑھا، پس آپ پر پڑھنا بھاری ہو گیا۔ جب نماز سے فارغ

ہوئے تو فرمایا: ”شاید تم اپنے امام کے پیچھے پڑھا کرتے ہو؟“ ہم نے کہا: ہاں! اے اللہ

کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھا کرو، کیونکہ اس شخص کی

نماز نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔“ ❸

(۴) مزید برآں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے صحابہ سے فرمایا: کیا تم میرے ساتھ قرأت کرتے ہو؟ تو صحابہ کرام نے کہا: جی ہاں!

آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو کیونکہ جو شخص اس کو نہیں پڑھتا اس

کی نماز ہی نہیں۔ ❹

فائدہ: سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے کے قائل و فاعل تھے، آپ سے

فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کیونکہ ((لا صَلَاةَ اِلَّا بِهَا))

❶ الاتقان : ۱/۱۲۱۔

❷ مسند الشاميين، رقم: ۲۹۱۔ پیشی جرح اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام راوی ”ثقة“ ہیں۔

❸ سنن أبو داود، کتاب الصلاة، رقم: ۸۲۳۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۳۱۱۔ صحیح ابن

خزیمہ، رقم: ۱۵۸۱۔ صحیح ابن حبان ۴۶۰، ۴۶۱۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❹ کتاب القراءة للبيهقي۔ امام بیہقی اور ضیاء المقدسی نے اس کو ”صحیح“ اور امام دارقطنی نے ”حسن“ کہا ہے۔

”اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔“^①

گویا حدیث کے راوی سیدنا عبادۃ بنی اللہؓ اس عمومی حکم کو مقتدی کے لیے بھی سمجھتے تھے۔ پس جن لوگوں نے اس کو منفرد کے لیے خاص کر رکھا ہے، وہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((هُذَا عُمُومٌ لَا يَجُوزُ تَخْصِيصُهُ إِلَّا بِدَلِيلٍ .))

”یہ حدیث عام ہے، اس کو بلا دلیل منفرد کے لیے مخصوص کرنا درست نہیں۔“^② امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”عبادۃ بنی اللہؓ کا مشہور مذہب فاتحہ خلف الامام ہے۔“^③

مولانا سرفراز صفدر دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

”یہ بالکل صحیح سند کے ساتھ ہے کہ حضرت عبادہ بنی اللہؓ امام کے پیچھے پڑھتے

تھے۔ ان کی یہی تحقیق اور شعار و مذہب ہے۔“^④

لانفی جنس یا لانفی کمال:

مذکورہ حدیث میں ”لا“، نفس جنس کا ہے نہ کہ ”لا“، نفی کمال کا۔ یہ اصول مسلم ہے کہ لانفی جنس کی خبر جب محذوف ہو تو اس میں وجود کی نفی مراد ہوتی ہے۔ الا یہ کہ کوئی قرینہ صارفہ موجود ہو۔ حنفی علماء میں سے مولانا عبدالحی لکھنوی، علامہ ابوالحسن سندھی اور علامہ ابن الہمام وغیرہ نے یہاں لانفی جنس یعنی وجود کی نفی ہی مراد لی ہے۔ اور جن لوگوں نے خواہ مخواہ لانفی کمال بنانے کی کوشش کی ہے، ان کا خوب رد کیا ہے۔

(۵) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① السنن الكبرى للبيهقي: ۱۶۸/۲ - التمهيد: ۳۹/۱۱.

② معالم السنن: ۳۸۹/۱ مع مختصر المنذرى.

③ السنن الكبرى: ۱۶۸/۲.

④ احسن الكلام: ۱۴۲/۲، طبع: ۲.

((وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ .))^①

”تم صرف سورہ فاتحہ دل میں پڑھا کرو۔“

(۶) اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی، پس وہ نماز

”خداج“ ناقص ہے، ناقص ہے، پوری نہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں پھر بھی پڑھیں؟ تو

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (ہاں!) تو اس کو دل میں پڑھو۔ اس لیے کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”میں نے نماز کو اپنے اور اپنے

بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے اور میں بندے کا سوال پورا کرتا ہوں، جب میرا بندہ

”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے

نے میری حمد بیان کی ہے اور جب بندہ ”الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے، میرے بندے نے میری ثنا بیان کی ہے۔ جب بندہ ”مَلِكِ يَوْمِ

الدِّينِ“ کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعظیم کی ہے۔

جب بندہ ”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے

اور میرے بندے کے درمیان ہے، اور میرے بندے کے لیے ہے جو بھی اس نے

سوال کیا۔ اور جب بندہ کہتا ہے: ”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ

أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے، یہ میرے بندے کے لیے خاص ہے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے

سوال کیا۔“^②

فاتحہ..... امام بخاری رحمہ اللہ نے ”جزء القراءة“ میں لغت کے امام ابو عبیدہ رحمہ اللہ

① صحیح ابن حبان، رقم: ۱۸۴۴۔ جزء القراءة، للبخاری، رقم: ۵۶۔ السنن الكبرى للبيهقي،

رقم: ۲۷۵۔ التلخيص الحبير، رقم: ۸۷۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ اور ابن حجر نے ”حسن“ کہا ہے۔

② صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب القراءة في كل ركعة، رقم: ۳۹۵۔

سے ”خِدَاج“ کا معنی نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ”خِدَاجُ النَّاقَةِ“ اس وقت بولا جاتا ہے، جب اونٹنی بچے کو وقت سے پہلے مردہ حالت میں گرا دے اور ایسے مردہ بچے سے کوئی نفع نہیں حاصل کیا جاسکتا۔“

صحیح ابن خزیمہ میں الفاظ یوں ہیں:

”لَا تُجْزِي صَلَاةً لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .“ ❶

”جس نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ کفایت نہیں کرتی۔“

پس واضح معلوم ہو گیا کہ سورہ کے بغیر پڑھی گئی نماز بے سود اور بے فائدہ ہے۔

(۷) مفسر قرآن سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

”إِقْرَأْ خَلْفَ الْإِمَامِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ .“ ❷

”امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھو۔“

فائدہ: اقوال صحابہ بھی تفسیر قرآن میں حجت ہیں، کیونکہ یہ پاکیزہ ہستیاں ایک تو یہ کہ قرآن حکیم کے نزول کے حالات سے اچھی طرح باخبر اور قرآن حکیم کے اولین مخاطب تھیں۔ اور دوسرے یہ کہ انھیں رحمت دو عالم ﷺ کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل ہوا اور آپ کی شاگردی نصیب ہوئی۔ ظاہر ہے کہ نبی رحمت ﷺ کے براہ راست شاگرد قرآن فہمی کی دولت سے بقیہ امت کی نسبت کہیں زیادہ مالا مال تھے۔ اور پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو وہ عظیم صحابی ہیں کہ جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی یہ دُعا بھی موجود ہے:

((اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ .)) ❸

❶ صحیح ابن خزیمہ: ۱/ ۲۴۸، رقم: ۴۹۰۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ کتاب القراءة، للبيهقي ص: ۷۷، وفي السنن الكبرى: ۱۶۹/۴۔ امام بیہقی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۷۵۔

”اے اللہ! اسے کتاب کی تفسیر کا علم سکھا دے۔“

اور یہ دعا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں مقبول ٹھہری کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس اُمت کا عظیم مفسر قرآن بنایا۔ پس اگر سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرأت خلف الامام کا حکم دیا ہے تو یہ سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔

(۸) خلیفہ راشد امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے یزید بن شریک نے فاتحہ خلف الامام کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تم سورۃ فاتحہ پڑھا کرو۔

اُس نے کہا: اگر آپ قرأت جہر کر رہے ہوں تو؟ انہوں نے فرمایا: اگرچہ میں جہر سے پڑھ رہا ہوں تو بھی؟^①

(۹) سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔^②

(۱۰) ابو نصرۃ منذر بن مالک نے حدیث بیان کی: کہا: میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قراءت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے۔^③

قراءۃ فاتحہ خلف الامام کے متعلق اقوال تابعین وائمہ رحمۃ اللہ علیہم:

✽ سعید بن جبیر (شاگرد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) نے اس سوال (کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں؟) کا جواب دیا کہ جی ہاں! اور اگرچہ تو اس کی قرأت سن رہا ہو۔^④

① مستدرک حاکم: ۲۳۹/۱۔ حاکم اور دارقطنی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② جزء القراءۃ للبخاری: ۵۲۔

③ جزء القراءۃ: ۱۰۵۔ کتاب القراءۃ للبيهقي: ۲۲۴۔ الكامل لابن عدی: ۱۰۳۷/۴۔

④ جزء القراءۃ: ۲۷۳۔

- دوسری روایت میں فرمایا: کہ ضروری ہے کہ تو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے۔ ❶
- ❧ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ امام کے پیچھے ہر نماز میں سورۃ فاتحہ اپنے دل میں پڑھو۔ ❷
- ❧ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جہری نمازوں میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ ❸
- ❧ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر رکعت میں امام، مقتدی اور منفرد سب کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ خواہ سری نماز ہو یا جہری ہو، فرض ہو یا نفلی۔

(بحوالہ فقہ الحدیث: ۱/۳۸۶)

- ❧ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح حاصل ہے۔
- (تفسیر قرطبی: ۱/۱۱۹)

- ❧ امام خطابی رحمہ اللہ کے نزدیک امام کے پیچھے فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔ خواہ امام جہری قرأت کرتا ہو یا سری۔ (معالم السنن: ۱/۴۰۵)
- ❧ امام شوکانی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ: حق یہی ہے کہ امام کے پیچھے قرأت فاتحہ واجب ہے۔ (نیل الأوطار: ۱/۳۹)

- ❧ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے فرمایا: کسی مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت مروی نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی حدیث ہے تو یا اس کی کوئی اصل نہیں یا وہ صحیح نہیں ہے۔ (التعلیق لمجد، ص: ۱۰۱)

- ❧ ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک امام اور مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔
- (المحلی: ۲/۲۶۵)

❶ مصنف عبدالرزاق، رقم: ۲۷۸۹۔ کتاب القراءۃ للبیہقی، رقم: ۲۳۷۔ جزء القراءۃ، ص: ۲۹۔ توضیح الکلام: ۱/۵۳۰۔

❷ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۷۶۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۱۷۱۔ کتاب القراءۃ للبیہقی: ۲۴۲۔

❸ کتاب القراءۃ للبیہقی: ۲۴۷۔

سورۃ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے کے دلائل اور ان کا تجزیہ

پہلی دلیل:

مقتدی امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہ پڑھے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الأعراف: ۲۰۴)

”اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اس کو غور سے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

جواب: اس آیت سے سورۃ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے پر استدلال غلط ہے۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں: ”میرے نزدیک ﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا﴾ ”جب قرآن مجید پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو“، تبلیغ پر محمول ہے، اس جگہ قراءت فی الصلوٰۃ مراد نہیں، سیاق سے یہی معلوم ہوتا ہے۔“^①

تھانوی صاحب کے شاگرد مولانا عبدالماجد دریا آبادی رقم طراز ہیں: ”حکم کے مخاطب ظاہر ہے کہ کفار و منکرین ہیں اور مقصود اصلی یہ ہے کہ جب قرآن بہ غرض تبلیغ وغیرہ پڑھ کر تم کو سنایا جائے تو اسے توجہ اور خاموشی سے سنو، تاکہ اس کا معجزہ ہونا اور اس کی تعلیمات کی خوبیاں تمہاری سمجھ میں آجائیں اور تم ایمان لا کر مستحق رحمت ہو جاؤ۔ اصل حکم تو اسی قدر تھا لیکن علمائے حنفیہ نے اس کے مفہوم میں توسیع پیدا کر کے اس سے حالت نماز میں مقتدی کے لیے قرآنی سورۃ فاتحہ کی ممانعت بھی نکالی ہے۔“^②

① الکلام الحسن، ملفوظات تھانوی صاحب: ۲/۲۱۲، طبع مکتبہ اشرفیہ لاہور، مرتب بانی جامعہ اشرفیہ مفتی محمد حسن صاحب

مرحوم۔

② تفسیر ماجدی: ۳۷۳، حاشیہ نمبر: ۲۹۹، طبع تاج کتبانی لاہور و کراچی۔

﴿وَإِذَا قَرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا﴾ مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے اور سلام کا جواب دے لیا کرتے تھے، نماز میں کلام کرنا تو مدینہ میں آ کر منسوخ ہوا، جب سورہ بقرہ کی آیت ﴿قَوْمُوا لِلَّهِ قَنِينَ﴾ نازل ہوئی۔ جب سورہ اعراف کی اس آیت کریمہ نے نماز میں کلام اور سلام کرنے سے نہیں منع کیا تو پھر سورہ فاتحہ پڑھنے سے کیسے روکتی ہے۔ یاد رہے کہ نماز میں کلام کے مدینہ میں منسوخ ہونے کا موقف حنفی حضرات نے بھی تسلیم کیا ہے۔^①

شیخ العرب والجم سید علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشد رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

﴿وَإِذَا قَرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾^(۲۰۳)

”جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ ہی اس کو ان سب سے زیادہ جانتے تھے، اپنی زندگی میں اپنے قول و فعل سے اس کی تفسیر کرتے رہے اور آپ ﷺ ہی نے یہ حکم دیا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی جائے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ اگر قرآن کریم میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکا گیا ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی اس کے پڑھنے کا حکم نہ دیتے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی قرآن کے خلاف کوئی حکم نہیں دیا اور آپ ﷺ نے ہی قرآن پر صحیح عمل کرنے کا طریقہ سکھایا ہے اور یہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے اس لیے اس طرح آیت اور صحیح احادیث کا آپس میں ٹکرانا عقیدے کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو تمام مسائل قرآن اور احادیث کی روشنی میں سمجھنے چاہئیں۔ اسی وجہ سے امیر

① احسن الکلام: ۱/۱۹۴۔ شرح مسلم از غلام رسول سعیدی: ۲/۹۶۔ طحاوی: ۱/۳۰۴، کتاب الصلاة، باب الکلام فی الصلاة.

المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کچھ لوگ تمہیں قرآن سے دلیل پیش کر کے شبہات پیدا کر کے جھگڑیں گے۔ پس تم ان کو حدیث سے پکڑنا، مواخذہ کرنا۔ ”فإن اصحاب السنن اعلم بكتاب الله“ اس لیے کہ حدیث والے (اہل حدیث) ہی قرآن کو اچھی طرح جانتے ہیں۔^①

اس کے لیے مضمون خود بتا رہا ہے کہ اس آیت کا اس مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن کریم میں سیاق اس طرح ہے:

﴿وَإِذَا لَمْ تَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُؤْتِي
إِلَىٰ مِنْ رَبِّي هَذَا بَصَافًا مِّنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٠﴾
وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٤١﴾﴾

(الاعراف: ٤٠ تا ٤١)

ان آیات کا ترجمہ علامہ تاج محمد مروئی نے اس طرح کیا ہے۔

”اور (اے پیغمبر!) جب تو ان کے پاس کوئی آیت لاتا ہے (تو) کہتے ہیں کہ (اپنی طرف سے) کیوں نہیں بناتا؟ کہہ دے کہ جو کچھ میری طرف اپنے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اس کے علاوہ (کسی اور کی) تابعداری نہیں کرتا۔ یہ قرآن ہمارے رب کی طرف سے روشنی اور ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو مانتی ہے اور جب قرآن پڑھا جائے (تو) اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اسی طرح مولوی محمد عثمان نورنگ زادہ کی تفسیر تنویر الایمان میں بھی ہے۔

ناظرین! اب اس ترجمہ پر غور کریں کہ یہ کفار کا مطالبہ ہے جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو یہ کہنے کا حکم دیتا ہے کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ اس حکم کا پابند ہوں جو وحی کے ذریعے میری طرف آتا ہے اور یہ قرآن میرے رب کی طرف سے

① سنن دارمی، رقم: ٤٧٨.

آیا ہے جس میں تمہارے لیے روشنی اور رہنمائی ہے خاص کر مومنوں اور ماننے والوں کے لیے رحمت ہے اس لیے تم اس کو خاموشی سے سنو تا کہ تمہارے لیے بھی رحمت بن جائے یعنی وہ وعظ اور دورانِ خطبہ شور مچاتے تھے اور ان کے بڑوں کی اپنے زیر دستوں کو یہ تعلیم تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں (دوسری جگہ) فرمایا گیا ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (حم السجده: ۲۶)

”اور کفار نے کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھنے کے دوران شور کرو تا کہ تم غالب ہو جاؤ۔“ (ترجمہ امروٹی، صفحہ: ۵۷۳)

یعنی دورانِ خطبہ کفار کو شور کرنے سے روکا گیا۔ امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۳-۱۰۵ میں اس بارے میں تفصیلی تقریر کی ہے۔ اور فرماتے ہیں:

”اسی طرح قرآن کریم کے مضمون کی اچھی ترتیب اس کو فائدہ مند بنانے والی ہے اور اس کو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے روکنے کی دلیل بنانے سے مضمون کا سلسلے وار ہونا اور ترتیب نہیں رہے گی۔“^۱

دوسری دلیل:

مسلم، ابن ماجہ، طحاوی اور نسائی میں روایت ہے کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے، جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو، اور جب قرأت کرے تو خاموش رہو۔ ”وَإِذَا قُرَأَ فَانصِتُوا۔“

جواب: ”أولاً:“ انصت“ آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں۔ جیسا کہ ”وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ“ کے عموم کے اعتبار سے خطبہ سننا چاہیے۔ چنانچہ المہسوط السرخسی: ۲/۲۸ میں ہے:

”ولا ينبغی للقوم ان يتكلموا والايمام يخطب لبقوله تعالى:

﴿ فاستمعوا له وانصتوا ﴾ .“

۱ فاتحہ خلف الإمام، ص: ۴۳-۴۵۔ طبع جمعیت اہل حدیث سندھ۔

امام کے خطبہ کے وقت لوگوں کا باہم بات کرنا مناسب نہیں، اس لیے کہ اللہ کا فرمان ہے: ”سنو اور خاموش رہو۔“ جب کہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْنَا وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ کی رو سے محمد ﷺ کا نام سن کر درود پڑھنے کا حکم ہے۔ تو علمائے حنفیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ درود آہستہ پڑھ لو۔ پس معلوم ہوا کہ آہستہ پڑھنا ”انصات“ کے منافی نہیں۔ تفصیل دیکھیں: کفایہ: ۱/ ۲۹۹۔ فتح القدیر لابن الہمام: ۲/ ۳۸۔ البناية للعيني: ۲/ ۳۷۹، ۳۸۰۔ رمز الحقائق شرح كنز الدقائق: ۴۵: قديم: ۱/ ۲۷، جديد۔ شرح وقاية: ۷۵۔ الهداية: ۱/ ۱۲۱۔ جب درود شریف پڑھا جا سکتا ہے تو فاتحہ پڑھنے میں کیا حرج و ممانعت ہے؟

علامہ طاہر حنفی بھی انصات کا معنی ”سکوت“ کرتے ہیں اور سکوت سے مراد آہستہ پڑھنا لیتے ہیں۔ دلیل کے طور پر ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ”مَا تَقُولُ بَيْنَ اسْكَاتِكَ“. الخ یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد جب آپ چپ ہوتے کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ..... الخ پڑھتا ہوں۔“ ❶

معلوم ہوا کہ انصات ”چپ رہنا“ جہر کے منافی ہے، آہستہ پڑھنے کے منافی نہیں۔
ثانیاً: حنفی حضرات تو سری نمازوں میں بھی قرأت خلف الامام کے قائل نہیں ہیں، اور جو یہ پڑھتے ہیں وہ احتیاطاً پڑھتے ہیں۔ (غیث الغمام، ص: ۱۵۶) حالانکہ ان سری نمازوں میں امام اونچی آواز سے قرأت نہیں کر رہا ہوتا کہ جس بنیاد پر قرأت کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ منطق سمجھ سے باہر ہے۔ یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کو امام شافعی، مالک، احمد، ابن حجر اور ابن قدامہ اور ابن حزم رحمہم وغیرہ نماز کا رکن قرار دیتے ہیں۔

تیسری دلیل:

❶ جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے گا۔ ❷

❶ مجمع البحار: ۲/ ۱۲۵۔ ❷ یہ روایت موضوع ہے۔ دیکھیں: موضوع اور منکر روایات: ۵۹۔

❁ ”جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اس کی نماز نہیں ہوگی۔“ ❶

جواب: مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رقم طراز ہیں:

((اِنَّهٗ لَمْ يُرَوْ فِی حَدِیْثٍ مَّرْفُوعٍ صَحِیْحِ النَّهْیِ عَنِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ وَكُلُّ مَا ذَكَرُوهُ مَرْفُوعًا فِیْهِ اِمَّا لَا اَصْلَ لَهُ وَاِمَّا لَا یَصِحُّ)) (التعلیق الممجد، ص: ۱۰۱)

”کسی بھی مرفوع حدیث میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت وارد نہیں ہوئی، اس بارے میں حنفی علماء نے جو بھی مرفوع روایت ذکر کی ہے وہ یا تو بے اصل ہے یا صحیح نہیں ہے۔“

آمین کہنے کا مسئلہ:

سورہ فاتحہ کے ختم ہونے کے بعد آمین کہے۔ اور جب امام جبری نماز کی امامت کر رہا ہو، وہ باواز بلند آمین کہے اور اسی طرح مقتدی بھی۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پھر آپ نے بلند آواز سے آمین کہی۔ ❷

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب رسول اللہ ﷺ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو آپ نے بلند آواز سے آمین کہی کہ میں نے سنی اور میں آپ کے پیچھے صف میں کھڑا تھا۔“ ❸

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھتے تو کہتے: آمین۔ اس قدر اونچی آواز سے کہ پہلی صف میں

❶ یہ روایت باطل ہے۔ دیکھیں: موضوع اور منکر روایات: ۶۰۔

❷ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۴۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۸۵۵۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۹۳۲۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ سنن نسائی، کتاب الإفتتاح، رقم: ۹۳۲۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

آپ کے ارد گرد کے لوگ سن لیتے۔^①

حجیہ بن عدی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے جب ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا تو آمین کہی۔^②

ابن ام الحسین اپنی دادی ام الحسین سے بیان کرتے ہیں: کہ میں نبی کریم ﷺ کو ﴿مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا، پس آپ نے قراءت کی حتیٰ کہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پر پہنچ گئے، تو کہا: آمین۔^③

دو صحابہ میں ”آمین بالجہر“ کا ثبوت:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، اور ان کے مقتدی اتنی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔^④

فوائد: (۱) اس حدیث پر امام بخاری نے باب قائم کیا ہے۔ ”باب جہر الإمام بالتأین“، ”امام کے آمین بالجہر کا بیان“، گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اثر سے آمین بالجہر کا اثبات کیا ہے۔

(۲) یہ حدیث موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے۔ اور یہ اصول مسلم ہے کہ جب موقوف مرفوع کے حکم میں ہو، تو وہ مرفوع کی طرح حجت اور دلیل قطعی ہوتی ہے۔^⑤

نعیم بن مجمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی..... وہ جب ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ تک پہنچے تو انھوں نے آمین کہا اور ان کے پیچھے لوگوں نے آمین کہی۔ پھر انھوں نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں نے تمہیں

① سنن الکبریٰ، للبیہقی: ۵۸/۲، صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۵۷۱۔ صحیح ابن حبان: ۴۶۲۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، باب الجہر بالتأین، رقم: ۸۸۴۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ معجم أبو یعلیٰ، ص: ۲۵۱، ۲۵۲، رقم: ۳۱۳۔ یہ حدیث حسن ہے۔

④ صحیح بخاری: معلقاً، باب جہر الأمام بالتأین۔ مصنف عبدالرزاق: ۹۶/۲۔

⑤ تیسیر مصطلح الحدیث، ص: ۱۲۵-۱۲۶، طبع مکتبہ قدوسیہ۔

رسول اللہ ﷺ والی نماز پڑھائی ہے۔“^①

جناب عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ امام جب ﴿وَالصَّالِّينَ﴾ کہتا تو لوگوں کے آئین کہنے کی وجہ سے مسجد گونج جاتی۔^② امام نافع، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، کہ جب وہ امام کے ساتھ نماز پڑھتے، سورہ فاتحہ پڑھتے، پھر لوگ آئین کہتے، تو آپ بھی آئین کہتے، اور اسے سنت قرار دیتے۔^③

امام بیہقی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما امام ہوتے یا مقتدی، دونوں صورتوں میں آئین باواز بلند

کہتے تھے۔“^④

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا حَسَدَتْكُمْ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ ، مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ
وَالتَّامِينَ .))^⑤

”یہود نے تمہارے ساتھ کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کیا، جتنا سلام اور آئین پر حسد کیا۔“

ائمہ اور اہل علم سے آئین بالجہر کا ثبوت:

امام ترمذی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ امام شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق رضی اللہ عنہم آئین بالجہر کے قائل ہیں۔

① مسند أحمد: ۲/۴۹۷۔ صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۲۳، ۲۲۴، رقم: ۴۹۹۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۱۷۹۷-۱۸۰۱۔ مستدرک حاکم: ۱/۲۳۲۔ سنن دارقطنی: ۱/۳۰۶، رقم: ۲۴۵۱۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/۵۸، رقم: ۱۱۵۵۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، ذہبی، دارقطنی، بیہقی اور شیخ شعب نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۸۷۔

③ صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۸۷، رقم: ۵۷۲۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

④ السنن الکبریٰ: ۲/۵۹۔

⑤ سنن ابن ماجہ، بالجہر بالتأمین، رقم: ۸۵۶۔ الترغیب والترہیب: ۱/۳۲۸۔ علامہ منذری، بیوری اور محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا امام بلند آواز سے آمین کہے، انہوں نے کہا: ہاں! اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ سب بھی بلند آواز سے آمین کہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے کہا: اہل علم ہمیشہ اسی آمین بالجہر کے اوپر کار بند رہے ہیں۔^①

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد کی شہادت:

امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے دو سو (۲۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ کہتا، تو سب لوگ بلند آواز سے ”آمین“ کہتے۔“^②

فائدہ:..... ہم نے عرب حنفی حضرات کو قائلین رفع الیدین اور باواز بلند آمین کہتے ہوئے پایا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ آج امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آخری آرام گاہ کے پاس بھی نمازی باواز بلند آمین کہتے ہیں۔

آمین بالجہر کہنے کی فضیلت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينَهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ
عَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .))^③

”جب امام ”آمین“ کہے تو تم بھی آمین کہو (اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں) تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی اس کے تمام سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

فائدہ:..... ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ”اس حدیث سے

① تحفة الاحوذی: ۳۰۹/۱.

② السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۹۵/۲، رقم: ۲۴۵۵۔ کتاب الثقات لابن حبان: ۶/۲۶۵، تحت ترجمہ خالد بن ابی نوف.

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان رقم: ۷۸۰۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۱۰۔ صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصلاة: ۱/۲۲۵۔ ۲۵۶، رقم: ۵۷۰۱.

ثابت ہوا کہ امام بلند آواز سے آمین کہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم اس صورت میں دے سکتے ہیں، جب مقتدی کو معلوم ہو کہ امام آمین کہہ رہا ہے۔ کوئی عالم تصور بھی نہیں کر سکتا کہ رسول اللہ ﷺ مقتدی کو امام کی آمین کے ساتھ آمین کہنے کا حکم دیں، جب کہ وہ اپنے امام کی آمین سن ہی نہ سکے۔“^①

نماز کی مسنون قرأت:

پھر قرآن میں سے جو آسان لگے اور یاد ہو پڑھے۔ ہم آپ کی سہولت کے لیے چند ایک سورتیں لکھتے ہیں:

سورة الاخلاص مكية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۝۳ وَ لَمْ يُولَدْ ۝۴﴾

﴿لَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۵﴾

”آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

سورة اخلاص کی فضیلت:

ایک انصاری صحابی، مسجد قباء میں امامت کراتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھنے سے پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (یعنی سورۃ اخلاص) تلاوت فرماتے، ہر رکعت میں اسی طرح کرتے۔ مقتدیوں نے امام سے کہا کہ آپ پہلے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت کرتے ہیں، پھر بعد میں دوسری سورۃ ملاتے ہیں، کیا ایک سورت تلاوت کے لیے کافی نہیں؟ اگر اللہ اَحَدٌ کی تلاوت نہیں تو اس کو چھوڑ دیں اور دوسری سورت کی تلاوت کیا کریں۔ امام نے جواب دیا: میں ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں مسئلہ

① مذکورہ حدیث کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

پیش کیا، تو نبی کائنات ﷺ نے اُس امام سے کہا کہ ”تم مقتدیوں کی بات کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ اس سورۃ کو ہر رکعت میں کیوں لازمی پڑھتے ہو؟“ تو اس نے کہا: مجھے اس سورت کے ساتھ محبت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس سورت کے ساتھ تیری محبت تجھے جنت میں داخل کرے گی۔“ ❶

سُورَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ❶ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ❷ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ❸ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثِثِ فِي الْعُقَدِ ❹ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ❺﴾

”اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، تمام مخلوقات کی شر سے، اور رات کی برائی سے جب اس کی بھیانک تاریکی ہر جگہ داخل ہو جاتی ہے۔ اور ان جادوگر عورتوں سے جو دھاگے پر جادو پڑھ کر پھونکتی ہیں اور گرہیں ڈالتی ہیں۔ اور حاسد کے حسد سے جب وہ اپنا حسد ظاہر کرتا ہے۔“

سُورَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ❶ مَلِكِ النَّاسِ ❷ اِلٰهِ النَّاسِ ❸ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ❹ الَّذِي يُّوسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ ❺ مِنَ الْخَبْثَةِ وَالنَّاسِ ❻﴾

”اے میرے نبی! آپ کہہ دیجیے، میں انسانوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں،

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الجمع بین السورتین فی الركعة، تعلیقاً۔ سنن ترمذی، ابواب

انسانوں کے حقیقی بادشاہ کی پناہ میں، انسانوں کے تنہا معبود کی پناہ میں، وسوسہ پیدا کرنے والے، چھپ جانے والے شیطان کے شر سے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔“

قرأت کے حکام و مسائل:

۱: قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝۴﴾ (المزمل: ۴)

”اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔“

۲: ہر آیت پر وقف کیا جائے۔^①

۳: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پر اکتفا کرنا، اور فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورت کی تلاوت کرنا دونوں طرح درست ہے۔^②

۴: تلاوت کرتے وقت ہونٹوں کا ہلنا ضروری ہے۔ بعض لوگ ہونٹ بند کر کے تلاوت کر رہے ہوتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

رکوع کا بیان:

پھر ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے ہوئے رکوع کرے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کاندھوں تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھے، اور ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ)) کہے۔ مذکورہ دعا کا تین مرتبہ یا اس سے زیادہ پڑھنا سنت ہے۔^③

رکوع کے ضروری مسائل:

۱۔ حالت رکوع میں پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھا جائے۔^④

① صحیح سنن ابوداؤد، کتاب الحروف والقراءات، رقم: ۴۰۰۱.

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۷۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۵۱، ۴۵۲.

③ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۲۸، ۷۸۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۹۰، ۳۹۲۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۲۶۱.

④ صحیح سنن ابوداؤد، تفریع ابواب الصوف، رقم: ۸۵۵.

- ۲۔ سر نہ زیادہ نیچے ہو اور نہ زیادہ اونچا۔^①
 - ۳۔ ہتھیلیاں گھٹنوں پر یوں رکھی ہوئی ہوں کہ گویا ان کو پکڑا ہوا ہو۔^②
 - ۴۔ کہنیوں کو پہلوؤں سے دُور رکھنا۔^③
 - ۵۔ بازوؤں کو کمان کی تانت کی طرح سیدھا رکھنا۔^④
- رکوع کی مزید دعائیں:

(i) سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ رکوع میں یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَ لَكَ اَسَلْتُ، خَشَعَ لَكَ

سَمْعِي وَبَصْرِي وَمَخِي وَعَظْمِي وَعَصْبِي.))^⑤

”اے اللہ! میں تیرے ہی لیے جھکا ہوں، تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیرا ہی

اطاعت گزار ہوا۔ تیرے ہی لیے ڈر کر میرے کان، آنکھیں، میرا دماغ، میری

ہڈیاں اور میرے پٹھے عاجز ہو گئے ہیں۔“

(ii) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے رکوع میں اکثر کہتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي.))^⑥

”اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں،

اے اللہ! مجھے بخش دے۔“

(iii) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں

کہتے تھے:

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۹۸.

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۲۸.

③ صحیح سنن ابوداؤد، ابواب تفریح افتتاح الصلاة، رقم: ۸۶۳.

④ صحیح سنن ابوداؤد، ابواب تفریح افتتاح الصلاة، رقم: ۸۳۴.

⑤ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۸۱۲.

⑥ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۴، ۸۱۷۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۸۴.

((سُبُوحٌ قُدُّوسٌ ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ.)) ❶

”بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح (جبریل علیہ السلام) کا رب۔“

(iv) سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع میں کہتے تھے:

((سُبْحَانَ ذِي الْجَبْرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعُظْمَةِ.)) ❷

”پاک ہے وہ اللہ جو بڑی طاقت اور بادشاہی والا ہے، وہ بہت بڑائی والا اور صاحب عظمت ہے۔“

(v) حبیب کبریٰ رضی اللہ عنہم رکوع میں فرماتے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.)) ❸

”اے اللہ! تیرے ہی لیے پاکی اور تعریف ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔“

(vi) رسول اللہ ﷺ رکوع و سجود میں تین دفعہ پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ.)) ❹

”اللہ شراکت اور ہر عیب سے پاک ہے، ہم اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔“

قیام بعد رکوع اور اس کی دعائیں:

پھر اگر امام یا منفرد ہو تو رفع الیدین کرتے ہوئے، اور ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))

کہتے ہوئے رکوع سے کھڑا ہو جائے۔ اور پوری طرح سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد یہ دعا

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلوة، رقم: ۴۸۷۔

❷ صحیح سنن ابو داؤد: ۲۴۷/۱، رقم: ۸۷۳۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الصلوة، رقم: ۴۵۸۔

❹ سنن ابو داؤد، باب مقدار الركوع والسجود، رقم: ۸۸۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

پڑھے: ①

(i) ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ.))

”اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت۔“

فضیلت:

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو فرمایا: ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ“ پس ایک مقتدی نے کہا: ”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ .“ پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ”ابھی کس نے یہ کلمے پڑھے ہیں؟“ ایک شخص نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تیس سے زائد فرشتے دیکھے جو ان کلموں کا ثواب لکھنے میں جلدی کر رہے تھے۔“ ②

(ii) ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ ،

وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ .)) ③

”اے ہمارے پروردگار اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریفیں ہیں، آسمانوں اور

زمینوں کے برابر، اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے اس کے برابر، اور اس

کے علاوہ جو چیز بھی تو چاہے اس کے برابر۔“

(iii) ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ

شَيْءٍ بَعْدُ ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالتَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ وَالْبَارِدِ ، اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ

مِنَ الدُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يَنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسْخِ .)) ④

”اے اللہ! تیرے ہی لیے ساری تعریف ہے، اتنی جس سے آسمان بھر جائیں

① صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۷۶۔

② صحیح البخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۵۔

③ صحیح مسلم، کتاب الأذان، رقم: ۴۷۶۔ ④ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۷۶/۲۰۴۔

اور زمین بھر جائے اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔ اے اللہ! مجھے برف، اولے اور ٹھنڈے پانی کے ساتھ پاک کر دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اسی طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔“

(iv) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا
سِئْتُ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلُ الشَّاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ
وَكَوْنُنَا لَكَ عَبْدٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا
مَنْعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.))¹

”اے ہمارے رب؛ تیرے لیے ہی ساری تعریف ہے، جس سے آسمان بھر جائیں اور زمین بھر جائے اور دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ بھر جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے وہ بھر جائے۔ اے تعریف اور بزرگی کے لائق، سب سے سچی بات جو بندے نے کہی، وہ یہ ہے، جبکہ ہم سب تیرے بندے ہیں! اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں اس چیز کو جو تو نے عطا کی، اور وہ چیز کوئی دینے والا نہیں جو تو نے روک دی اور کسی کا مقام و مرتبہ سے تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتا۔“

امام اور مقتدی کا ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہنا:

اگر آپ مقتدی ہیں تو بھی ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ“ ضرور کہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ“ قَالَ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. ²

”نبی کریم ﷺ جب ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ“ کہتے اور پھر فرماتے:

1 صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۷۷. 2 صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۵.

”رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ.“

اور یہ حدیث عام ہے جو کہ آپ کی ہر دو حالتوں، حالتِ امامت اور حالتِ اقتداء کو شامل ہے۔ حالتِ اقتداء کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں آپ نے سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔^①

یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:
 ”بَابُ مَا يَقُولُ الْإِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ.“
 ”باب امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھانے پر جو کہیں۔“

لہذا امام کی اقتداء کرتے ہوئے مقتدی بھی یہ کلمات ادا کرے، کیونکہ مقتدی پر امام کی اقتداء ضروری ہے۔

میں رفع الیدین کیوں کروں؟

نماز میں رفع الیدین ہے سنت رسول کی
 ملتا ہے ثواب اور خوشنودی الرحمن کی

نماز میں رفع الیدین کرنا امام اعظم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت رضی اللہ عنہم، تابعین عظام، تبع تابعین، محدثین کرام، فقہا اسلام اور اہل علم کا اس پر عمل صحیح اسناد اور تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ پس اس سنت کا مذاق اڑانا اور کہنا کہ:

- ۱۔ رفع الیدین کرنا ”چہرے سے لکھیاں اڑانے“ کے مترادف ہے۔
- ۲۔ ارے بھی! آپ تو ایسے لگ رہے تھے جیسے نماز میں اڑنے کی کوشش کر رہے تھے وغیرہ۔ انتہائی گھناؤنا عمل ہے۔

۳: بقول مولوی عاشق الہی میرٹھی: ”بعض حنفیوں نے اہلحدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع الیدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا۔“^②

① سنن ابوداؤد، باب المسح علی الخفین، رقم: ۱۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۳۲۱/۱۰۵۔

② تذکرۃ الحلیل، ص: ۱۳۲، ۱۳۳، حاشیہ۔

۴۔ اور بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ شروع زمانہ میں رفع الیدین کرتے تھے اور بعد میں چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ اس لیے کیا جاتا تھا کہ لوگ نئے مسلمان تھے وہ بغلوں میں بت لے کر آتے تھے، پھر جب ان کا اسلام پختہ ہو گیا تو رفع الیدین منسوخ ہو گیا۔

یہ سب بلا دلیل اپنی طرف سے گھڑی ہوئی فضول باتیں، اور نبی کریم ﷺ پر بہتان ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان میں شک کے مترادف ہے۔ بلکہ یقینی طور پر ایسے ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں دس ایسی احادیث موجود ہیں جن سے نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام اور مدینہ منورہ میں پیارے رسول ﷺ کی آخری زندگی میں مسلمان ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی رفع الیدین ثابت ہے، تو پھر کب منسوخ ہوا؟ یہ صرف فرقہ بندی، اپنے ائمہ کی بات کو امام الانبیاء ﷺ کی سنت پر ترجیح دینا اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے سوا کچھ نہیں۔

اہل سنت والجماعت، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ کتاب اللہ کے بعد ان دونوں کتابوں کا درجہ ہے، اور ان کی مشترکہ احادیث متفق علیہ کہلاتی ہیں۔ رفع الیدین کی حدیث متفق علیہ بھی ہے، پھر بھی کوئی رفع الیدین نہیں کرتا تو امتیوں کے رتبہ کو رحمۃ العالمین ﷺ سے بڑھانے کی سازش نہیں تو اور کیا ہے کہ جس پر وحی بھی نہ اترے اور نبی بھی نہ ہو۔ اس کی بات کو بلا دلیل حجت اور حرف آخر مان لیا جائے۔ یہ کیسی سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت ہے؟

رفع الیدین سنت متواترہ ہے:

علامہ مجدد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین کی اتنی کثیر احادیث و آثار ہیں جو چار صد تک پہنچ جاتے ہیں اور رفع الیدین سنت متواترہ ہے۔^①
علمائے احناف میں سے علامہ نور شاہ کشمیری دیوبندی نے اسے متواتر تسلیم کیا ہے۔^②
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”رفع الیدین کی روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی

① سفر السعادت، ص: ۱۸، طبع قطر.

② العرف الشذی: ۱۲۴/۱.

تعداد نے بیان کی ہے کہ شاید اس سے زیادہ تعداد نے دوسری کوئی حدیث روایت نہیں کی۔^① رفع الیدین کے سنت متواترہ ہونے کی مزید تفصیل کے لیے آپ حدیث متواترہ پر لکھی جانے والی کتب حدیث ملاحظہ فرمائیں: نظم المتناثر فی الحدیث المتواترہ، ص: ۵۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، قطف الأزهار المتناثرۃ فی الأخبار المتواترۃ، ص: ۹۵، مطبوعہ المکتب الإسلامی بیروت، الآلی المتناثرۃ فی الأحادیث المتواترۃ، ص: ۲۰۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، وغیرہا۔

امام حاکم اور ابوالقاسم ابن منرہ فرماتے ہیں: ”ہمیں کسی ایسی سنت کا پتا نہیں، جس کی نبی کریم ﷺ سے روایت پر چاروں خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اور دیگر کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق ہوں، اگرچہ خود دور دراز ممالک میں پھیلے ہوئے تھے، سوائے اس سنت (رفع الیدین) کے۔“^②

امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں لکھا ہے کہ:

((فَلَمْ يَبْتَدِئْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْهُمْ عِلْمٌ فِي تَرْكِ رَفْعِ الْأَيْدِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدِيهِ))^③

”ائمہ دین میں سے کسی کے پاس بھی نبی ﷺ کے ترک رفع الیدین کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح کسی صحابی سے بھی رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔“

اور رسول مکرم، محمد مصطفیٰ ﷺ نے حکم فرمایا کہ:

((صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي))^④

① نیل الأوطار: ۹/۳/۲۔

② فتح الباری: ۲/۲۲۰۔ نصب الرایۃ، باب صفة الصلاة: ۱/۴۱۷، ۴۱۸۔

③ جزء رفع الیدین بخاری، ص: ۱۳۲۔ ④ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۳۱۔

”نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“

اگر نماز کو سنت رسول ﷺ کے مطابق نہیں پڑھیں گے تو قبولیت کی اہم شرط گم ہو جائے گی۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع و سجود مکمل طور پر نہیں کر رہا تھا، تو آپ نے اس سے کہا:

((مَا صَلَّيْتَ وَلَوْ مَتَّ مَتَّ عَلَىٰ غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِي فَطَرَ اللَّهُ
مَحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ❶

”تم نے نماز نہیں پڑھی، اگر تم ایسے ہی مر گئے تو اس دین فطرت پر نہیں مرو گے، جس فطرت پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کیا تھا۔“

سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کیا ہو عمل گمراہی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

((لَوْ تَرَكَتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ)) ❷

”اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے.....“

رفع الیدین کا ثواب:

رفع الیدین نماز کی زینت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ چنانچہ نعمان بن ابی عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہر چیز کے لیے زینت ہوتی ہے، اور نماز کی زینت رفع الیدین ہے۔“ ❸

ابن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”نماز میں رفع الیدین کرنا نماز کی تکمیل کا باعث ہے۔“ ❹

امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو مقصد تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین کا ہے، وہی

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۱.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۶۵۴/۲۵۷.

❸ جزء رفع الیدین، ص: ۵۹.

❹ جزء رفع الیدین، ص: ۱۷.

مقصد رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کا ہے اور یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور نبی رحمت ﷺ کی اتباع ہے۔“^①

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان فرماتے ہیں کہ:

”نماز میں جو شخص رفع الیدین کرتا ہے تو اس کے لیے ہر ایک اشارے کے

بدلے ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔“^②

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام اسحاق بن راہویہ، امام احمد بن حنبل، علامہ

پیشی اور امام بیہقی نے بھی رفع الیدین کے متعلق قرار دیا ہے، لہذا یہی بات صحیح ہے۔^③

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے اس کے عوض اس

کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔“^④

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رفع الیدین نماز کی زینت ہے، ایک مرتبہ رفع

الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی۔^⑤

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”رفع الیدین کرنا نیکیوں کو بڑھا دیتا ہے۔“^⑥

یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر ہے:

① کتاب الأم: ۹۱/۱۔ السنن الكبرى للبيهقي: ۸۲/۲۔

② الفوائد للبحيري (ق ۲/۳۹)۔ مسند الفردوس، للدليمي: ۴/۳۴۴۔ معجم كبير، للطبراني:

۲۹۷/۷۔ مجمع الزوائد: ۱۰۳/۲۔ سلسلة الصحيحة: رقم: ۳۲۸۶۔

③ معرفة السنن والآثار للبيهقي: ۲۲۵/۱۔

④ طبراني كبير: ۲۹۷/۱۷۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۳۲۸۶۔

⑤ طحاوی: ۱۵۲/۱۔

⑥ کتاب الصلاة، ص: ۵۶۔

﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣١﴾﴾ (البقرہ: ۲۶۱)

”جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی مثال اُس دانے کی ہے، جس نے سات خوشے اُگائے، ہر خوشہ میں سو دانے تھے، اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اور بڑھا دیتا ہے، اور اللہ بڑی کشائش والا اور علم والا ہے۔“

رفع الیدین کا عروج:

ایک دفعہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملیں تو چار رکعت والی نماز میں صرف رفع الیدین کرنے سے انسان سو (100) نیکیاں حاصل کر لیتا ہے۔ جبکہ پانچوں نمازوں کی نیکیاں (430) بنتی ہیں اور اسلامی سال کے (360) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ایک سال میں (154800) نیکیاں حاصل ہوں گی۔

اگر سنن راتبہ کو دیکھا جائے تو وہ ایک دن میں ”بارہ“ رکعت ہیں۔ جن میں رفع الیدین کی تعداد (60) ہے۔ اس لحاظ سے انسان سنن راتبہ ادا کرنے پر ایک دن میں چھ سو (600) نیکیاں حاصل کر لے گا۔ جبکہ ایک سال کی نیکیاں دو لاکھ سولہ ہزار (216000) بنیں گی۔

سنن راتبہ اور فرائض میں صرف رفع الیدین پر حاصل ہونے والی نیکیاں تین لاکھ ستر ہزار آٹھ سو (370800) تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ مزید اخلاص پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو سات سو گنا زیادہ بڑھادیں اور یہ نیکیاں (259560000) تک پہنچ جائیں۔ اور اگر کوئی شخص نماز تہجد، اشراق، چاشت، توابین، نماز تسبیح اور دیگر نوافل کا عادی ہے تو اس کی نیکیاں تو اور ہی زیادہ ہوں گی۔ ”ان اللہ یرزق من یشاء بغير

حساب“

پیارے بھائیو اور بہنو! ہر شخص دنیا میں نفع کا سودا چاہتا ہے۔ اگر آپ سنت رسول ﷺ پر عمل کر کے نماز میں رفع الیدین کر لیں اور آپ کے رفع الیدین پر اتنی زیادہ نیکیاں حاصل ہو جائیں۔ بتائیے، آپ کو اور کیا چاہیے؟ کیا آپ یہ منافع کا سودا ہاتھ سے جانے دیں گے، اور کیا آپ چاہیں گے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت سے محبت کا ثبوت دینے کے بجائے اپنے ائمہ کی بات کو ترجیح دیں اور نبی کریم ﷺ سے اپنے ائمہ کا مرتبہ بڑھائیں؟ نہیں، آپ قطعی طور پر ایسا کرنے کی جسارت نہیں کریں گے، ہمارا آپ کے متعلق یہی حسن ظن ہے کہ آپ پیارے پیغمبر ﷺ کی اس محبوب اور باعث اجر و ثواب سنت مطہرہ کو اپنا کر آپ ﷺ سے اظہار محبت و مودت کریں گے، کیونکہ ایک مسلمان کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ:

﴿إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (النور: ۵۱)

”مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات سن لی اور اسے مان لیا، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔“

﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾

(الحديد: ۲۱)

”یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کا نماز میں رفع الیدین کرنا

مت دیکھ کسی کا قول و کردار

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار

حدیث سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

۱۔ ((قَالَ الْبَيْهَقِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ ثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَارِ
املاء من اصل كتابه قَالَ قَالَ: أَبُو إِسْمَاعِيلَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
السُّلَمِيُّ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي النُّعْمَانَ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ فَرَفَعَ
يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَحِينَ رَكَعَ، وَحِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ
الرُّكُوعِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَيُّوبَ
السَّخْتِيَانِي فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ،
وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: رَأَيْتَ عَطَاءَ بْنَ
أَبِي رَبَاحٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ
رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
الزُّبَيْرِ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ
رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَكَعَ،
وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَلَّيْتُ خَلْفَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ
وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. رواه ثقات.)) ❶

”امام بیہقی فرماتے ہیں کہ امام حافظ ابو عبد اللہ الحاکم نے ہمیں حدیث سنائی، کہا
کہ ہمیں ابو عبد اللہ محمد بن الصفار الزاہد نے اپنی کتاب میں سے حدیث بیان
کی کہ ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی کہتے ہیں، کہ میں نے ابو النعمان محمد بن
فضل کے پیچھے نماز پڑھی، تو انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے،

❶ السنن الكبرى، للبيهقي: ۷۳/۲۔ امام بیہقی نے اس کے راویوں کو ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی اور ابن حجر نے ان
کی موافقت فرمائی ہے۔ (دیکھیں: التلخیص الحیبر: ۲۱۹/۱۔ المہذب فی اختصار السنن الکبیر للنہی: ۴۹/۲)۔

اور رکوع سے اُٹھتے وقت، اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھائے، پھر ان سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حماد بن زید کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے نماز پڑھی تو نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا، میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، میں نے عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ (استاد ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) تابعی کو دیکھا کہ انہوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا۔ میں نے پوچھا، تو انہوں نے کہا میں سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھاتے تھے۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، میں نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ بھی نماز شروع کرتے وقت اور رکوع کرتے وقت رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھایا کرتے تھے، اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی برحق، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت، اور رکوع کرتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اُٹھاتے تھے۔ اس کے راوی ثقہ ہیں۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے والہانہ شینتگی میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کی آخری نماز جو مسجد میں پڑھی، وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھی، اور اس حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گواہی دے رہے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین کرتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری نماز بھی رفع الیدین کے ساتھ پڑھی، لہذا نسخ کا کہنا جہالت اور مذہبی تعصب سے خالی نہیں۔

حدیث مذکور پر اعتراضات اور ان کے جوابات:

اعتراض (۱): اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن فضل السدوسی عارم ابوالنعمان ہے، تقریباً ۲۱۳ھ میں اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گیا اور اس کی عقل زائل ہو گئی۔

جواب: یاد رہے کہ محمد بن فضل سدوسی نے حافظہ کے تغیر کے بعد کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تَغَيَّرَ قَبْلَ مَوْتِهِ فَمَا حَدَّثَ.“^①

”موت سے پہلے اس کا حافظہ متغیر ہو گیا، اس نے اس کے بعد کوئی حدیث بیان نہیں کی۔“

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مَا ظَهَرَ لَهُ بَعْدَ اِخْتِلَاطِهِ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَهُوَ ثِقَةٌ.“^②

”اختلاط کے بعد اس سے کوئی منکر روایت ظاہر نہیں ہوئی اور یہ ثقہ راوی ہے۔“

پس معترضین یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ محمد بن فضل السدوسی نے حافظہ کے تغیر کے بعد یہ حدیث بیان کی ہو۔ جب اس کی کوئی روایت ثابت ہی نہیں تو جرح بالکل فضول اور عبث ہے۔

(۲) مذکورہ روایت کے مطابق محمد بن فضل السدوسی امام تھے اور محمد بن اسماعیل السلمی

مقتدی تھے۔ بھلا جس شخص کی عقل زائل ہو جائے اسے امام کون بناتا ہے؟

ستیاناں ہو فرقہ بندی کا جس کی بنا پر حق کو چھپایا جاتا ہے۔

احادیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

پہلی حدیث:

۲۔ ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

① الكاشف: ۱۱۰/۲.

② میزان الاعتدال: ۸/۴، نیز دیکھیں: سیر أعلام النبلاء: ۱۰/۲۶۷.

إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ
الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيضًا ، وَقَالَ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ . ❶

”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے (تو دونوں ہاتھ اٹھاتے) جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے اور (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) کہتے، اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔“

فائدہ.....: حافظ عراقی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”فیہ فوائد: الأولى فیہ رفع الیدین فی ہذہ المواطن الثلاثہ عند تکبیرة الإحرام وعند الركوع وعند الرفع منه وبہ قال أكثر العلماء من السلف والخلف .“ ❷

”اس حدیث میں کئی فوائد ہیں: پہلا فائدہ اس میں یہ ہے کہ رفع الیدین ان تین مقامات پر ثابت ہے، نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد، اور اکثر علماء سلف و خلف کا یہی قول ہے۔“

دوسری حدیث:

((عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا قَالَ : سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

❶ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین فی التکبیرة الاولى مع الافتتاح سواء، رقم: ۷۳۵۔
صحیح مسلم، رقم: ۳۹۰۔ صحیح ابن حزیمہ: ۱/ ۲۳۲۔ صحیح ابن حبان: ۳/ ۱۶۸۔ مسند ابی
عوانہ: ۲/ ۹۰۔ سنن ترمذی: ۱/ ۵۹، رقم: ۲۰۰۔ منتقى ابن الجارود، رقم: ۱۷۷، ۱۷۸۔ شرح
السنة: ۳/ ۳۰، رقم: ۵۵۹۔ الإستذکار: ۲/ ۱۲۵۔

❷ طرح التثريب: ۲/ ۲۵۲۔

حَمْدَهُ، رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ)) ❶

”نافع (استاد امام مالک) سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے، جب رکوع جاتے تو رفع الیدین کرتے، جب ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ“ کہتے تو رفع الیدین کرتے اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے تو بھی رفع الیدین کرتے اور اس حدیث کو ابن عمر نبی کریم ﷺ سے مرفوع بیان کرتے تھے۔“

تیسری حدیث:

((أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ لَيْتَكُمْ هَذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ.)) ❷

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آخر عمر میں ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔“

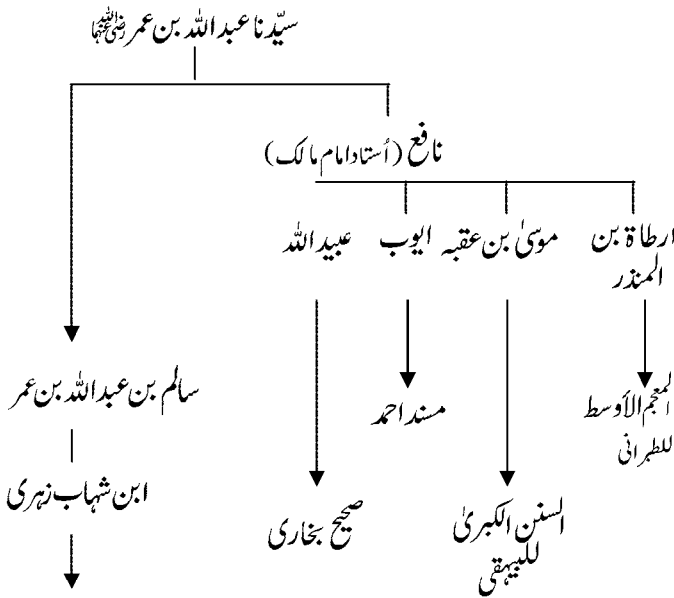
فائدہ.....: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان صحابہ میں سے ہیں جو اتباع سنت میں ممتاز تھے، اور جنہوں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ زندگی کی آخری نمازیں پڑھیں۔ مزید برآں وہ رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین بھی روایت کرتے ہیں جیسا کہ ابھی گزرا ہے پس معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنی آخری زندگی میں بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ اور اگر نبی کریم ﷺ آخر عمر میں رفع الیدین نہ کرتے ہوتے تو وہ کبھی بھی رفع الیدین روایت نہ کرتے، بلکہ ترک رفع الیدین روایت کرتے۔ واللہ اعلم!

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۹.

❷ صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۱۱۶.

جدول احادیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

مذکورہ بالا روایات سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دو تلامذہ سے مروی ہیں۔ اور وہ ان کے بیٹے سالم اور دوسرے امام نافع، اُستاد امام مالک رحمہ اللہ ہیں۔ امام نافع کے تلامذہ موسیٰ بن عقبہ، ایوب، عبید اللہ اور ارطاة بن المنذر ہیں، جبکہ سالم کے شاگرد ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ ہیں۔ یہ روایات تقریباً انیس (۱۹) کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جدول کی مدد سے اس تفصیل کو خوب خوب سمجھ لیجیے گا۔



صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند أحمد، مؤطا مالک، مسند حمیدی، مسند أبوعوانة، جزء البخاری، الفوائد التمام للرازی، منشی ابن الجارود، السنن الکبریٰ للبیہقی، صحیح ابن حبان، مصنف عبدالرزاق، التمهید، معرفة الصحابة للأصبهانی

حدیث سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ:

۳۔ ((عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ .)) ①

”سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے، اور جب رکوع کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔“

فائدہ: جب نبی کریم ﷺ ۹ ہجری میں غزوہ تبوک کے لیے تیاریوں میں مصروف تھے تو سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ تشریف لائے اور مشرف بہ اسلام ہوئے، رخصت کرتے وقت نبی اکرم ﷺ نے ان کو تاکید فرمائی کہ تم نماز اسی طرح پڑھنا جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اور سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا تھا۔

سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ سنہ ۹ھ تک رفع الیدین ہوتا تھا اور خود سیدنا مالک رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی رفع الیدین کا تھا۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ صحابی، نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بھی رفع الیدین پر عمل کرتے تھے، جیسا کہ ان سے جلیل القدر تابعی ابو قلابہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

۴۔ ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ، ثُمَّ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا سَجَدَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ ، وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ))

① جزء رفع الیدین للبخاری، ص: ۷۴، رقم: ۷۔ صحیح ابن خزیمہ: ۱/ ۲۹۵۔ صحیح ابن حبان: ۳/ ۱۷۵۔

مِنَ السُّجُودِ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ. ❶

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے تو ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے، اور جب رکوع کرتے تھے تب بھی اسی طرح کرتے تھے، اور جب سجدہ کرتے تھے، (یعنی سجدے کے لیے رکوع سے سیدھے ہوتے تھے) تب بھی اسی طرح کرتے تھے، سجدے سے اٹھتے وقت اسی طرح نہیں کرتے تھے جب دو رکعتوں سے اٹھتے تھے تو رفع الیدین کرتے تھے۔“

حدیث سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

۵۔ ((عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ. ❷

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر تحریر کہتے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے، اور جب تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو اسی طرح ہاتھ اوپر اٹھاتے۔“

فائدہ.....: مولوی فیض احمد ملتانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ❸

❶ صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین عند القيام من الجلسه فی الرکعتین الاولین للشہد، رقم: ۶۹۳۔ ابن خزیمہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ جزء رفع الیدین للبخاری، ص: ۵۶، رقم: ۱۔ مسند احمد: ۱/۹۳۔ صحیح ابن خزیمہ: ۱/۲۹۴۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ نماز مدلل، ص: ۱۳۷، ۱۳۸، طبع مکتبہ حقانیہ، ملتان۔

حدیث سیدنا انس رضی اللہ عنہ:

۶- ((عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ

الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ.)) ❶

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب وہ

نماز شروع کرتے، اور جب رکوع جاتے اور اسی طرح جب رکوع سے سیدھے

ہوتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔“

فائدہ: یہ حدیث حمید الطویل عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے۔ اور

بریلوی فقیہ اعظم مولوی ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی حمید عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق کے بارہ میں

ایک مقام پر امام دارقطنی اور مولوی نیوی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: ”رواہ کلہم

ثقات“ اور ”اسنادہ جید۔“ ❶

حدیث سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ:

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ حضرت موت (یمین) کے شہزادے تھے۔ وہ اسلام کی محبت لے کر

مدینہ آ گئے، تو نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا، اور ان کے لیے اپنے علاقہ

میں زمین کا حصہ مقرر فرمایا، اور ان کو لکھا ہوا حکم نامہ دیا۔ اور فرمایا یہ اپنے قبیلے کا

سر دار ہے۔ ❷

۷- ((عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ

فِي الصَّلَاةِ، كَبَّرَ وَصَفَ هَمَامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ التَّحَفَ بِثَوْبِهِ ثُمَّ

❶ مسند ابی یعلیٰ: ۶/ ۴۲۴-۴۲۵۔ جزء رفع الیدین، للبخاری، ۷/ ۸۔ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ

الصلوات والسنة فیہا، رقم: ۸۶۶۔ سنن دارقطنی: ۱/ ۲۹۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ نماز حنفی مدلل، ص: ۹۵، ۲۳۲۔ طبع فرید بک سٹال، لاہور۔

❸ الاصابة: ۳/ ۵۹۵۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيَمْنَى عَلَى الْيُسْرَى ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ
مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ
حَمَدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَيْهِ .)) ❶

”سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو
دیکھا آپ جب نماز میں داخل ہوئے تو رفع الیدین کیا، اور ”اللَّهُ
أَكْبَرُ“ کہا، پھر اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹا، پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں
ہاتھ پر رکھا، پھر جب رکوع کا ارادہ کیا تو کپڑے سے ہاتھ نکال کر رفع
الیدین کیا، اور ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر رکوع کیا، اور جب ”سَمِعَ اللَّهُ
لِمَنْ حَمَدَهُ“ کہا تب بھی رفع الیدین کیا، اور سجدہ اپنی دونوں ہتھیلیوں
کے درمیان کیا۔“

۸- ((عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ
مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ وَائِلٌ: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فِي الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ
أَيْدِيَهُمْ فِي الْبَرَانِسِ .)) ❷

”سیدنا واکل بن حجر الحضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کرتے وقت، اور جب رکوع کیا، اور جب
رکوع سے سیدھے کھڑے ہوئے تو رفع الیدین کیا.....“

سیدنا واکل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں دوبارہ آپ کے پاس سردی کے موسم میں آیا۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چادریں اوڑھی ہوئی تھیں، اور میں نے دیکھا کہ وہ ان

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۸۹۶۔

❷ مسند حمیدی: ۳۴۲/۲۔ یہ حدیث ”صحیح“ ہے۔

کے اندر سے رفع الیدین کر رہے تھے۔“

فائدہ:..... سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کی آخری زندگی میں مسلمان ہوئے۔ اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کرتے تھے، سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس ۹ اور ۱۰ ہجری میں تشریف لائے، آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رفع الیدین کرتے تھے۔ پس جو بھی رفع الیدین کی منسوختیت کا قائل ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے بعد کی کوئی حدیث پیش کرے۔ کیونکہ ناخ منسوخ سے متاخر ہوتا ہے۔ اب اگر سنہ ۱۰ھ کے بعد کی کوئی ترک یا منسوختیت رفع الیدین کی حدیث ہے تو پھر بات بنتی ہے، وگرنہ خالی منسوختیت کا دعویٰ کرنے سے منسوختیت ثابت نہیں ہوتی۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ یمن کے شہزادے تھے اور بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے آنے سے تین دن پہلے ہی آپ کی بشارت دے دی تھی۔ ①

۹ ہجری میں جو وفود سروردو عالم ﷺ کے پاس آئے تھے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان میں سیدنا وائل رضی اللہ عنہ کی آمد کا بھی ذکر کیا ہے۔ ②

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۱۰ ہجری میں نبی مکرم ﷺ کے پاس دوبارہ آئے تھے۔ ③

۱۰ ہجری کو بھی سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے رفع الیدین کا ہی مشاہدہ فرمایا۔ ④

چنانچہ علامہ ابوالحسن السدھی الحنفی رقم طراز ہیں:

”سیدنا مالک بن الحویرث اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہما رفع الیدین بیان

کرنے والے وہ راوی ہیں، جنہوں نے آپ کی آخری عمر میں آپ کے

① کتاب الثقات ابن حبان: ۴۲۴/۳، ۴۲۵.

② البداية والنهاية: ۷۱/۵.

③ صحيح ابن حبان: ۱۶۸/۳.

④ سنن ابی داؤد، رقم: ۷۲۷، سنن نسائی، رقم: ۱۱۵۸۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ساتھ نماز ادا کی ہے۔ پس ان دونوں صحابہ کا ”عند الركوع والرفع منہ“ کے وقت رفع الیدین بیان کرنا، رفع الیدین کے تاخراور اس کے دعویٰ نسخ کے بطلان کی دلیل ہے۔ ہاں! اگر نسخ ماننا ہی ہے تو ترک رفع الیدین کو منسوخ مانا جائے۔“^①

حدیث فاطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہ:

سیدنا فاطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
 ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَوَجَدْتُهُمْ يُصَلُّونَ فِي الْبَرَانِسِ وَالْأَكِيفِيَّةِ
 يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ..... الخ.))^②
 ”میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ سمیت
 رفع یدین کیا کرتے تھے۔“

تنبیہ: ہمارے مسلمان بھائی! ان احادیث نبویہ ﷺ کو پڑھنے کے بعد آئندہ
 صفحات میں آنے والی نماز میں محبت رسول ﷺ کے دعوے کا عملی اظہار بھی ہونا چاہیے۔
 وگرنہ زبانی محبت کا دعویٰ بغیر عملی ثبوت کے اللہ عزوجل قبول نہیں فرماتا۔
 اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ لَا تُبْطَلُوا
 أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال برباد
 نہ کرو۔“

① حاشیہ ابن ماجہ: ۱ / ۲۸۲۔ طبع دار الحیئل، بیروت.

② فوائد تمام للرازی: ۱ / ۱۰۲۔ طبقات محدثی أصبہان: ۲ / ۷۶۔ تاریخ أصبہان: ۲ / ۱۶۲.

جدول

مذکورہ احادیث کا خلاصہ اس جدول کی مدد سے سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ یہ وہ بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین کی روایت کرتے ہیں۔

← سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: السنن الکبریٰ للبیہقی: ۷۳/۲۔

← سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ: تخریج الہدایۃ، ص: ۲۱۶۔

← سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: مسند أحمد: ۹۳/۱۔

← سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: صحیح بخاری، رقم: ۱۱۶ و ۷۳۵۔

← سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ: سنن ابن ماجہ، رقم: ۸۶۶۔

← سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۶۹۳۔

← سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: صحیح مسلم، رقم: ۸۹۶۔

← سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ: صحیح ابن خزیمہ: ۲۹۵/۱۔

← سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: سنن دارقطنی: ۲۹۲/۱۔

← سیدنا ابو جمیل الساعدی رضی اللہ عنہ: فی عشرة من أصحاب النبی ﷺ جزء رفع الیدین، ص: ۷۳۔

← سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: سنن ابن ماجہ، رقم: ۸۶۸۔

← سیدنا فلطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہ: تاریخ أصبہان: ۱۶۲/۲۔

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کرنا

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا، عَلَيْهَا بِالْأَنوَاجِدِ.))^①

”میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، بلکہ اسے اپنی ڈاڑھوں سے مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔“

رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں خلفاء راشدین، خلفاء اربعہ، سیدنا ابوبکر صدیق، عمر، عثمان اور عمر رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کرنا فرض ہے، اور ذیل کی احادیث مبارکہ میں دیکھیں، تو پتا چلے گا کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم رفع الیدین کرتے تھے، اب حق چار یار کا نعرہ لگانے والے رفع الیدین کے تارک کیوں ہیں؟ بات سمجھ سے باہر ہے۔ حقیقی طور پر محبان صحابہ و اہل سنت والجماعت وہی لوگ ہیں جو فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عمل پیرا ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے نماز شروع کرتے، رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔“^②

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا،

① سنن ابن ماجہ، المقدمہ، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، رقم: ۴۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۷۱۔ سنن أبوداؤد، رقم: ۴۶۰۷۔ إرواء الغلیل، رقم: ۲۴۵۵۔ المشكاة، رقم: ۱۶۵۔ صلاة التراویح، رقم: ۸۸-۸۹۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② السنن الكبرى للبيهقي: ۷۳/۲.

آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھ اٹھاتے۔^①
 سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ جس وقت نماز شروع کرتے اور جب
 رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے، رفع الیدین کرتے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی
 ثابت ہے اور اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔^②

عبداللہ بن قاسم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے
 کہ اچانک سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے کہا: لوگو! ذرا اپنے چہرے
 میری طرف کر لو، میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر بتاتا ہوں، جو آپ خود پڑھتے تھے،
 اور ویسی ہی نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے، پس حضرت عمر قبلہ رو کھڑے ہو گئے اور اپنے
 دونوں ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ دونوں کو اپنے کندھوں کی سیدھ میں برابر کیا۔ پھر اللہ
 اکبر کہا، پھر رکوع کیا اور اسی طرح رکوع سے سر اٹھاتے وقت کیا تو قوم کے لوگوں نے کہا
 کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے، شیخ نے کہا کہ اس کی سند کے راوی
 معروف ہیں۔^③

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

امام بیہقی اور حاکم نے کہا ہے کہ:

”فَقَدَرُوِي هَذِهِ السُّنَّةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ

وَعَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.“^④

”سنت رفع الیدین ابوبکر صدیق، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔“

امام بیہقی فرماتے ہیں:

① السنن الكبرى للبيهقي: ۲۳/۲.

② السنن الكبرى للبيهقي - الكنى للدولابي، ص: ۷۳.

③ تحريج الهداية، ص: ۲۱۶.

④ التعليق المغني، ص: ۱۱۱ - جزء رفع يدين سبكي، ص: ۹.

”لَأَنَّ رَفَعَ الْيَدَيْنِ قَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ ثُمَّ عَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ.“^①

”یعنی رفع الیدین نبی کریم ﷺ اور خلفاء الراشدین پھر تمام صحابہ اور تابعین سے ثابت ہے۔“

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تو دونوں ہاتھوں کو اونچا اور کاندھوں کی سیدھ اور محاذ میں کر لیتے۔ اسی طرح جب رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعت پڑھ کر اٹھتے رفع الیدین کرتے تھے۔^②

نیز امام بخاری رحمہ اللہ جزء رفع الیدین کے شروع میں یہ حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: سترہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

”أَنَّهُمْ كَانُوا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنْهُ.“
”بے شک وہ رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔“

دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کرنا:

ہر کسی کو چاہیے کہ وہ اسی ایمان سے متصف ہو جائے، جس ایمان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متصف تھے اور جس کا ذکر قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہے، تو وہ بندہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا

① السنن الكبرى: ۸۱/۲.

② جزء القراءة للبخاری، ص: ۶۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۷۳۹۔ مسند أحمد: ۱۶۵/۳۔ سنن ابن ماجہ،

ص: ۶۲۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۵۸۴۔

هُمْ فِي شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾

(البقرہ: ۱۳۷)

”پس اگر یہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں، تو راہِ راست پر آگئے، اور اگر انہوں نے حق سے منہ پھیر لیا، تو وہ مخالفت و عداوت پر آگئے، پس اللہ آپ کے لیے ان کے مقابلے میں کافی ہوگا، اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔“

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

((اِقْتَدُوا بِاللَّذِينَ مِنْ بَعْدِي مِنْ اَصْحَابِي، اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُودٍ.))^①

”تم میرے بعد میرے صحابہ کی اقتداء کرنا، جیسے ابو بکر و عمر ہیں، اور عمار کی سیرت کو اپناؤ اور ایسے ہی ابن مسعود کی بیان کردہ باتوں کو مضبوطی سے تھام لو۔“

پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت قابلِ اتباع و اقتداء ہے، نبی کریم ﷺ کی سنت کو صحابہ کے فہم و عمل کے مطابق سمجھ کر اس پر عمل کریں گے تو بات بنے گی وگرنہ سنت رسول کو نہ تو صحیح معنوں میں سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی اُس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء اربعہ کی طرح دوسرے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ لہذا رفع الیدین کرنا سنت ہے جو کہ منسوخ نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی نماز پڑھی، جس کا اس وقت وجود تک نہ تھا، بلکہ تقلیدِ آباء کی راہ کی بجائے اتباع رسول اور محبت رسول ﷺ کی راہ اختیار کی، اور یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ، حسن بصری، حمید بن ہلال اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم بغیر کسی استثنیٰ کے فرماتے ہیں: ”تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کی ابتداء میں، رکوع کو جانے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کیا کرتے تھے۔“^②

① صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۲۵۱۱۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۲۳۳۔

② جزء رفع الیدین: ۴۸، ۳۴، ۴۹۔ السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۷۵/۲، رقم: ۲۵۲۴۔ ۲۵۲۵۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ”تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کیا کرتے تھے۔“^①
 امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”کسی ایک صحابی رسول ﷺ سے بھی یہ ثابت نہیں کہ وہ
 رفع الیدین نہ کرتا ہو اور اس روایت کی سند رفع الیدین کرنے والی روایات سے زیادہ صحیح ہو۔“^②
 امام بخاری رحمہ اللہ کی بات پر غور کرنے سے ان کی نبی کریم ﷺ سے محبت بڑی عیاں
 معلوم ہوتی ہے، اور یہی محبت رسول کا ترازو بھی ہے۔ اور ساتھ ہی حق و باطل کے درمیان
 تمیز بھی ہو جاتی ہے۔

۱۔ ((عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّمَا أَيْدِيهِمُ
 الْمَرَاوِحُ يُرَفَعُونَهَا إِذَا رَكَعُوا ، وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ .))^③
 ”حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ہاتھ
 پنکھوں کی طرح ہوتے تھے کہ رکوع کرنے اور رکوع سے سیدھے ہونے کے
 وقت ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے۔“

۲۔ ((عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا صَلُّوا
 كَانَ أَيْدِيهِمْ حِيَالِ آذَانِهِمْ كَأَنَّهَا الْمَرَاوِحُ .))^④
 ”حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام نماز میں
 رفع الیدین کرتے تھے، ان کے ہاتھ پنکھوں کی طرح اوپر نیچے ہوتے تھے۔“

۳۔ ((عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: هَلْ أَرِيكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ
 اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ:

① المحملي، مسألة رفع اليدين عند.....: ٥٨٠/٢.

② جزء رفع اليدين: ٥٦- السنن الكبرى، للبيهقي: ٧٤/٢، رقم: ٢٥٢٣.

③ جزء رفع اليدين، ص: ١٠٨- مصنف ابن أبي شيبة: ٤٣٥/١- سنن الكبرى، للبيهقي: ٧٥/٢.

المحملي، لابن حزم: ٨٩/٤.

④ جزء رفع اليدين، ص: ١٠٨.

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ هَكَذَا فَاصْنَعُوا ،
وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .)) ❶

”سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا: کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بتاؤں اور سکھاؤں؟ پھر ”اللہ اکبر“ کہہ کر اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے، پھر رکوع کے لیے تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے، پھر (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہہ کر ہاتھ اوپر اٹھائے، پھر کہا اسی طرح کیا کرو اور سجود میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔“

۴۔ ((عَنْ أَبِي قَلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ رَفَعَ يَدَيْهِ ، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ هَكَذَا .)) ❷

”ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب انھوں نے نماز شروع کی تو تکبیر کہی، اور رفع الیدین کیا، اور جب رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو رفع الیدین کیا، اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع الیدین کیا، اور انھوں نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔“

۵۔ ((عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمِيرٍ قَالَ: رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ رَفَعَتْ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا حِينَ تَفْتِيحُ الصَّلَاةِ ، وَحِينَ تَرْكَعُ ، فَإِذَا قَالَتْ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَتْ يَدَيْهَا ، وَقَالَتْ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ .)) ❸

❶ سنن دارقطنی، کتاب الصلاة: ۱/ ۲۹۲۔ الاوسط، لابن المنذر: ۱۳۸/۳۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ اس کے راوی ”ثقفہ“ ہیں۔ تلخیص الحبیر: ۱/ ۲۱۹۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب رفع الیدین فی الاولی مع الافتتاح سواء، رقم: ۷۳۷۔ صحیح مسلم: ۱۵۸/۱۔ صحیح ابن خزیمہ: ۱/ ۲۹۵۔ صحیح ابن حبان: ۱۷۵/۳۔

❸ جزء رفع الیدین، ص: ۱۰۰، رقم: ۳۵۔

”عبد ربہ سلیمان بن عمیر سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتی تھیں، جب نماز شروع کرتی تھیں اور جب رکوع کرتی تھیں، اور جب ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہتی تھیں تو ”ربنا ولك الحمد“ بھی کہتی تھیں۔“

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت کے بعد فرماتے ہیں کہ:

((وَنِسَاءَ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ هُنَّ أَعْلَمُنَّ مِنْ هَؤُلَاءِ حِينَ رَفَعْنَ أَيْدِيَهُنَّ فِي الصَّلَاةِ))

”سیدنا الانبیاء والرسل، رسول مقبول ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیویاں ان رفع الیدین نہ کرنے والوں سے زیادہ جاننے والی تھیں کیونکہ وہ نماز میں رفع الیدین کرتی تھیں۔“

۶- ((عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ)) ❶

”عباس بن سہل فرماتے ہیں کہ ابو حمید، ابو اسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے پھر رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرنے لگے۔ ابو حمید نے کہا: میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانتا ہوں، پس وہ کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا۔ پھر جب رکوع کے لیے تکبیر کہی تو رفع الیدین کیا، اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے۔“

❶ جزء رفع الیدین للبخاری، ص: ۷۳، رقم: ۵.

فائدہ.....: یہ روایت سنن ابو داؤد (۷۳۰) اور سنن ترمذی (۳۰۴) میں موجود ہے، اس میں ہے کہ ابو حمید الساعدی نے دس صحابہ کی مجلس میں کہا کہ میں تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جانتا ہوں۔ پھر انہوں نے نماز پڑھ کر دکھائی تو تمام صحابہ نے اس پر کہا کہ ((صَدَقْتَ هَكَذَا يُصَلِّيَ)) ”آپ نے سچ کہا؛ سید المرسلین ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔“

اس میں بھی رکوع سے سر اٹھاتے، اور دو رکعتوں سے اٹھ کر رفع الیدین کرنا موجود ہے۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کی بات ہے کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کی نماز پر گفتگو کرتے ہیں ورنہ وہ کہہ دیتے چلو سامنے چل کر دیکھ لیتے ہیں۔

امام ابن خزمیہ رحمہ اللہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص حدیث ابو حمید سننے کے باوجود رکوع میں جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہیں کرتا تو اس کی نماز ناقص ہوگی۔“ ①

۷- ((عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَيْثُ

كَبَّرَ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ.)) ②

”ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ تکبیر تحریمہ کہتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔“

۸- ((عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي يَسَّافٍ قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَبَا سَعِيدٍ وَابْنَ

عَبَّاسٍ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ حِينَ يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ،

وَإِذَا رَكَعُوا، وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنَ الرَّكُوعِ.)) ③

① صحیح ابن خزمیہ: ۲۹۸/۱۔ ابن خزمیہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② جزء رفع الیدین، للبخاری، ص: ۹۴، رقم: ۲۱۔

③ جزء رفع الیدین للبخاری، ص: ۱۵۲۔

” (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اُستاد) عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن

عباس، سیدنا ابن زبیر، سیدنا ابوسعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہم میں کو دیکھا کہ نماز

شروع کرنے کے وقت، اور رکوع کے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔“

۹۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی کو رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھتے دیکھتے تو اسے

کنکریاں مارتے اور فرماتے کہ رفع الیدین نماز کی زینت ہے۔ ❶

۱۰۔ ((عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ،

وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ

يَدَيْهِ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَفَعَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى

النَّبِيِّ ﷺ)) ❷

” (اُستاد امام مالک رحمہ اللہ) نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز

میں داخل ہوتے وقت تکبیر کہتے، اور رفع الیدین کرتے۔ اور جب ”سَمِعَ اللَّهُ

لِمَنْ حَمِدَهُ“ کہتے تھے تو رفع الیدین کرتے، اور جب دو رکعتوں سے اُٹھتے

تھے تو رفع الیدین کرتے تھے۔ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اسے نبی مکرم ﷺ سے

مرفوع بیان کرتے ہیں۔“

فائدہ.....: امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی بنا پر مسلمانوں کے لیے رفع الیدین کرنا ضروری

ہے۔ ❸

۱۱۔ ((عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ أَنَّ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ

❶ جزء رفع الیدین، ص: ۸۶۔ مسند حمیدی: ۲/۲۷۷۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۳۹۰۔

❸ التلخیص الحبیر: ۱/۲۱۸۔

رَفَعَ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ. ((❶

”ابوزبیر سے روایت ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے، اور جب رکوع کرتے تھے اور رکوع سے سر اوپر اٹھاتے تھے، تب بھی اسی طرح ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے، اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے۔“

۱۲۔ عبد اللہ بن القاسم فرماتے ہیں کہ:

((بَيْنَمَا النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ خَرَجَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَقْبِلُوا عَلَيَّ بوجوهكم أَصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي وَيَأْمُرُ بِهَا، فَقَامَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَا بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، كَبَّرَ ثُمَّ غَضَّ بَصَرَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَا بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ رَكَعَ وَكَذَلِكَ حِينَ رَفَعَ قَالَ لِلْقَوْمِ هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا)) ❷

”لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک ان کے پاس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: ”لوگو! اپنے چہرے میری طرف کرو، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں، جو آپ پڑھتے تھے، اور جس کا حکم دیتے تھے۔ پس آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے

❶ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوات، رقم: ۸۶۸۔ مسند السراج، ص: ۶۲۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ نصب الرایۃ ۱/۴۱۶۔ مسند الفاروق، لابن کثیر، ص: ۱۶۵، ۱۶۶۔ شرح ترمذی، لابن سید الناس ۲/۲۱۷، واللفظ لہ۔

ہو گئے، اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا، اور ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہا۔ پھر آپ نے اپنی نظر جھکالی، پھر آپ نے رفع الیدین کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر ہو گئے، پھر آپ نے تکبیر کہی، پھر رکوع کیا، اور اسی طرح رفع الیدین کیا، جب آپ رکوع سے کھڑے ہوئے۔ آپ نے نماز کے بعد لوگوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس طرح نماز پڑھاتے تھے۔“

۱۳۔ ((عَنْ عَاصِمٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، وَيَرَفَعُ كُلَّمَا رَكَعَ، وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكُوعِ)) ❶

”عاصم سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب انھوں نے نماز شروع کی تکبیر کہی، اور رفع الیدین کیا، اور جب رکوع کیا کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔“

۱۴۔ سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”حضور انور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرتے تھے۔ اس کی سند بالکل صحیح ہے۔“ ❷

خلاصہ: ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے: (۱) ابوبکر صدیق (۲) عمر بن خطاب (۳) عثمان بن عفان (۴) علی بن ابی طالب (۵) مالک بن حویرث (۶) ابو موسیٰ اشعری (۷) عبد اللہ بن زبیر (۸) انس بن مالک (۹) عبد اللہ بن زبیر (۱۰) عبد اللہ بن عباس (۱۱) وائل بن حجر (۱۲) جابر بن عبد اللہ (۱۳) ابوسعید اور (۱۴) فلطان بن عاصم جری رضی اللہ عنہم۔

❶ جزء رفع الیدین، رقم: ۵۶، ۲۰، ص: ۹۳.

❷ السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۷۵/۲.

تا بلعین کا رفع الیدین کرنا

تا بلعین عظامِ رسول ﷺ کا گروہ بھی قابل اقتداء ہے۔ کیونکہ وہ خیر القرون میں شامل ہیں اور انہوں نے علم بالواسطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروردہ آغوش رسالت تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک ہے:

((خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.))^①

”تم میں سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں، (یعنی صحابہ کرام) پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو اس کے بعد آئیں گے۔“ (تابع تابعین)

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے، تو تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے اس سنت کو اپنایا اور ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے۔

۱۔ ((عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ صَبِيحٍ قَالَ: رَأَيْتُ مُحَمَّدًا وَالْحَسَنَ وَابَا نَضْرَةَ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَطَاءَ وَطَاؤُسًا وَمُجَاهِدًا وَالْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ وَنَافِعًا وَابْنَ أَبِي نَجِيحٍ إِذَا افْتَحُوا الصَّلَاةَ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَإِذَا رَكَعُوا، وَإِذَا رَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ مِنْ الرُّكُوعِ))^②

”ربیع بن صبیح کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین، حسن بصری، ابو نضرة، قاسم بن محمد (سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) عطاء بن ابی رباح (ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے استاد) طاؤس یمانی، مجاہد، حسن بن مسلم، نافع (امام مالک کے استاد) اور

① صحیح بخاری، کتاب الشهادات، رقم: ۲۶۵۱۔

② جزء رفع الیدین، ص: ۶۷۔ التمهید: ۲۱۸/۹۔

عبداللہ بن ابی نسجیح رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب نماز شروع کرتے، اور جب رکوع

کرتے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔“

۲۔ ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّعْمَانَ بْنَ أَبِي عِيَاشٍ يَقُولُ: لِكُلِّ شَيْءٍ زِينَةٌ وَزِينَةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ إِذَا كَبَّرْتَ ، وَإِذَا رَكَعْتَ ، وَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ مِنَ الرَّكْعَةِ)) ❶

”محمد بن عجلان سے روایت ہے کہ نعمان بن ابی عیاش سے میں نے سنا، کہتے

تھے کہ ہر چیز کے لیے زینت ہوتی ہے، اور نماز کے لیے زینت یہ ہے کہ جس وقت تکبیر تحریرم کہو، جس وقت رکوع کرو اور جس وقت رکوع سے سیدھے

کھڑے ہو تو دونوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ یعنی رفع الیدین کرو۔“

۳۔ ((عَنْ دَاوُدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: رَأَيْتُ وَهْبَ بْنَ مُنْبَةَ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوِ أُذُنَيْهِ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ .)) ❷

”داؤد بن ابراہیم سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے وہب بن منبہ تابعی کو

دیکھا کہ جب پہلی تکبیر کہتے اور جس وقت رکوع کرتے، اور جس وقت رکوع

سے سر اٹھاتے تو کانوں کے برابر رفع الیدین کرتے۔“

۴۔ ((عَنْ عِكْرَمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: رَأَيْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَطَاءً وَمَكْحُولًا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلَاةِ إِذَا رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعُوا .)) ❸

”عکرمہ بن عمار سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے سالم بن عبداللہ، قاسم بن

❶ جزء رفع الیدین، ص: ۵۹.

❷ مصنف عبدالرزاق: ۶۹/۲ - التمهید: ۲۲۸/۹.

❸ جزء رفع الیدین، رقم: ۶۲.

محمد، عطاء (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اُستاد) اور مکحول کو دیکھا کہ نماز میں رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔“
 ۵۔ ((عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: هُوَ شَيْءٌ تَزَيِّنُ بِهِ صَلَاتَكَ)) ❶

”عبد الملک بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نماز میں رفع الیدین کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ ایک ایسا عمل ہے، جس سے تو اپنی نماز کو مزین کرتا ہے۔“

۶۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور رفع الیدین:

امام بخاری رحمہ اللہ جزء رفع الیدین میں لکھتے ہیں:
 ((عَمْرُو بْنُ الْمُهَاجِرِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ لَيْسَ لِي أَنْ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، فَاسْتَأْذَنْتُ لَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: الَّذِي جَلَدَ أَخَاهُ فِي أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ أَنْ كُنَّا لِنُؤَدِّبُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ غُلَمَانٌ بِالْمَدِينَةِ ، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ .)) ❷

”عمرو بن مہاجر نے کہا: عبداللہ بن عامر مجھے کہتے ہیں کہ میں انہیں خلیفۃ المسلمین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس لے جاؤں، میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے جب اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ عبداللہ بن عامر وہی ہے جس نے اپنے بھائی کو رفع الیدین کرنے پر کوڑا مارا تھا۔ ہمیں تو رفع الیدین سکھایا جاتا تھا، جب کہ ہم مدینہ میں بچے تھے۔ پس عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔“

❶ جزء رفع الیدین، رقم: ۱۰۸۔ السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۷۵/۲۔

❷ جزء رفع الیدین، رقم: ۱۷۔

درج ذیل تابعین، فقہاء سے بسند صحیح رکوع سے پہلے اور بعد میں رفع الیدین کرنا

ثابت ہے:

- ۱ حسن بصری
- ۲ عطاء بن ابی رباح (استاد امام ابوحنیفہ)
- ۳ طاؤس (شاگرد ابن عباس رضی اللہ عنہما)
- ۴ مجاہد
- ۵ نافع (مولیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، وُستاد امام مالک)
- ۶ سالم
- ۷ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما - ①
- ۸ ابو قلابہ
- ۹ ابن ابی نیح
- ۱۰ حسن بن مسلم
- ۱۱ عبداللہ بن دینار
- ۱۲ عمر بن عبدالعزیز
- ۱۳ قاسم بن محمد
- ۱۴ قیس بن سعد
- ۱۵ محمد بن سیرین
- ۱۶ نعمان بن ابی عیاش، (۱۷) مکحول رضی اللہ عنہما - ②

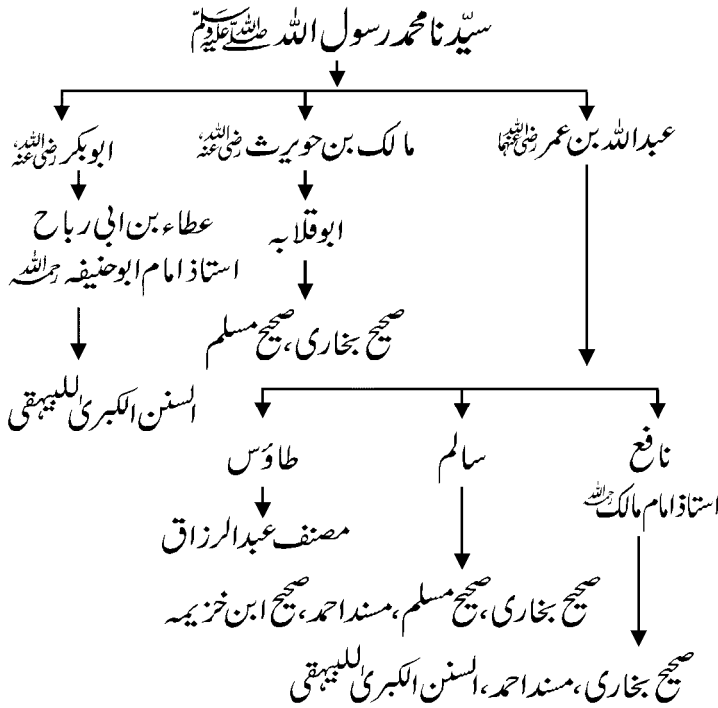
جدول:

قارئین کرام! تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے علم نبوت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حاصل کیا تھا، اور جو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں بتلایا، وہ اُس پر عمل پیرا ہے۔ رفع الیدین کرنا تابعین عظام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ ذیل میں دیے گئے جدول کی مدد سے آپ کو بات اچھی طرح سمجھ آ جائے گی کہ تابعین نے یہ سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اخذ کی اور انہوں نے اسے رسول

① سنن ترمذی، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین عند الركوع، رقم: ۲۵۶.

② جزء رفع الیدین للإمام البخاری: ۵۶، ۶۳، ۶۴.

کریم ﷺ سے روایت کیا۔ پس اگر کوئی شخص تابعین کی اقتداء کرنے والا ہو تو بھی رفع الیدین کا تارک نہیں ہو سکتا۔ اس جدول میں آپ دیکھیں گے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد محترم جناب عطاء ابن ابی اباح رحمہ اللہ رفع الیدین کی حدیث کے راوی ہیں اور وہ خود بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے تو ایسی عظیم ہستی کی تقلید کرتے ہوئے رفع الیدین نہ کرنا ریت کی دیوار پر عمارت قائم کرنے کے مترادف ہے۔ واللہ اعلم!



تبع تابعین اور ائمہ کرام کے عمل کی روشنی میں رفع الیدین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾﴾ (النساء: ٥٩)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اقتدار والوں کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔“

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي.)) ❶

”جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ امام احمد نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

❶ صحیح بخاری، کتاب الأحکام، رقم: ۷۱۳۷.

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کی قیادت میں ایک فوجی دستہ بھیجا۔ دستہ کے امیر کسی بات پر لوگوں سے ناراض ہو گئے، تو انہوں نے ایک آگ جلوائی اور لوگوں کو اس میں کودنے کے لیے کہا، دستہ کے ایک نوجوان نے لوگوں سے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں۔ جب انہوں نے واپس آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے کہا کہ اگر تم لوگ اُس میں کود جاتے تو اس سے کبھی نہ نکلتے، امیر کی اطاعت بھلائی کے کام میں ہوتی ہے۔^①

علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ ”وَاطِيعُوا الرَّسُولَ“ میں فعل کا اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت مستقل ہے۔ اور ”وَأُولَى الْأَمْرِ“ میں فعل کا عدم اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی اطاعت مشروط ہے۔ اگر ان کا حکم قرآن و سنت کے مطابق ہوگا تو اطاعت کی جائے گی، ورنہ نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ”اولی الامر“ سے مراد اہل فقہ و دین ہیں اور مجاہد، عطا اور حسن بصری وغیرہم کے نزدیک اس سے مراد علماء ہیں۔

لیکن بظاہر حق یہ ہے کہ تمام اہل حل و عقد، امراء اور علماء مراد ہیں۔^② پس تبع تابعین اور ائمہ ہدیٰ کا وہ عمل جو کتاب و سنت کے مطابق ہوگا قابل اقتداء ہے۔ ذیل کی بحث سے معلوم ہوگا کہ ائمہ ہدیٰ اور تبع تابعین بھی رفع الیدین کرتے تھے۔ جو کہ سنت رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ پس تبعین ائمہ کو رفع الیدین سے انکار کیوں ہے؟

❁ امام عبداللہ بن مبارک (شاگرد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ:
 ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَرْفَعُ فِي الصَّلَاةِ لِكَثْرَةِ
 الْأَحَادِيثِ وَجُودَةِ الْأَسَانِيدِ))^③

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۵۸۴۔

② تیسیر الرحمن، ص: ۲۶۹۔ ③ السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۷۹/۲۔

”یعنی رسول اللہ ﷺ سے اتنی زیادہ احادیث صحیح و عمدہ اسانید کے ساتھ مروی ہیں

کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو نماز میں رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔“

✽ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ رفع الیدین کیا کرتے تھے اور وہ اپنے وقت کے مشہور علماء میں سے تھے۔ پھر اگر کسی کو سلف سے علم نہ ہو تو وہ کم از کم ابن المبارک کی اتباع ہی کر لے۔ اس میں جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور

صحابہ کرام اور تابعین کی اتباع کی بہ نسبت اس شخص کے جس کو علم ہی نہ ہو۔ ❶

✽ امام بیہقی رحمہ اللہ عطاء بن ابی رباح (استاد ابو حنیفہ رحمہ اللہ) کے متعلق لکھتے ہیں:

ایوب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے عطاء کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا؛

((يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا رَكَعَ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ

مِنَ الرَّكْعَةِ .)) ❷

”کہ وہ جب نماز شروع کرتے اور جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے

سراٹھاتے تو رفع الیدین کرتے۔“

امام مالک رحمہ اللہ:

امام مالک رحمہ اللہ بھی تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سراٹھاتے وقت اپنی

نمازوں میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ❸

امام مالک اپنی موطا میں یہ حدیث مبارک نقل کرتے ہیں؛ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَدَّوْ

مَنْكِبَيْهِ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِرُكُوعٍ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ

❶ انسائیکلو پیڈیا آف اثبات رفع الیدین، ص: ۲۱۷-۲۱۸۔

❷ السنن الکبریٰ، للبیہقی: ۷۳/۱۲۔

❸ فتح الباری شرح صحیح بخاری للحافظ ابن حجر: ۱/۲۲۰، باب رفع الیدین۔

رَفَعَهُمَا كَذَلِكَ أَيضًا ، وَقَالَ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُودِ .)) ❶

”رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تھے، تو دونوں ہاتھ دونوں مونڈھوں کے برابر اٹھاتے تھے، اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے، اور کہتے ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ“ اور سجدوں میں ہاتھ نہ اٹھاتے، نہ سجدے کو جاتے وقت۔“

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((رَوَى ابْنُ وَهْبٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَسَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمٍ وَأَشْهَبُ وَأَبُو الْمُضْعَبِ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى حَدِيثِ بْنِ عُمَرَ هَذَا إِلَى أَنْ مَاتَ)) ❶

”یعنی امام ابن وہب، امام ولید بن مسلم، امام سعید بن ابی مریم، امام اشہب اور امام ابو مضعب امام مالک کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے موافق نماز میں رفع الیدین کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَبِهِ يَقُولُ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ عَيْنَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَقُ .“ ❷

”امام مالک، معمر، اوزاعی، ابن عیینہ، ابن المبارک، امام شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی مسلک ہے۔“

❶ موطا امام مالک بروایة ابن القاسم، ص: ۱۱۳، رقم: ۵۹۔ والموطا بالرواية الثمانية (۱۷۰) ۳۷۶، ۳۷۵/۱ بتحقیق الشیخ سلیم الہلالی حفظہ اللہ۔ والموطا، ص: ۸۰، رقم: ۷۸، بتحقیق عبدالمجید ترکی، بیروت.

❷ التمهید: ۲/۲۱۳، ۲۲۲.

❸ سنن ترمذی: ۲/۲۷، طبع بیروت.

امام عبداللہ بن وہب المصری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے امام مالک بن انس کو دیکھا، آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، اس کے راوی ابو عبد اللہ محمد بن جابر بن حماد المرزوقی الفقیہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے محمد بن عبداللہ بن الحکم سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ امام مالک کا قول اور فعل ہے جس پر وہ فوت ہوئے ہیں، اور یہی سنت ہے، میں اسی پر عمل کرتا ہوں اور حرمہ بھی اسی پر عمل کرتا ہے۔^①

امام مالک بن انس رحمہ اللہ کا رفع الیدین کے بارے ذکر مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے:

- ۱- جامع ترمذی، مع عارضة الاحوذی: ۵۷ / ۲، جامع ترمذی مع تخريج احمد شاکر: ۳۷ / ۲.
- ۲- طرح التثريب، للعراقی: ۲ / ۲۵۳ / ۲۵۴.
- ۳- التمهيد، لابن عبدالبر: ۹ / ۲۱۳، ۲۲۲، ۲۲۳، ورواه بأسانيد من طرق عنه.
- ۴- الاستذکار: ۲ / ۱۲۴.
- ۵- شرح صحيح مسلم للنوی: ۴ / ۹۵.
- ۶- المجموح شرح المذهب: ۳ / ۳۹۹.
- ۷- المغنی لابن قدامه: ۱ / ۲۹۴.
- ۸- نیل الاوطار للشوکانی: ۲ / ۱۸۰ - ۴ / ۱۸۰.
- ۹- معالم السنن للخطابی: ۱ / ۱۹۳.
- ۱۰- شرح السنة للبعوی: ۳ / ۲۳.
- ۱۱- المحلی لابن حزم: ۴ / ۸۷.
- ۱۲- المفهم للقرطبی بحوالہ تحفة الاحوذی: ۱ / ۲۲۰ وغیرہم۔^②
- ۱۳- مؤطا امام محمد، ص: ۸۹.

بعض الناس کا مالکیوں کی غیر مستند کتاب ”المدوّنہ“ کے حوالے سے امام مالک کا مسلک

① تاریخ دمشق: ۱۳۴/۵۵.

② بحوالہ نور العینین، ص: ۱۷۰، طبع مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد.

عدم رفع یدین بیان کرنا درست نہیں۔ کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ کے قریبی و مشہور تلامذہ ان سے رفع الیدین بیان کرتے ہیں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ بلکہ مؤطا میں امام مالک رحمہ اللہ سے بسند صحیح رفع الیدین کی حدیث ثابت ہے۔ اور امام مالک کے اساتذہ اور تلامذہ بھی رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ احادیث صحیحہ کی روشنی میں کیا خوب فرماتے ہیں:

((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ سَمِعَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي إِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ، وَعِنْدَ الرَّكْعِ ، وَالرَّفْعِ مِنَ الرَّكْعِ أَنْ يَتْرُكَ الْإِقْتِدَاءَ بِفِعْلِهِ ﷺ)) ①

”جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شروع نماز، رکوع سے پہلے، اور بعد میں رفع الیدین والی حدیث سن لے، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اس پر عمل نہ کرے، اور اقتداء سنت کو چھوڑ دے۔“

علامہ سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ رفع الیدین کو واجب، اور ضروری قرار دیتے ہیں۔ ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ رفع الیدین کا کیا معنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

”تَعْظِيمُ اللَّهِ وَاتِّبَاعُ سُنَّةِ نَبِيِّهِ ﷺ.“ ②

”کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور سنت نبوی ﷺ کی اتباع ہے۔“

السنن الكبرى، للبيهقي (٢ / ٨٢) پر لکھا ہے کہ: امام الربيع نے ان سے عند الركوع، رفع الیدین کے متعلق سوال کیا تھا تو انہوں نے یہ جواب دیا:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”تَارِكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الرَّكْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ تَارِكٌ لِلسُّنَّةِ.“ ③

① طبقات الشافعية الكبرى: ١ / ٢٤٢ . ② كتاب الأم: ١ / ٩١ .

③ اعلام الموقعين، ص: ٢٥٧ .

”رفع الیدین کا تارک سنت کا تارک ہے۔“

مزید برآں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَبِهَذَا نَقُولُ فَنَأْمُرُ كُلَّ مُصَلٍّ ، إِمَامًا وَمَأْمُومًا ، أَوْ مُنْفَرِدًا ، رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً أَنْ يَرْفَعَ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ .)) ❶

”ہمارا مذہب یہی ہے، اور ہم ہر نماز پڑھنے والے، خواہ وہ امام ہو، یا مقتدی یا منفرد، مرد ہو یا عورت سب کو نماز شروع کرتے، رکوع میں جاتے، اور رکوع

سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کا حکم دیتے ہیں۔“

امام شافعی رحمہ اللہ قریشی النسل تھے، فقہ حنفی، مالکی اور حنبلی کو بھی جانتے تھے، امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اساتذہ میں سے تھے، کتاب و سنت، فہم و عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین و تبع تابعین پر گہری نظر رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ رفع الیدین کا حکم دیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ:

مسائل الامام احمد، لابی داؤد السجستانی (رقم: ۲۳۴-۲۳۵، ص: ۵۰) پر ہے کہ:

((رَأَيْتُ أَحْمَدَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ الرُّكُوعِ ، وَعِنْدَ الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ كَرَفَعِهِ عِنْدَ اسْتِفْتَا حِ الصَّلَاةِ يُحَاذِيَانِ أُذُنَيْهِ وَرَبَّمَا قَصَرَ عَنِ رَفْعِ الْإِفْتِتَاحِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ قِيلَ لَهُ: رَجُلٌ سَمِعَ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ ، هُوَ تَامُ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: تَمَامُ الصَّلَاةِ لَا أَدْرِي وَلَكِنْ هُوَ عِنْدِي فِي نَفْسِهِ مُتَّعِرٌ))

”میں نے امام احمد کو دیکھا ہے وہ رکوع سے پہلے، اور بعد میں بھی شروع نماز کی طرح رفع الیدین کانوں تک کرتے تھے، اور بعض اوقات شروع نماز

والے رفع الیدین سے ذرا تقصیر کر کے رفع الیدین کرتے تھے۔“

اور میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو کہتے سنا جب ان سے کہا گیا کہ: ایک شخص رفع الیدین کی نبی ﷺ کی یہ احادیث سنتا ہے اور پھر بھی رفع الیدین نہیں کرتا۔ کیا اس کی نماز پوری ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: پوری نماز ہونے کا تو مجھے معلوم نہیں ہے، ہاں وہ فی نفسہ نقص والی نماز ہے۔^①

فائدہ..... جو لوگ رفع الیدین نہیں کرتے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی نمازوں کو ناقص قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حدیث رسول ﷺ کو زیادہ جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ جنھوں نے امام اہل السنہ کا لقب پایا، اور حدیث کی سب سے ضخیم کتاب مسند لکھنے کا شرف بھی حاصل کیا۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”امام احمد بن حنبل بلاشبہ تمام ائمہ سے زیادہ حدیثوں کے جامع اور عالم تھے۔ آپ کا حال یہ تھا کہ آپ ایسی کتابوں کی تالیف کو ناپسند کرتے تھے، جن میں مسائل کی تفریح اور رائے کو جمع کیا گیا ہو۔“^②

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی رفع الیدین کے قائل و فاعل تھے اور اپنی زندگی کی آخری نماز مرض الموت میں رفع الیدین کے ساتھ ادا کی۔

علماء اہل سنت، ائمہ کرام اور فقہائے عظام رحمہم اللہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے:

-
- (۱) امام مالک، (۲) امام معمر، (۳) امام اوزاعی، (۴) امام ابن عیینہ، (۵) امام عبداللہ بن مبارک (شاگرد امام ابوحنیفہ)، (۶) امام شافعی، (۷) امام احمد بن حنبل، (۸) امام اسحاق بن راہویہ^③، (۹) ابوالزبیر، (۱۰) اللیث بن سعد، (۱۱) یحییٰ بن سعید القطان، (۱۲) عبدالرحمن بن مہدی، (۱۳) یحییٰ بن یحییٰ اللاندلسی (شاگرد خاص امام مالک) رحمہم اللہ۔^④

① المنہج لأحمد: ۱/ ۱۵۹۔

② مناقب ابن الجوزی، ص: ۱۹۲۔

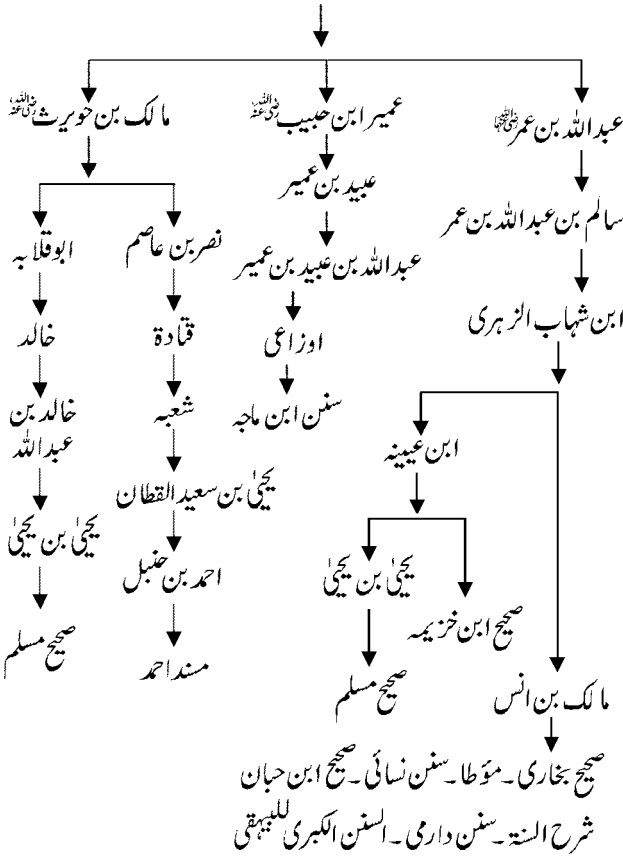
③ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۲۵۶۔

④ السنن الکبریٰ، للبیہقی، باب رفع الیدین عند الركوع وعند رفع الأسمنہ، رقم: ۲۳۵۶۔

جدول

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ تابعین اور ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول کریم ﷺ سے اس سنتِ مطہرہ کو بیان کیا اور اس پر عامل رہے۔ ذیل میں دیے گئے جدول سے بات سمجھنے میں آسانی ہوگی:

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ



امام ابن قیم رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو شخص رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے سر

اٹھاتے ہوئے رفع الیدین نہ کرے وہ سنت رسول کا تارک ہے۔^①
تفصیل جدول:

قارئین کرام! مذکورہ بالا بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور تبع تابعین، اور ائمہ کرام رضی اللہ عنہم رفع الیدین کرتے تھے۔

ذیل میں دیے گئے تمثیلی جدول میں گیارہ صحابہ کرام، سیدنا ابوبکر صدیق، عبد اللہ بن زبیر، علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن عمر، عمیر بن حبیب، انس بن مالک، ابو ہریرہ، وائل ابن حجر، مالک بن حویرث، ابو موسیٰ اشعری اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ بارہ تابعین جیسے عطاء بن ابی رباح، عبید اللہ بن ابی رافع، سالم بن عبد اللہ، نافع، عبید اللہ بن عمیر، حمید، ابوبکر بن عبد الرحمن بن حارث، علقمہ بن وائل، نصر بن عاصم، ابو قلابہ، حطان بن عبد اللہ اور ابو الزبیر رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور پھر تبع تابعین جیسے ایوب سختیانی، عبد الرحمن بن الاعرج، ابن شہاب الزہری، اوزاعی، عبید اللہ، عبد الوہاب، عبد الجبار بن وائل، شعبہ، خالد، ازرق بن قیس اور ابراہیم بن طہمان ہیں اور ائمہ کرام کی کثیر تعداد جیسے محمد بن الفضل، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ الصفار، عبد اللہ بن الفضل، موسیٰ بن عقبہ، عبد الرحمن بن ابی زناد، سلیمان بن داؤد، یونس، عبد اللہ، محمد بن مقاتل، عبد الاعلیٰ، عیاش، محمد بن بشار، یحییٰ بن ایوب، شعیب بن یحییٰ التمیمی، ابو زہیر عبد المجید، ابوبکر، ابوطاہر، محمد بن جادہ، ہمام، عفان، زہیر بن حرب، یحییٰ بن سعید القطان، یحییٰ بن یحییٰ، حماد بن سلمہ، نصر بن شمیل، اسحاق بن راہویہ، عبد اللہ بن شیروہ، دجاج بن احمد، ابو حذیفہ، محمد بن یحییٰ، بیہقی، احمد بن حنبل، بخاری، ابن خزیمہ، مسلم، دارقطنی، اور ابن ماجہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ یہ وہ عظیم ہستیاں ہیں جو رفع الیدین کی حدیث بیان کرتی ہیں اور خود بھی رفع الیدین کرتی تھیں۔

اس جدول کو اور بھی کھولا جاسکتا ہے، لیکن بطور نمونہ اختصار و جامعیت کے ساتھ پیش خدمت قارئین ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد علی بن مدینی رحمہ اللہ کا قول:

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ رفع الیدین کریں۔“^①

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، علی (ابن عبد اللہ المدینی) نے کہا: میں نے جتنے استاذ بھی دیکھے ہیں وہ نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: میں نے انہیں کہا: سفیان (ابن عیینہ) رفع الیدین کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں! بخاری نے فرمایا: احمد بن حنبل نے کہا: میں نے معمر یحییٰ بن سعید (القطان) عبد الرحمن (بن مہدی) یحییٰ (بن معین) اور اسماعیل (بن علیہ) کو دیکھا۔ وہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔^②

امام ابن خزمیمہ رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن خزمیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جس نے رفع الیدین چھوڑ دیا، بے شک اس نے نماز کا ایک رکن چھوڑ دیا۔“^③

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی کا فتویٰ:

پاک و ہند میں اہل سنت و الجماعت میں کوئی گروہ بھی ہو، شاہ صاحب کا بڑا احترام کرتے ہیں، ادب و احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے اقوال و فتاویٰ کو حرزِ جاں بنایا جائے۔ اُن فتاویٰ جات میں سے فتویٰ رفع الیدین بھی ہے، لہذا ان کے محترمین کو چاہیے کہ وہ اس فتویٰ پر عمل کریں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

((وَالَّذِي يَرْفَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّنْ لَا يَرْفَعُ فَإِنَّ أَحَادِيثَ الرَّفَعِ

① جزء رفع الیدین، للبخاری.

② جزء رفع الیدین، ص: ۱۱۲.

③ عینی: ۷/۳.

اَكْثَرُ وَاثْبَتُ.)) ❶

”رفع الیدین کرنے والا میرے نزدیک نہ کرنے والے سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ رفع الیدین کی احادیث زیادہ اور صحیح ہیں۔“

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((رَفَعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ.)) ❷

”نماز میں تکبیر اولیٰ کے وقت، اور رکوع میں جاتے وقت، اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع الیدین کرنا چاہیے۔“

فائدہ: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف لوگوں نے طرح طرح کے جھوٹے واقعات اور شریکۂ عقائد منسوب کر کے کتابوں کے اوراق سیاہ کر رکھے ہیں، جن کا تعلق آپ سے قطعی نہیں ہے۔ مگر جو آپ کا عمل اور جو آپ کی دعوت ہے انہی لوگوں نے اس کو تعصب کی وجہ سے ترک کر رکھا ہے۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد بن عبداللہ کا عمل:

حضرت مجدد الف ثانی بھی نماز میں رفع الیدین کرتے تھے۔ ❸

رفع الیدین علمائے احناف کی نظر میں

حقیقت پسند علمائے احناف بھی رفع الیدین کے قائل ہیں۔ ذیل کی سطور میں چند کا ذکر

موجود ہے:

❶ امام عصام بن یوسف حنفی رکوع میں جاتے وقت، اور رکوع سے سر اُٹھاتے

❶ حجة الله البالغة: ۱۰ / ۲ . ❷ غنية الطالبين.

❸ تسهيل القارى.

وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ❶

فائدہ..... یہی امام عصام بن یوسف بلخی رحمہ اللہ جو امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفہ) کے تلامذہ اور امام یوسف (شاگرد امام ابوحنیفہ) کے رفقاء سے ہیں، وہ اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ جب انہیں امام ابوحنیفہ کے قول کے موافق دلیل نہ ملتی تو وہ ان کے خلاف دلیل کی روشنی میں فتویٰ صادر فرماتے۔ ❷

❧ علامہ سندھی حنفی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی احادیث رفع

الیدین کے متعلق رقمطراز ہیں:

”مَالِكُ بْنُ الْحَوَيْرِثِ وَوَائِلُ بْنُ حَجْرٍ مِمَّنْ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي آخِرِ عُمُرِهِ فَرِوَايَتُهُمَا الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَالرَّفْعَ مِنْهُ دَلِيلٌ عَلَى بَقَائِهِ وَبُطْلَانِ دَعْوَى نَسَخِهِ كَيْفَ وَقَدْ رَوَى مَالِكٌ هَذَا جَلْسَةَ الْإِسْتِرَاحَةِ فَحَمَلُوها عَلَى أَنَّهَا كَانَتْ فِي آخِرِ عُمُرِهِ فِي سِنِّ الْكِبَرِ فَهِيَ لَيْسَ مِمَّا فَعَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ قَصْدًا فَلَا يَكُونُ سُنَّةً وَهَذَا يَفْتَضِي أَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ الَّذِي رَوَاهُ ثَابِتٌ لَا مَنْسُوخًا لِكَوْنِهِ فِي آخِرِ عُمُرِهِ عِنْدَهُمْ فَالْقَوْلُ بِأَنَّهُ مَنْسُوخٌ قَرِيبٌ مِنَ التَّنَاقُضِ وَقَدْ قَالَ ﷺ لِمَالِكٍ هَذَا وَأَصْحَابِهِ ”صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي“ . وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ .“ ❸

”مالک بن حویرث اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہما ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے

❶ الفوائد البهية، ص: ۱۱۶ .

❷ صلوة النبی ﷺ للآلبانی، ص: ۵۲۔ حاشیہ ابن عابدین: ۷۴/۱۔ الفوائد البهية، ص: ۱۱۶۔ البحر الرائق: ۹۳/۶ .

❸ حاشیہ سندھی علی النسائی: ۱/۴۵۸، مطبوعہ دارالمعرفة بیروت۔ شرح سنن ابن ماجہ: ۲۸۲/۱، مطبوعہ دارالجیل، بیروت .

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی آخری عمر میں نماز پڑھی ہے ان دونوں کی رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کی روایت کردہ رفع الیدین کی حدیثیں اس کے بقاء و دوام اور رفع الیدین کی منسوخیت کے دعویٰ کو باطل کرنے کی دلیل ہیں۔ یہی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے جلسہ استراحت کی حدیث بھی بیان کی ہے اور حنفی حضرات نے اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ یہ آپ کی آخری عمر میں بڑھاپے کی وجہ سے تھا۔ آپ نے قصداً ایسے نہیں کیا اور نہ ہی یہ سنت ہے۔ یہ توجیہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ رفع الیدین جسے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ثابت ہے منسوخ نہیں، اس لیے کہ جلسہ استراحت ان کے ہاں آپ کی آخری عمر میں تھا رفع الیدین کی منسوخیت کا قول تناقض کے قریب ہے اور اسی مالک کو اور اس کے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا: نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔“

✽ مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

((أَنَّ الرَّفْعَ مُتَوَاتِرٌ إِسْنَادًا، أَوْ مِمَّا لَا يُشَكُّ فِيهِ وَلَمْ يُنْسَخْ وَلَا حَرَفٌ مِنْهُ.)) ❶

”یعنی رفع الیدین کی حدیث سند اور عمل دونوں لحاظ سے متواتر ہے۔ جس میں

کوئی شک نہیں کیا جاسکتا، اس میں سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا۔“

✽ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حق یہ ہے کہ رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رسول

اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قوی طرق اور اخبار

صحیح کی بناء پر رفع الیدین کے ثبوت میں کوئی شک نہیں۔^①

نیز فرماتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ سے رفع الیدین کرنے کا ثبوت بہت زیادہ اور

نہایت عمدہ ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہے، ان کا یہ دعویٰ بے بنیاد

ہے، ان کے پاس کوئی تسلی بخش دلیل نہیں ہے۔“^②

✽ ان کے علاوہ علامہ رشید گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ (۵/۲) میں اور مولانا اشفاق

الرحمن نے نور العینین (۸۵) میں رفع الیدین کے صحیح اور ثابت ہونے کا اعتراف

کیا ہے۔

✽ عبد الحمید سواتی دیوبندی نے رفع الیدین کے بارے میں لکھا ہے کہ ”اور اگر کر لے تو

جائز ہے۔“^③

ان کے علاوہ بھی کئی ایک حنفی علماء نے رفع الیدین کے اثبات کا اعتراف کیا ہے۔

اُن میں سے چند علمائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (مالا بدمنہ)، حاجی امداد اللہ مہاجرکی (ملفوظات حکیم

الامت، جلد ۱۲، صفحہ ۶۵)، مولانا اشرف علی تھانوی (ملفوظات، جلد ۱۲، صفحہ ۶۵)، مولانا

حسین احمد مدنی (تقریر ترمذی، ص: ۴۰۱)، مفتی محمد شفیع عثمانی (ماہنامہ الشریعہ، نومبر

۲۰۰۵)، مولانا فخر الدین دیوبندی (مجموعہ مقالات: ۹۳/۳) اور مولانا تفتی عثمانی (درس

ترمذی: ۲/۲۶)۔

① سعایہ: ۲۱۳/۱، مطبوعہ مصطفائی.

② التعليق الممجد: ۹۱.

④ نماز مسنون کلان، ص: ۳۶۹.

مانعین رفع الیدین کے چند دلائل کا سرسری جائزہ

(۱) حدیث سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ:

مانعین رفع الیدین کے بنیادی دلائل میں سے سرفہرست سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کی حدیث مبارک ہے۔ جس میں ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَصَلَّيْ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ)) ❶

”کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھاؤں؟ پس آپ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی مرتبہ ہاتھ اٹھائے۔“

الجواب: (۱) اس روایت کو کئی ایک ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مثلاً:

(۱) امام عبداللہ بن مبارک..... (سنن ترمذی: ۲/۳۸، التحقیق لابن الجوزی: ۱/۲۷۸)

(۲) امام شافعی..... (الزرقانی علی الموطا: ۱/۱۵۸۔ فتح الباری: ۲/۱۷۵)

(۳) امام احمد بن حنبل..... (التمہید: ۹/۲۱۹۔ العلل و معرفة الرجال: ۱/۱۱۶، ۱۱۷)

(۴) امام ابو حاتم رازی..... (علل الحدیث: ۱/۹۶)

(۵) امام دارقطنی..... (العلل: ۵/۱۷۲)

(۶) امام ابن حبان..... (التلخیص: ۱/۲۲۲)

(۷) امام ابو داؤد..... (سنن أبی داؤد: ۱/۱۹۹)

❶ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۵۷۔ مشکوٰۃ، رقم: ۸۰۹۔

- (۸) امام یحییٰ بن آدم (التلخیص: ۱/ ۲۲۲)
- (۹) امام بزار (التمہید: ۹/ ۲۲۰، ۲۲۱)
- (۱۰) امام محمد بن وضاح (التمہید: ۹/ ۲۲۱)
- (۱۱) امام بخاری (التلخیص: ۱/ ۲۲۲ - جزء رفع الیدین، ص ۱۱۳ - المجموع: ۳/ ۴۰۳)
- (۱۲) امام ابن القطان الفاسی (نصب الرایہ: ۱/ ۳۹۵)
- (۱۳) امام ابن ملقن (البدر المنیر)
- (۱۴) امام حاکم (تہذیب السنن: ۲/ ۴۴۹)
- (۱۵) امام نووی (المجموع: ۳/ ۴۰۳)
- (۱۶) امام دارمی (تہذیب السنن: ۲/ ۴۴۹)
- (۱۷) امام بیہقی (مختصر خلائیات: ۱/ ۳۷۹)
- (۱۸) امام مروزی (نصب الرایہ: ۱/ ۳۹۵)
- (۱۹) امام ابن قدامہ (المغنی: ۱/ ۲۹۵)
- (۲۰) امام ابن عبدالبر (التمہید: ۹/ ۲۲۰، ۲۲۱ - مرعاة: ۲/ ۳۲۳)
- (۲۱) امام ابن قیم (المنار المنیف، ص ۴۹)
- الغرض ائمہ محدثین کی کثیر تعداد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اب اتنے محدثین کے ضعیف قرار دینے کے مقابلے میں امام ترمذی کی تحسین کیا کرے گی؟
- مزید برآں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ تحسین میں ہیں بھی تساہل۔ چنانچہ علماء اصول کا مشہور قول ہے:
- ”التِّرْمِذِيُّ يَتَسَاهَلُ فِي التَّحْسِينِ.“^①
- ”ترمذی حدیث کو حسن کہنے میں تساہل ہیں۔“

① فتح الباری: ۶۲/۹.

(۲) اس کی سند میں ”سفیان بن سعید الثوری رحمۃ اللہ علیہ“ مدلس ہیں۔ اور وہ صیغہ ”عن“ سے روایت کر رہے ہیں۔ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو کئی ایک ائمہ محدثین نے مدلس قرار دیتے ہوئے ان کی معنی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کئی حنفی، دیوبندی، بریلوی علماء نے بھی امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس قرار دیا ہے۔ مثلاً:

- (۱) علامہ نیموی..... (آثار السنن، ص ۱۹۴ [۳۸۴])
- (۲) مولوی سرفراز صفر..... (خزائن السنن: ۷۷/۲)
- (۳) عبدالقیوم حقانی..... (توضیح السنن: ۶۱۵/۱)
- (۴) مفتی تقی عثمانی..... (درس ترمذی: ۵۲۱/۱)
- (۵) ماسٹر امین اوکاڑوی..... (مجموعہ رسائل: ۳۳۱/۲۔ تجلیات: ۴۷۰/۵)
- (۶) مولوی شریف کوٹلوی بریلوی..... (فقہ الفقہ، ص: ۱۳۴)
- (۷) مولوی عباس رضا بریلوی..... (واللہ آپ زندہ ہیں، ص ۳۳۱، ۳۳۲ (۱۷) ط۔
قدیم ص ۳۰۱، طبع جدید)

(۳) خود حنفی علماء سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی باتوں کو نہیں مانتے۔ مثلاً:

- (۱) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھنے کے قائل و فاعل تھے۔ ①
- (۲) بوقت رکوع گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کے بجائے گھٹنوں کے درمیان ہاتھ رکھتے تھے۔ ②
- (۳) امامت کے وقت آگے کھڑے ہونے کے بجائے صف کے درمیان کھڑے ہوتے تھے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد) یہ سب باتیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”ہم سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل نہیں کرتے۔“ ③

تورفع الیدین کے مسئلے میں کیوں ایک ضعیف روایت کو پکڑے بیٹھے ہیں۔ بعض ائمہ

① کتاب الآثار، از محمد بن حسین شیبانی، ص ۶۰، مترجم.

② کتاب الآثار، ص: ۶۹.

③ کتاب الآثار، ص ۶۹.

مثلاً امام ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ اس کے باوجود وہ خود بھی رفع الیدین کرتے تھے، اور اسی کے قائل تھے۔ اور جہاں امام ترمذی رحمہ اللہ اس قول کے بعد اپنی کتاب میں طریقہ نماز بیان کرتے ہیں تو وہاں رفع الیدین پر دس صحابہ کرام کا اجماع بیان کر کے اپنی مہر ثبت کرتے ہیں کہ یہی نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

(۴) مسئلہ آئین بالجہر والی حدیث کو سفیان ثوری کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ درس ترمذی (۱/۵۲۱) میں مولانا عثماني نے کہا ہے، تو یہاں سفیان ثوری کی حدیث کو حسن کیوں قرار دیا جاتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر آئین بالجہر کا موقف اپنا ناپڑے گا۔

(۲) حدیث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ.)) ❶

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو افتتاح نماز کے وقت رفع یدین کرتے دیکھا، پھر آپ نے ہاتھ نہیں اٹھائے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔“

الجواب:..... (۱) امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے یہ روایت نقل کر کے ارشاد فرمایا:

((هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ.))

”یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔“

(۲) اس کی سند میں ”ابن ابی لیلیٰ“ ضعیف راوی ہے، جسے تقریباً ۳۲۲ئمہ کرام نے

ضعیف قرار دیا ہے۔

(۳) اس روایت کے بعض طرق میں ”یزید بن ابی زیاد“ ہے۔ جسے تقریباً ۳۰ئمہ

کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (دیکھیں: نور العینین)

❶ سنن ابو داؤد، رقم: ۷۵۲. محدث البانی نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(۳) حدیث سیدنا جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ:

سیدنا جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ

كَأَنَّهُا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ ، أُسْكِنُوا فِي الصَّلَاةِ .)) ❶

”رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں تمہیں شریر گھوڑوں کی

دموں کی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ نماز میں سکون اختیار کیا کرو۔“

الجواب: (۱) محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث کو سلام کے باب میں ذکر

کیا ہے۔ اس حدیث کا رفع الیدین سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں

بوقت سلام ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ جیسا کہ ”صحیح مسلم“ ہی میں اس کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کی

دوسری حدیث میں صراحت ہے۔

دوسری حدیث

سیدنا جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر

سلام پھیرتے تو کہتے: ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ اور آپ نے دونوں

طرف ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”عَلَامَ تُوْمُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهُا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِنَّمَا يَكْفِي

أَحَدُكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخْذِهِ ، ثُمَّ يُسَلِّمَ عَلَى أَخِيهِ مِنْ عَلَى

يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ . “ ❷

”اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر اس طرح اشارے کیوں کرتے ہو گویا کہ وہ شریر

گھوڑوں کی دمیں ہوں؟ تمہیں صرف یہ کافی ہے کہ اپنی رانوں پر ہاتھ رکھ کر

دائیں بائیں سلام پھیر دو۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۹۶۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۹۷۰.

تیسری حدیث

سیدنا جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز کے خاتمہ پر ”السلام علیکم ورحمة اللہ“ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ”تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دہلیز ہیں۔ تم نماز کے خاتمہ پر صرف زبان سے ”السلام علیکم ورحمة اللہ“ کہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔“^①

مولانا تقی عثمانی حنفی لکھتے ہیں: ”بعض حنفیہ نے صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرة کی مرفوع حدیث سے استدلال کیا ہے:

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ مَالِي أَرَأَيْكُمْ رَافِعِي
أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ أُسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ .

یہ حدیث سندا صحیح ہے لیکن اس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تلخیص الخیر میں امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے:

”مَنْ أَحْتَجَّ بِحَدِيثِ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَلَى مَنَعِ الرَّفْعِ عِنْدَ
الرُّكُوعِ فَلَيْسَ لَهُ حَظٌّ مِنَ الْعِلْمِ .“

”جو شخص جابر بن سمرة کی حدیث کو منع رفع الیدین پر دلیل بناتا ہے اس کے پاس کچھ بھی علم نہیں ہے۔“

اس لیے کہ یہ حدیث رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے نہ کہ عند الركوع سے۔ چنانچہ صحیح مسلم ہی میں اس روایت کا دوسرا طریق عبد اللہ بن القبطیہ سے مروی ہے جس میں یہ تصریح ہے کہ یہ حدیث رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے۔

”عَنْ عَيْدِ اللَّهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا إِذَا

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۹۷۱۔

صَلَيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ .
 السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ:
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَامٌ تُؤْمُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ
 إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخْذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمَ عَلَى أَخِيهِ
 مَنْ عَلَى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ .“

اس صراحت کے بعد حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث کو رفع الیدین عند الركوع کی
 ممانعت پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

حافظ زلیعی نے ”نصب الرایۃ“ میں امام بخاری کے اس اعتراض کا جواب دینے کی
 کوشش کی ہے، اور فرمایا ہے کہ ابن القبطیہ کا طریق رفع الیدین عند السلام سے متعلق ہے
 اور باقی طرق ہر قسم کے رفع یدین سے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جن طرق میں رفع الیدین
 عند السلام کی تصریح نہیں ہے ان میں ”اسکنوا فی الصلاة“ کا جملہ مروی ہے جب کہ
 ابن القبطیہ کے طریق میں یہ جملہ موجود نہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم نماز کے کسی
 درمیانی رفع یدین سے متعلق ہے رفع یدین عند السلام سے نہیں کیوں کہ سلام کے وقت جو
 عمل کیا جائے وہ خروج من الصلوٰۃ عمل ہے۔ ”اسکنوا فی الصلاة“ نہیں کہا جاسکتا۔

لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبه اور کمزور ہے کیوں
 کہ ابن القبطیہ کی روایت میں سلام کے وقت کی جو تصریح موجود ہے اس کی موجودگی میں ظاہر
 اور متبادر یہی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث رفع عند السلام ہی سے متعلق ہے اور دونوں
 حدیثوں کو الگ الگ قرار دینا جب کہ دونوں کا راوی بھی ایک ہے اور متن بھی قریب قریب ہے،
 بعد سے خالی نہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ حدیث ایک ہی ہے اور رفع عند السلام سے متعلق ہے۔

ابن القبطیہ کا طریق مفصل ہے اور دوسرا طریق مختصر و مجمل۔ لہذا دوسرے طریق کو
 پہلے طریق پر ہی محمول کرنا چاہیے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے

اس حدیث کو حنفیہ کے دلائل میں ذکر نہیں کیا۔ ❶

(۳) دیوبندی شیخ الہند محمود حسن فرماتے ہیں:

”باقی اذناہ خیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں

کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں.....“ ❷

۳۔ امام نووی رحمہ اللہ ”المجموع“ میں فرماتے ہیں: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل لینا عجیب بات اور سنت سے جہالت کی قبیح قسم ہے۔ کیوں کہ یہ حدیث رکوع کو جاتے اور اٹھتے وقت کے رفع الیدین کے بارے میں نہیں، بلکہ تشهد میں سلام کے وقت دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ محدثین اور جن کو محدثین کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے، ان کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں، اس کے بعد امام نووی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے بعض جاہل لوگوں کا دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیوں کہ یہ سلام کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بارے میں ہے۔ اور جو عالم ہے وہ اس طرح کی دلیل نہیں پکڑتا کیوں کہ یہ معروف و مشہور بات ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ابتدائے نماز اور عید کا رفع الیدین بھی منع ہو جاتا مگر اس میں خاص رفع الیدین کو بیان نہیں کیا گیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں: پس ان لوگوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ وہ نبی ﷺ پر وہ بات کہہ رہے ہیں جو آپ نے نہیں کہی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَخْذِرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳)

❶ درس ترمذی، ص: ۳۵-۳۷، جلد نمبر ۲، طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

❷ الورد الشذی، ص: ۶۳، جامع سید اصغر حسین صاحب تقاریر شیخ الہند، ص: ۶۵، ترتیب:

عبدالحفیظ بلباوی۔

”پس ان لوگوں کو جو نبی کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ

انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔“

خلاصہ کلام یہ کہ یہ روایت عند الرکوع رفع یدین کے بارہ میں نہیں ہے۔ لہذا بروئے

انصاف اس سے استدلال درست نہیں۔

(۴) نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کو شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح تشبیہ دینا گستاخی

اور نہایت گھناؤنا عمل ہے۔ اگر رفع الیدین شریر گھوڑوں کی دموں سے مشابہ ہے تو پھر تکبیر

تحریمہ، وتروں اور عیدین کے وقت رفع الیدین کرنے کو کیا کہیں گے؟ یاد رہے کہ جو شخص رفع

الیدین ایسی محبوب رب العالمین ﷺ کی محبوب ترین سنت کو شریر گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ

دیتا ہے، وہ گستاخ رسول ﷺ نہیں تو اور کیا ہے؟

(۴) حدیث مسند الحمیدی:

مانعین رفع یدین کی طرف سے ”مسند حمیدی“ کی سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک

روایت بھی پیش کی ہے۔ جو کہ درحقیقت اثبات رفع یدین کی دلیل ہے، جیسا کہ آئندہ واضح

ہوگا۔ ان شاء اللہ!

حبیب الرحمن الاعظمی دیوبندی کی تحقیق سے طبع ہونے والی ”مسند حمیدی“ میں روایت

کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَدْوًا

مَنْكَبِيهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ

فَلَا يَرْفَعُ وَلَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.)) ❷

الجواب:

(۱) اس روایت میں ”فلا يرفع“ کے الفاظ ثابت نہیں۔ کیونکہ دیوبندی نسخے میں بے

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۹۶۸

❷ مسند الحمیدی: ۲، ۲۷۷، رقم: ۶۱۴، بتحقیق الاعظمی.

شمار اغلاط ہیں۔ اور اس نسخہ کی تیاری علامہ اعظمی کے پیش نظر ”مکتبہ ظاہریہ دمشق“ میں موجود ”مسند الحمیدی“ کا قلمی نسخہ بھی تھا، لیکن اس میں ”فلا یرفع“ کا اضافہ نہیں ہے۔

(۲) امام سفیان بن عیینہ سے یہ حدیث امام حمیدی کے علاوہ ۳۸ راوی بیان کرتے ہیں۔ اور سب ہی اثبات رفع یدین کی روایت بیان کرتے ہیں: جیسا کہ مفتی ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ نے تحقیق بیان فرمائی ہے۔ دیکھیں: ”قرآن و حدیث میں تحریف، (ص: ۱۵۱)“

اگر ”دیوبندی تحقیق“ کو مد نظر رکھتے ہوئے ”امام حمیدی“ کی روایت کونفی رفع یدین میں چند لمحوں کے لیے تسلیم کر لیا جائے تو امام حمیدی کی روایت ”امام سفیان بن عیینہ“ کے تقریباً (۳۸) تلامذہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے اصول حدیث کی رو سے ”شاذ“ قرار پائی ہے۔ جو کہ ضعیف کی ایک قسم ہے۔

(۳) ”مسند الحمیدی“ دار السقا۔ دمشق سے ”حسین سلیم اسد الدارانی“ کی تحقیق سے طبع ہوئی ہے۔ اس کی ”جلد نمبر ۱، ص ۵۱۵“ پر بھی ”فلا یرفع“ کا اضافہ نہیں ہے۔

(۴) ”دار الکتب العلمیہ، بیروت“ سے ”امام ابو نعیم الاصفہانی رحمہ اللہ“ کی کتاب ”المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم“ طبع ہوئی ہے۔ جس کی جلد ۲، ص ۱۲ پر ”حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما“ مذکورہ امام ابو نعیم نے اپنی سند سے بیان کی ہے۔ جس میں ”امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ“ سے چھ شاگرد روایت کرتے ہیں۔ ان میں ایک ”امام حمیدی رحمہ اللہ“ بھی ہیں۔ اور حدیث اثبات رفع الیدین کی ہے۔ نہ کہ عدم رفع الیدین کی۔ اور پھر حدیث کے آخر میں لکھا ہے: ”اللفظ للحمیدی“۔ ان تمام حوالہ جات کے عکس مفتی ابو جابر دامانوی حفظہ اللہ کی کتاب ”قرآن و حدیث میں تحریف (ص: ۱۰۹ تا ۱۲۹)“ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ جزاہ اللہ خیراً۔

مسند حمیدی / نسخہ دیوبندیہ کا عکس

مسند الخیسی (احادیث، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما) ۲۷۷

ایہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللالا یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان ابن ام مکتوم^۱ ۰

۶۱۲- حدثنا الخیسی قال ثنا سفیان قال: ثنا الزہری عن سالم عن ایہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذا استأذنت احدکم امرأته الی المسجد فلا ینتہما^۲ قال سفیان: یرون^۳ انه باللیل ۰

۶۱۳- حدثنا الخیسی قال: ثنا سفیان قال: ثنا الزہری وحدی (ولیس منی)^۴ ولا معہ احد قال: اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن ایہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من باع عبداً وله مال فماله للذی باعه الا ان یشترط المبتاع، (ومن باع نخلاً بعد ان تویر فثمرها للبائع الا ان یشترطه المبتاع)^۵ ۰

۶۱۴- حدثنا الخیسی قال: ثنا الزہری قال: اخبرنی سالم بن عبد اللہ عن ایہ قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه حدو صکبیه، واذا اراد ان یرکع وبعد ما یرفع رأسه من الرکوع فلا یرفع ولا ین الی حدیثین^۶ ۰

۶۱۵- حدثنا الخیسی قال: ثنا الولید بن مسلم قال سمعت زید بن

(۱) أخرجه البخاری من طریق نافع، والترمذی من طریق سالم عن ابن عمر (ج ۱ ص ۱۷۹) ۰ (۲) أخرجه البخاری فی التکلیف من طریق سفیان و فی الصلوۃ من طریق دیمر و طریق آخر ۰ (۳) فی الاصل: ورونه، و فی ط: یرون ۰ (۴) سقط من الاصل زدناه من ع و ط ۰

(۵) ما بین القوسین سقط من الاصل زدناه من ع و ط ۰ والحدیث أخرجه البخاری فیما من طریق الطیث عن الزہری عن سالم (ج ۵ ص ۳۲) ۰ (۶) أخرج البخاری اصل الحدیث من طریق یونس عن الزہری و اما رواة سفیان عنه فأخرجها احمد فی مسنده و ابو داؤد عن احمد فی سننه لکن رواة احمد عن

مسند حمیدی کے دوسرے قدیم مخطوطے کا عکس

حَدَّثَنَا الْحَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ ابْنِهِ أَنَّهُ سَمِعَ
 عَلِيًّا بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ مَا سَمِعْتُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَأْسِ
 حَدَّثَنَا الْحَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ
 حَدَّثَنَا الْحَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 امْتَنِعُوا وَأَتَوْبُوا السُّخْرَانِي عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ حَدَّثَنَا الْحَمْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
 شَيْخُنَا قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ
 فَتَلَوُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا الْإِذَانَ مِنْ أُمَّ مِثْلَهُ
 حَدَّثَنَا الْحَمْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 إِذَا اسْتَأْذَنْتَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فَلَا تَنْعَاهُ قَالَ
 شَيْخُنَا قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 شَيْخُنَا قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 لِحَدِّدٍ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 مَا عَمِلَ إِلَّا أَنْ يَشْرِبَ الْمِسْبَاحَ وَيَسْتَبِاحَ تَحْتَ الْعِدَانِ نَوْبًا
 فَيُكْرَهُ الْمِسْبَاحُ إِلَّا أَنْ يَشْرِبَ الْمِسْبَاحَ وَيَسْتَبِاحَ تَحْتَ الْعِدَانِ
 قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ سَمِعْتُ
 مِنْهُ وَإِذَا ارْتَدَّ الْقَلْبُ شَرَفَ بِهِ حَتَّى
 تَنْزِلَ فِيهِ وَتُرْفَعُ مِنْهُ الْعِدَانُ وَالْعِدَانُ تَرْفَعُ رَأْسَهُ
 مِنْهُ

(۵) حدیث مسند ابو عوانہ:

مسند الحمیدی کی حدیث کی طرح ”مسند ابی عوانہ“ کی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی استدلال کیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ بھی اثبات رفع یدین کی دلیل ہے۔ مسند ابی عوانہ کی روایت ملاحظہ ہو۔ امام ابو عوانہ نے باب ((بیان رفع الیدین فی افتتاح الصلاة قبل التکبیر بحذاء

منکبیه وللرکوع ولرفع رأسه من الرکوع وانه لا یرفع بین السجدتین .))
 ((حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَيُّوبَ الْمَخْزُومِيُّ وَسَعْدُ بْنُ نَصْرِ
 وَشُعَيْبُ بْنُ عَمْرٍ وَفِي آخَرِينَ قَالُوا: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ
 الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا
 افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ،
 حَذَوُ مَنْكَبِيهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ
 الرُّكُوعِ، لَا يَرْفَعُهُمَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ، وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ
 السَّجْدَتَيْنِ، وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ)) ❶

اب اس حدیث میں سے ”لا یرفعہما“ سے پہلے ”واؤ“ حذف ہے۔ اس ”واؤ“ کے خلاف ہونے سے یہ معنی بنتا ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ رکوع سے قبل اور بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔“ حالانکہ یہ درست نہیں۔ جیسا کہ آئندہ تفصیل سے معلوم ہوگا۔ ان شاء اللہ!

۱۔ امام ابو عوانہ رحمہ اللہ نے باب اثبات رفع الیدین کا قائم کیا ہے۔ جو کہ اس کی واضح برہان ہے۔ یہ تو بعید از عقل ہے کہ باب اثبات رفع الیدین کا اور دلیل عدم رفع الیدین کی ہو۔

۲۔ امام ابو عوانہ رحمہ اللہ خط کشیدہ عبارات میں اختلاف رواۃ بیان کر رہے ہیں۔ اگر ”لا یرفعہما“ کا تعلق پچھلی عبارت سے جوڑا جائے تو آگے عبارت ”ولا یرفع بین“

❶ مسند ابی عوانہ: ۱/۳۳۴، رقم: ۱۲۵۱۔

السجدتين والمعنى واحد“ میں ”والمعنى واحد“ یعنی ”معنى ایک ہے“ کی کوئی تک نہیں بنتی۔ اگر ”لا یرفعہما“ اور ”ولا یرفع بین السجدتين“ کو ایک ہی تسلیم کیا جائے۔ جبکہ حقیقت بھی یہی ہے تو ”والمعنى واحد“ کی بات بنتی ہے وگرنہ نہیں۔ فلیتدبر!

۳۔ آگے امام ابو عوانہ مزید رقمطراز ہیں:

((حدثنا الربيع بن سليمان ، عن الشافعي عن ابن عيينة بنحوه، ولا يفعل ذلك بين السجدتين ، حدثني أبو داود ، قال: ثنا عليُّ قال: ثنا سفيان ، ثنا الزهري أخبرني سالم عن أبيه ، قال: رأيت رسولَ الله ﷺ بمثلِه))^①

اب ”ربيع بن سليمان عن الشافعي“ طرق کو ”بنحوه“ کہہ کر یہ واضح کیا ہے کہ ”ربيع عن الشافعي“ طریق سے مروی حدیث بھی مذکورہ بالا حدیث کے معنی جیسی ہے۔ جو کہ ”نحوه“ سے مترشح ہے۔ اب ”ربيع عن الشافعي“ طریق سے مروی حدیث (کتاب الام: ۲۰۳/۱، طبع بیروت) میں موجود ہے، اور اثبات رفع الیدین کی دلیل ہے۔ جیسا کہ ”کتاب الام“ کی مراجعت سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ اسی طرح ”مسند الشافعی (ص: ۷۲، رقم: ۲۰۹، ۲۱۰)“ میں بھی امام شافعی، امام سفیان بن عیینہ سے اثبات رفع یدین بیان فرماتے ہیں: جس سے معلوم ہوا کہ حدیث ابو عوانہ درحقیقت رفع یدین کی دلیل ہے۔

۵۔ اس سے آگے امام عوانہ نے ”ابوداؤد از علی ابن المدینی از ابن عیینہ“ سند بیان کی ہے۔ تو ”امام علی بن المدینی“ کی حدیث ”سفیان بن عیینہ“ سے اثبات رفع یدین کی ہے نہ کہ عدم رفع کی۔ جیسا کہ جزء رفع الیدین للبخاری، ص: ۳۵، رقم: ۲ میں واضح موجود ہے۔

① مسند ابی عوانہ: ۳۳۴/۱، رقم: ۱۲۵۱۔

۶۔ امام ابو عوانہ کے استاد ”سعدان بن نصر“ (جیسا کہ اوپر عربی متن میں ہے) کے طریق سے ”امام بیہقی“ نے مذکورہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے۔ جس میں رفع یدین کا اثبات ہے، نہ کہ نفی۔ ❶

۷۔ مسند ابی عوانہ کے قلمی نسخے میں ”لا یرفعہما“ سے پہلے ”واؤ“ موجود ہے۔ جو کہ مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب کی لائبریری میں موجود ہے۔

۸۔ اسی طرح ”پیر جھنڈا سید محبت اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ“ کے مکتبہ نیو سعید آباد، سندھ میں بھی مسند ابی عوانہ کا قلمی نسخہ ہے۔ اس میں بھی ”واؤ“ موجود ہے۔ اور اس نسخے کا عکس ”حدیث اور اہل الحدیث“ کتاب کے آخر میں انوار خورشید دیوبندی نے بھی دیا ہے۔ ان تمام حوالہ جات کا عکس (قرآن و حدیث میں تحریف) نامی کتاب میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

فائدہ: یہ بات یاد رہے کہ امام صاحب کی تقلید میں حق بات کو چھپانا، صحیح احادیث کو ضعیف یا ناقابل عمل منسوخ قرار دینا، احادیث کی تخریج میں تساہل، تجاہل عارفانہ برتنا، الفاظ کا ہیر پھیر، جسے تحریف کہا جاتا ہے، علماء احناف کا وطیرہ و شیوہ ہے، اس و باء میں کبار علماء احناف بھی مبتلا تھے مثلاً ”لفظ سعبہ کو سعبہ“ بنا دینا، حدیث صحیح بخاری کی ہو تو اسے دارقطنی کی طرف منسوب کرنا، ان کے قلت علمی پر دلالت کرنے والی باتیں ہیں۔ بقول کسے ان کی حالت زار تو یہ ہے ۵

شیخ سعدی نے دیوانِ غالب میں لکھا ہے:

ساری عمر تو کٹی عشقِ بتاں میں مومن آخر عمر کیا خاکِ مسلمان ہوں گے
یعنی شعر مومن کا، لکھنے والے شیخ سعدی اور لکھا دیوانِ غالب میں۔
آنے والے صفحات میں دیے گئے عکس ان کی خیانت علمی پر دلالت کرتے ہیں۔

المستخرج لابن نعیم الاصبہانی کا عکس

۱۲ ————— الجزء الرابع من المسند المستخرج على صحيح مسلم

۶۸ - باب في رفع اليدين في الصلاة

۸۵۶- حدثنا أبو علي محمد بن أحمد بن الحسن ، ثنا بشر بن موسى ، ثنا الحميدي ح ،
وحدثنا فلروق ، ثنا أبو مسلم ، ثنا القعني ح ، وحدثنا أبو بكر الطلحي ، ثنا عبيد بن غنام ، ثنا أبو
بكر بن أبي شيبة ، وحدثنا جعفر بن محمد بن عمرو ، ثنا أبو حصين ، ثنا يحيى بن عبد الحميد ح ،
وحدثنا محمد بن إبراهيم ، ثنا أحمد بن علي بن النضر ، ثنا زهير بن حرب ، وإسحاق بن أبي
إسرائيل ح ، وحدثنا أبو علي مخلد بن جعفر ، ثنا الفرابي ، ثنا فضالة ح ، وحدثنا أبو محمد بن
عبدان ، ثنا عثمان بن أبي شيبة ، وأبو بكر بن خالد وزيد بن الحرث ، وحدثنا أبو علي الصراف ،
ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل ، حدثني أبي ، قالوا : ثنا سفيان بن عيينة ، ثنا الزهري ، أخبرني سالم
ابن عبد الله ، عن أبيه قال : رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه حلو متكبه وإذا أورد أن
يركع ويعد ما يرفع رأسه من الركوع ولا يرفع بين السجنتين^(۱) . اللفظ للحميدي .

رواه مسلم عن يحيى بن يحيى ، وسعيد بن منصور ، وأبي بكر بن أبي شيبة ، وعمرو الناقد ،
وزهير بن حرب ، وابن نمير كلهم عن سفيان .

۸۵۷- أخبرنا سليمان بن أحمد ، ثنا إسحاق ، ثنا عبد الرزاق ، عن ابن جريج ، حدثني
ابن شهاب ، عن سالم ، عن ابن عمر قال : كان نبي الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة يرفع يديه حتى يكونا
حلو متكبه ثم يكبر فإذا أورد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفتله حتى
يرفع رأسه من السجود^(۲) .

رواه مسلم عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق .

۸۵۸- حدثنا أبو بكر بن خالد ، ثنا أحمد بن إبراهيم بن ملحان ، ثنا يحيى بن بكير ،
ثنا الليث بن سعد ، حدثني عقيل ، عن الزهري ، عن سالم بن عبد الله بن عبد الله بن
عمر قال : كان رسول الله ﷺ إذا قام إلى الصلاة رفع يديه حتى يكونا حلو متكبه ثم
كبروا وإذا أورد أن يركع فعل مثل ذلك وإذا رفع من الركوع فعل مثل ذلك ولا يفتله حتى

[۱۱۹/۲] الحديث (۸۱۵۹) .

(۱) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة (۲۹۲/۱) الحديث (۳۹۰/۲۱) . والترمذي في كتاب الصلاة (۳۵/۲)
الحديث (۲۵۵) . والنسائي في كتاب افتتاح الصلاة (۱۱۲/۲) باب : رفع اليدين للركوع حله للكون .
رواه ماجه في كتاب إقامة الصلاة (۲۷۹/۱) الحديث (۸۵۸) . والإمام أحمد في مسنده (۱۱/۲)
الحديث (۵۵۳۹) .

(۲) أخرجه مسلم في كتاب الصلاة (۲۹۲/۱) الحديث (۳۹۰/۲۲) . والبيهقي في الكبرى في كتاب الصلاة
(۳۶/۲) الحديث (۲۳۰۱) .

مسند ابی عوانہ / مدینہ منورہ والے قلمی نسخے کا عکس

ما قلت ورا اسم خط الحفصه و لاءه من رسول الله صل الله عليه
 وسلم وان حبان اسم بكاء النبي فحفت حفاقه ان نفس الله ان
 حده نايوس بن حبيب اخر ما بعد اذ اجزا ما و بن حبه عن ناس من اشر
 الخوانا حلتا خطت مد الحفصه و لاءه من رسول الله صل الله عليه وسلم
 الی اسم و لاءه من رسول الله صل الله عليه وسلم الی اسم
 عنه مد خط الحفصه

بیان رفع الیدین وانشاء الحمد قبل التذکر
 محمد اسجد و الذکر و الرفع و التذکر و الرفع
 و التذکر من التجدید

حدثنا محمد بن ابراهيم الخزازي عن سعد بن زبير عن شبيب بن عمرو
 بن الحر بن مالک بن اسحاق بن عدي بن ابي اسحاق بن صالح بن ابي
 قال رايت رسول الله صل الله عليه وسلم اذا اتى المسجد رفع يديه حتى
 يجاوز يمينه و قال بعضهم حدثنا حفصه و ان الوردان يرفعون يدي
 ما يرفعون يديه من الرفع و قال بعضهم و ان الرفع من الرفع
 و الميعن الحفصه حدثنا الرفع بن سليمان بن ابي عن
 بن عبيد بن عمير و لا ينقل ذلك من التجدید من حدثنا ابو داود
 ابن ابي اسحاق بن مالک بن ابراهيم بن ابي اسحاق بن صالح بن ابي
 قال رايت رسول الله صل الله عليه وسلم يرفع يديه حتى يمشي
 معناه آخر الحمد ثم اجلس اسنان الرفع من الرفع من الرفع
 الی ان رسول الله صل الله عليه وسلم حدثنا الرفع

● صحیفة مسند ابی حنبلہ (مصر: المطبعة الإسلامية في المدينة المنورة)

(۶) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:

عدم رفع کے سلسلے میں ایک روایت خارجیوں کی کتاب ”مسند ربیع بن حبیب“ سے بھی پیش کی ہے کہ؛ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو نماز میں شریر گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع الیدین کرے گی۔“^①

الجواب:..... یہ کتاب بالکل موضوع، من گھڑت ہے۔ اس کتاب کا مصنف ”ربیع بن حبیب“ اور اس کا استاد ”ابو عبیدہ“ دونوں مجہول ہیں۔ کتب رجال میں ان دونوں کا تذکرہ نہیں ملتا۔ لہذا جب تک ان دونوں کی ثقاہت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کتاب سے استدلال و حجت پکڑنا قطعاً غلط ہے۔ الشیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے (سلسلہ الاحادیث الضعیفہ) میں اس کتاب کی زبردست تردید کی ہے۔

(۷) **وید دلیل:** رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین اس لیے کرنے کا حکم دیا تھا کہ لوگ بغلوں میں بت رکھ کر آتے تھے۔

الجواب: کسی ضعیف حدیث سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہے، یہ لوگوں کی خود ساختہ بات ہے، جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہتان عظیم اور ان کی شان میں گستاخی ہے۔ رفع الیدین کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور احادیث متواترہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔

(۸) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما از کتاب اخبار الفقہاء والمحدثین:

اخبار الفقہاء والمحدثین میں مرقوم ہے:

”حدثنی عثمان بن محمد قال: قال لی عبید اللہ بن یحییٰ:

حدثنی عثمان بن سوادۃ ابن عباد عن حفص بن میسرۃ عن زید

بن اسلم عن عبد اللہ بن عمر قال: کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ

① مسند الربیع بن حبیب، ص: ۵۶.

نَرَفَعُ أَيَدِينَا فِي بَدءِ الصَّلَاةِ وَفِي دَاخِلِ الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ
فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ تَرَكَ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي دَاخِلِ
الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَثَبَتَ عَلَيَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ فِي بَدءِ
الصَّلَاةِ. ❶

الجواب: یہ روایت موضوع اور کئی لحاظ سے باطل ہے۔

❶: اخبار الفقہاء کے آخر میں مرقوم ہے کہ یہ کتاب شعبان ۴۸۳ھ میں مکمل ہوئی۔ جبکہ مصنف کی وفات ۳۶۱ھ میں ہوئی۔ اب اس کی وفات کے ۱۲۲ سال بعد کتاب کس نے لکھی اور مکمل کی؟ معلوم نہیں، البتہ محمد بن حارث القیروانی کی کتاب نہیں ہے۔

❷: کتاب کا مصنف عثمان بن محمد مجہول الحال ہے، اس کی پیدائش اور وفات بھی نامعلوم ہے۔

❸: مخالفین رفع یدین جس روایت سے استدلال کر رہے ہیں، اس کے شروع میں لکھا ہوا ہے۔
”وَكَانَ يُحَدِّثُ بِحَدِيثِ رَوَاهُ مُسْنَدًا فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ وَهُوَ مِنْ
غَرَائِبِ الْحَدِيثِ وَأَرَاهُ مِنْ شَوَاذِهَا.“ ❷

”اور وہ رفع یدین کے بارے میں ایک حدیث سند سے بیان کرتا تھا۔ یہ غریب

حدیثوں میں سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاذ روایتوں میں سے ہے۔“

اور یہ بات ابتدائی طلبہ علم کو بھی معلوم ہے کہ شاذ روایت ضعیف کی قسم ہے۔

(۴) اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے

بعد رفع یدین چھوڑ دیا۔ جبکہ صحیح اور مستند احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ۱۱ھ وفات کے وقت تک رفع یدین منسوخ نہیں کیا۔ پس معلوم ہوا کہ اخبار الفقہاء والی روایت من گھڑت ہے۔

(۵) یہ روایت ان صحیح احادیث کے بھی مخالف ہے جن میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

❶: ص: ۶۱۴، ت: ۳۷۸.

❷: اخبار الفقہاء، ص: ۲۱۴.

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین نہ

کرنے کا ثبوت اور اس کا تجزیہ:

دلیل: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی وہ شروع نماز میں یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ ❶

جواب: (۱) اس روایت کو دارقطنی، بیہقی اور علامہ پیشی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ بیہقی: ۲/۸۰ اور دارقطنی: ۱/۲۹۵ میں لکھا ہے:

”تَقَرَّدُ مُحَمَّدٌ بْنُ جَابِرٍ وَكَانَ ضَعِيفًا.“

”اس روایت کے بیان کرنے میں محمد بن جابر منفرد ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔“

اور جمع الزوائد: ۲/۱۰۱ میں لکھا ہے:

”رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَفِيهِ: مُحَمَّدٌ بْنُ جَابِرٍ الْحَنْفِيُّ الْيَمَامِيُّ وَقَدْ اخْتَلَطَ عَلَيْهِ حَدِيثُهُ وَكَانَ يَلْقَنَ فَيَتَلَقَّنُ.“

”اسے ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں محمد بن جابر حنفی یمامی ہے جس پر اس کی حدیث خلط ملط ہوگئی تھی اور یہ تلقین قبول کر لیتا تھا۔“

دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس نے یہ روایت از حماد از ابراہیم از علقمہ از ابن مسعود نے بیان کی ہے اور حماد کے علاوہ راوی اسے ابراہیم سے مرسل بیان کرتے ہیں۔

انصاف و دیانت کا یہ تقاضا ہے کہ یہ روایت دلیل بناتے وقت ساتھ یہ جرح بھی دیکھ لی جائے۔ لیکن ایسا کرنے سے عدم رفع الیدین کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ لہذا عافیت جرح نہ نقل کرنے میں ہی سمجھی جاتی ہے۔

(۲) یہی محمد بن جابر حنفی یمامی کہتا ہے:

❶ مسند ابویعلیٰ: ۸/۴۵۳ - المعجم الشیوخ للإسماعیلی: ۲/۶۹۲ - ۶۹۳ - سنن دارقطنی: ۱/۲۹۵۔

”سَرَقَ أَبُو حَنِيفَةَ كُتِبَ حَمَادٍ مِنِّي.“^①

”ابو حنیفہ نے مجھ سے حماد بن ابی سلیمان کی کتابیں چوری کر لی تھیں۔“

اب ان لوگوں سے ہم ازراہ انصاف پوچھتے ہیں کہ محمد بن جابر کی عدم رفع الیدین والی روایت قبول کرنی ہے، یا امام صاحب کو چور تسلیم کرنا ہے۔

(۳) اس کی سند میں حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے، شعبہ، سفیان ثوری اور ہشام دستوائی کے علاوہ کسی کا سماع اس سے قبل از اختلاط ثابت نہیں اور ان تین کے علاوہ حماد سے کسی کی روایت قابل قبول نہیں۔^②

لہذا محمد بن جابر کی حماد سے روایت کسی بھی طرح قابل قبول نہیں، جبکہ یہ خود بھی خراب حافظے والا تھا اور کثرتِ اختلاط کا شکار تھا۔^③

(۴) حماد مختلط ہونے کے ساتھ ساتھ مدلس بھی ہے۔^④

(۵) ابراہیم بھی مدلس ہے۔^⑤

(۶) ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔^⑥

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع یدین نہ کرنے کی دلیل اور اس کا جائزہ:

دلیل: حضرت اسود تابعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ رضی اللہ عنہ ابتدائے صلاۃ کے علاوہ پوری نماز میں کسی بھی مقام پر رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔^⑦

جواب: (۱) یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں ابراہیم مدلس راوی ہے۔

① الجرح والتعديل: ۴۵۰/۸.

② ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد: ۱/۱۱۹، ۱۲۰۔ شرح علل ترمذی، ص: ۳۲۶۔ العلل ومعرفة الرجال،

ص: ۳۳۵۔ ③ تقریب، ص: ۲۹۲.

④ المدخل للحاکم، ص: ۱۶۔ ⑤ معرفة علوم الحدیث، ص: ۱۰۸.

⑥ کتاب الموضوعات: ۴۵/۳.

⑦ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۶۸، رقم: ۱۵.

امام حاکم فرماتے ہیں: یہ روایت شاذ ہے قابل حجت نہیں۔^①
 (۲) یہ روایت اس صحیح روایت کے بھی مخالف ہے جس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔

نوٹ: خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین ثابت کرنے والی روایت بھی شدید ضعیف ہے۔^②
 امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین نہ کرنے کی دلیل اور اس کا تجزیہ:

دلیل: بے شک سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رفع الیدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے، پھر پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔^③
جواب: (۱) امام احمد نے اس پر جرح کی ہے۔^④
 (۲) امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”فَلَمْ يَثْبُتْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْهُمْ عِلْمٌ فِي تَرْكِ رَفْعِ الْأَيْدِي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا عَنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ.“^⑤

”ان علماء میں سے کسی ایک کے پاس بھی ترک رفع الیدین کا علم نہ تو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، اور نہ نبی ﷺ کے کسی صحابی سے کہ اس نے رفع الیدین نہیں کیا۔“

① معرفة علوم الحديث للحاكم۔ مختصر خلافيات: ۱/۳۸۹۔

② مصنف عبد الرزاق: ۲/۷۰۔

③ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۲۶۷، رقم: ۳۔

④ المسائل: رواية عبد الله بن أحمد: ۱/۲۴۳ تا ۲۲۹۔

⑤ جزء رفع الیدین: ۴۰۔

ابن الملقن فرماتے ہیں کہ:

”علی رضی اللہ عنہ والّا اثر ضعیف ہے۔ آپ سے صحیح ثابت نہیں ہے، اسے ضعیف کہنے

والوں میں امام بخاری بھی ہیں۔“^①

امام بیہقی نے فرمایا: اس کی سند میں ابو بکر النہشلی قابل حجت نہیں ہے۔^②

یہ تھے مانعین رفع یدین کے بنیادی دلائل۔ الغرض خلاصہ کلام یہ ہے کہ مانعین رفع یدین کے پاس کوئی صحیح سند سے حدیث اور نہ ہی کسی صحابی کا عمل ہے بلکہ تمام روایات و آثار ضعیف اور موضوع ہیں۔

سجدوں میں رفع الیدین کرنا:

رفع الیدین جہاں نماز میں حسن کا باعث ہے وہاں اس میں انتہا درجہ کی عاجزی پائی جاتی ہے۔ انسان اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ عزوجل کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کرتا ہے۔ تکبیر تحریمہ، رکوع جاتے، رکوع سے اٹھتے اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے ہوئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اور صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں یہی مقامات رفع الیدین مذکور ہیں۔ جیسا کہ بے شمار کتب حدیث میں سجدوں کو جاتے، سجدوں سے سر اٹھاتے اور سجدوں کے درمیان رفع الیدین نہ کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا

رَكَعَ فَعَلَّ مِثْلَ ذَلِكَ وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.))^③

”نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو اپنے کندھوں کے برابر ہاتھ

① البدن المنیر: ۴۹۹/۳۔

② مختصر خلاقیات: ۳۸۸/۱۔

③ معرفة الصحابة، لأبي نعيم الأصبهاني، ص: ۲۱۔

اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اسی طرح کیا کرتے تھے اور آپ دو سجدوں

کے درمیان رفع الیدین نہ کرتے تھے۔“

یہ روایت صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مسند ابی عوانہ اور سنن دارقطنی اور دوسری کئی کتب احادیث میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح رکوع والی رفع الیدین کے خلاف کوئی صحیح صریح ایک بھی روایت نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے، خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے۔ اور جب اپنی قراءت پوری کر لیتے اور رکوع کرنا چاہتے تو اسی طرح ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو اسی طرح کرتے۔ اور نماز میں بیٹھے ہوئے ہونے کی حالت میں آپ رفع الیدین نہ کرتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے۔^①

اس حدیث شریف کی روشنی میں امام احمد بن حنبل، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی سجدوں کے رفع الیدین کی نفی ثابت ہے۔

لہذا سجدوں میں رفع الیدین کا کہہ کر لوگوں کو الجھانے اور دھوکہ دینے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ صرف یہی ثابت ہوگا کہ رکوع جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے کے ساتھ ساتھ سجدوں میں بھی رفع الیدین کیا جائے، اس سے رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور دو رکعتوں سے بعد والی رفع الیدین منسوخ ثابت نہیں ہوتی۔

مولانا حسین احمد مدنی حنفی لکھتے ہیں کہ: ”سجدوں سے اٹھتے اور سجدوں سے قبل بالاتفاق رفع الیدین متروک ہے۔“ (تقریر ترمذی، ص: ۴۰۱)

① سنن أبوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۴۴۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۴۲۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۸۶۴۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۵۸۴۔ مسند احمد، رقم: ۷۱۷۔ امام ترمذی اور علامہ البانی نے اسے ”حسن صحیح“ اور ابن خزیمہ اور احمد شاکر نے ”صحیح“ کہا ہے۔

لہذا سجدوں میں رفع الیدین والی روایات یا تو ضعیف ہیں، جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے اور اگر صحیح بھی ہوں تو ناقابل عمل اور مرجوح ہیں۔ جیسا کہ محدثین کا اتفاقی قاعدہ ہے اور ملا علی قاری حنفی نے بھی اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایات کو دوسری روایات صحیحہ و حسنہ پر ترجیح حاصل ہوگی۔ ❶ واللہ اعلم!

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان کی تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں جو ان کی عظمت (عزت) نہ کرے وہ بدعتی ہے، جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف ہے۔ ❷

سجدہ:

پھر ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے ہوئے سجدہ میں جائے، اور سجدے میں اپنے دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے اور دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے دور رکھے، اور سات اعضاء: پیشانی ناک سمیت، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پوروں پر سجدہ کرے۔ اور سجدے میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) تین یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے۔ اس کے علاوہ بھی جو دعائیں چاہے پڑھے۔ ❸

((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلِيَضَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ

رُكُوبَتِهِ)) ❹

”جب تم سجدہ میں جاؤ تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھو، بلکہ پہلے ہاتھ رکھو پھر گھٹنے رکھو۔“
یاد رہے کہ اونٹ اور دیگر جو پایوں کے گھٹنے ان کے ہاتھوں یعنی اگلی ٹانگوں میں

❶ شرح نخبة الفكر لملا علی القاری۔ ❷ حجة الله البالغة، ص: ۲۴۲۔

❸ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۳۰، ۷۳۴، ۸۹۵۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۰۴،

صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۱۲، ۸۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۹۰۔ صحیح

مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۷۲۔ مسند البزار۔ طبرانی کبیر۔ مجمع الزوائد: ۲ / ۳۱۵۔

❹ صحیح ابن خزیمہ: ۱ / ۳۱۸، ۳۱۹، رقم: ۶۲۷۔ صحیح بخاری، قبل حدیث رقم: ۸۰۳، معلقاً۔

ہوتے ہیں۔ لسان العرب (۴۳۳/۱) میں ہے: ”اونٹ کا گھٹنا اس کے ہاتھ یعنی اگلی ٹانگہ میں ہوتا ہے اور تمام چوپایوں کے گھٹنے ان کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔“ لہذا اونٹ کی طرح نہیں بیٹھنا چاہیے، وہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھتا ہے، لہذا ہمیں پہلے ہاتھ رکھنے چاہئیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ”رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔“^①

گھٹنے پہلے رکھنے کی دلیل کا دراسہ:

سجدہ میں گھٹنے پہلے رکھنے والی سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کی سند شریک بن عبداللہ القاضی راوی کی تالیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔^② لہذا راجح بات یہی ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے جائیں اور بعد میں گھٹنے۔

سجدہ اور قرب الہی:

سجدہ انسان کو رب تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝۱۹﴾ (العلق: ۱۹)

”اور اپنے رب کے سامنے سجدہ کیجیے، اور اس کا قرب حاصل کیجیے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رب العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً بندہ حالت سجدہ میں اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے۔ پس سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کرو۔“^③

مزید نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ سجدے میں کوشش و جستجو سے دعا مانگا کرو کیونکہ وہ

① سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۸۴۰۔ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

② سلسلۃ الضعیفۃ: ۳۲۹/۲۔ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۸۳۸۔

③ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۸۲۔

اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے۔^①

سجدہ اور گناہوں کا ٹٹنا:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ”آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی کا ہو کر رہ جاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جان لے کہ تو جب بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس سجدے کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔“^②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب آدم کا بیٹا سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے، اور کہتا ہے، مجھے افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے۔ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، میں نے انکار کیا، میرے لیے جہنم ہے۔“^③

سجدہ اور جنت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ابن آدم سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے۔ پھر سجدہ کرتا ہے، تو شیطان روتا ہوا ایک طرف ہو کر کہتا ہے، ہائے میری ہلاکت، تباہی اور بربادی! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا۔ پس اس کے لیے بہشت ہے۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا میں نے نافرمانی کی، پس میرے لیے آگ ہے۔“^④

سجدہ اور جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ:

سیدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۷۹.

② صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۸۱.

③ مسند احمد: ۵/۲۴۸، ۲۴۹۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۴۸۸.

④ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۲۴۴.

رات گزارتا تھا آپ کے لیے وضوء کا پانی اور آپ کی دیگر ضرورت مسواک وغیرہ لاتا تھا۔ ایک رات آپ نے مجھے فرمایا: ”کچھ دین و دنیا کی بھلائی مانگو۔ میں نے کہا: جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟ میں نے کہا: بس یہی! پھر آپ نے فرمایا: ”پس اپنی ذات کے لیے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔“^①

سجدہ کی مسنون مزید دعائیں:

سجدہ نماز کا راز اور اس کا عظیم رکن اور رکعت کا خاتمہ ہے، اس سے پہلے جو ارکان نماز ہیں وہ اس کے مقدمات ہیں۔ چنانچہ وہ حج میں طواف زیارہ کے زیادہ مشابہ ہیں، کیونکہ وہ حج کا مقصد اور اللہ تعالیٰ کے ہاں داخل ہونے کا محل ہے۔ اور اس سے پہلے جو کچھ ہے وہ اس کے لیے مقدمات ہیں۔ اسی لیے بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس کی سب سے افضل حالت وہ ہے جس میں وہ اللہ سے سب سے زیادہ قریب ہو، لہذا اس جگہ دعا کرنا قبولیت کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہذا سجدہ کی حالت میں زیادہ سے زیادہ دعا کرنے کا حکم ہے۔

(۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں کثرت سے یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي))^②

”اے اللہ! تو پاک ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں،

اے اللہ! مجھے بخش دے۔“

(۲) سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ جب سجدے میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ ، وَبِكَ آمَنْتُ ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ ، سَجَدَ

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب فضل السجود والحث علیہ، رقم: ۴۸۹.

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۱۷، ۷۹۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۴۸۴.

وَجْهِي لِذِي خَلْقِهِ وَصَوْرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصْرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ
أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ.)) ❶

”اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا، تجھ پر ہی ایمان لایا اور میں تیرا ہی
فرمانبردار بنا، میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے
پیدا فرمایا اور اس کی صورت بنائی۔ اس نے اس کی سماعت اور اس کی نظر کو کھولا
ہے۔ وہ اللہ نہایت بابرکت ہے کہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔“

(۳) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدے میں یہ دعا پڑھتے
تھے:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجِلَّةً وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ
وَسِرَّهُ)) ❷

”اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے ظاہر اور پوشیدہ سب کے
سب گناہ معاف کر دے۔“

نوٹ: فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:
اگر کوئی شخص صدق دل سے یہ دعا پڑھے، اور اس کی نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ میرے صغیرہ اور
کبیرہ گناہ معاف کر دے تو اللہ عزوجل اس کے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف کر دے گا۔

(۴) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی آخر الزماں، سردارِ دو جہاں ﷺ نمازِ تہجد کے
سجدوں میں پڑھتے تھے:

((اللَّهُمَّ اغْوِذْ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ
عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي تَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا
أَتَيْتَ عَلَيَّ نَفْسِكَ.)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۸۱۲.

❷ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۸۴. ❸ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۹۰.

”اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیرے غصے سے، تیری معافی کے ذریعے تیری سزا سے، اور میں تیری ذاتِ اقدس کے ساتھ تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں کہ تو کہیں ناراض نہ ہو جائے میں پوری طرح تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف و ثناء خود فرمائی ہے۔“

(۵) ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)) ①

”اے اللہ! تو پاک ہے، ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف کے لائق تو ہی ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، بے شک تو تو بہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

(۶) ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ)) ②

”اے اللہ! میرے گناہوں کو بخش دے، جو میں چھپ چھپ کر یا سرعام کرتا ہوں۔“

(۷) ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)) ③

”اے اللہ! تو ہر عیب اور شراکت سے پاک ہے، اور اپنی حمد و ثناء کے ساتھ بہت زیادہ بزرگی اور شان والا ہے، صرف تو ہی معبود برحق ہے۔“

(۸) سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) ④

- ① مسند أحمد، رقم: ۳۶۸۳، ۳۷۴۵۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۲۰۸۴۔
- ② مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۱۲/۱۲۔ مستدرک حاکم: ۲۲۱/۱۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے اور ذہبی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔
- ③ صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۴۸۵۔ مسند ابو عوانۃ: ۱۶۹/۲۔ مسند احمد: ۱۵۱/۶۔
- ④ صفة صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم للألبانی، ص: ۱۴۷۔
- ④ معجم کبیر للطبرانی: ۷۲/۱۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۲۰۴۔

اے اللہ! ”تو پاک ہے، ہر شراکت اور عیب سے، اور ہر قسم کے تعریف تیری ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔“

(۹) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ احمد مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کہتے تھے:

((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ.))^①

”بہت پاکیزگی والا، نہایت مقدس ہے تمام فرشتوں اور روح یعنی جبریل کا رب۔“

(۱۰) رسول اللہ ﷺ رکوع و سجود میں تین دفعہ یہ دعا پڑھتے تھے:

((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ.))^②

”اللہ شراکت اور ہر عیب سے، پاک ہے ہم اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔“

(۱۱) ((رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.))^③

”میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما، اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالا ارادہ اور بلا ارادہ کاموں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انھیں جو کروں گا اور جنھیں میں

① صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۸۴۷.

② سنن ابوداؤد، باب مقدار الركوع والسجود، رقم: ۸۸۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۹۸، ۶۳۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء،

رقم: ۲۷۱۹۔ زاد المعاد: ۱/۲۲۶-۲۲۷.

نے چھپایا اور جنھیں ظاہر کیا ہے تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

(۱۲) ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ وَبِحَمْدِهِ)) ❶

”سب سے بلند رب پاک ہے، اور ان سب سے بزرگ و برتر ہے۔“

(۱۳) محسن انسانیت ﷺ سجدے میں کہتے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا، وَفِي سَمْعِي نُورًا، وَعَنْ يَمِينِي نُورًا، وَعَنْ يَسَارِي نُورًا، وَفَوْقِي نُورًا، وَتَحْتِي نُورًا، وَأَمَامِي نُورًا، وَخَلْفِي نُورًا، وَعَظْمِي لِي نُورًا)) ❷

”اے اللہ! میرے دل، میری بصارت اور سماعت کو منور فرما، میرے دائیں بائیں، اوپر نیچے، سامنے اور پیچھے ہر طرف نور پھیلا دے، اور میری روشنی کو بڑھا دے۔“

رکوع و سجود میں امام سے جلدی کرنے کی ممانعت:

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تم سے کوئی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ جب وہ امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔“ ❸

جلسہ اور اس کی مسنون دعائیں:

پھر ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ“ کہتے ہوئے سر اٹھائے، اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے، اور بائیں پاؤں

❶ سنن ابو داؤد، ابواب الركوع والسجود، رقم: ۸۷۰۔ صحیح مسلم، رقم: ۴۸۴۔

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه، رقم: ۷۶۳۔

❸ صحیح بخاری، رقم: ۶۹۱۔ صحیح مسلم، رقم: ۹۶۲۔ سنن دارمی، رقم: ۱۳۵۵۔

کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے، اور دونوں ہاتھ، دونوں رانوں اور گھٹنوں پر رکھے۔^①
مزید برآں جلسہ میں اعتدال و اطمینان سے کام لے۔ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے
ایک شخص کو دیکھا وہ نہ رکوع پوری طرح اعتدال کے ساتھ کرتا ہے اور نہ سجود، اس لیے آپ
نے اس سے فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی، اور اگر تم مر گئے تو تمہاری موت اس فطرت پر نہ
ہوگی جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا تھا۔^②

اور ساتھ یہ دعا پڑھے:

(۱) ((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ))^③
”اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھے عافیت دے، اور مجھے
رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت دے اور میرے نقصان پورے کر۔“

(۲) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا
پڑھا کرتے تھے:

((رَبِّ اغْفِرْ لِيْ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ))^④

”اے میرے رب! مجھے بخش دے، اے میرے رب! مجھے بخش دے۔“

✽ اس کے بعد ”اللہ اکبر“ کہتے ہوئے دوسرا سجدہ کرے، اور اس میں بھی وہی
سب کچھ کرے جو پہلے سجدہ میں کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی پہلی رکعت پوری ہوگی۔
پھر ”اللہ اکبر“ کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔

① سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۷۳۰۔ سنن ترمذی، کتاب الصلاة، رقم: ۳۰۴۔ سنن
ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلاة، رقم: ۱۰۶۰۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب سنة الجلوس
في التشهد، رقم: ۸۲۸۔

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۹۱۔

③ سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۸۵۰۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۲۸۴۔ سنن ابن ماجہ،
رقم: ۸۹۸۔ مستدرک حاکم ۱/۲۶۲، ۱/۲۷۱۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ اور ذہبی نے حاکم کی
موافقت کی ہے۔

④ سنن ابو داؤد، ابواب الركوع والسجود، رقم: ۸۷۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

جلسہ استراحت:

❁ پہلی اور تیسری رکعت کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے ایک دفعہ اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں، اور پھر ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوں۔ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے سنت طریقہ بتانے کے لیے نماز پڑھی، تو اس میں ہے:

”إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَعَاطَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ
ثُمَّ قَامَ.“ ❶

”جب وہ پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے اور زمین پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔“

دوسری رکعت کے شروع میں سورہ فاتحہ اور قرآن کی کچھ آیتیں پڑھے، پھر رکوع کرے، پھر رکوع سے سر اٹھائے اور دو سجدے ٹھیک اسی طرح کرے جیسے پہلی رکعت میں کیے تھے۔
نوٹ:..... دوسری رکعت میں دعائے استفتاح نہیں پڑھی جائے گی۔

تشہد:

دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد بالکل اسی طرح بیٹھ جائے جیسے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا، پھر تشہد پڑھے، اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کرے، انگلی کو اٹھائے رکھے، اور اسے ہلاتا رہے اور انگلی میں تھوڑا سا خم ہو۔ ❷ تشہد یہ ہے:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ،
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.)) ❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۲۴۔

❷ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۹، ۵۸۰۔ سنن ابو داؤد، کتاب استفتاح الصلاة، رقم:

۷۲۶۔ صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۷۳۹۔ صحیح ابن حبان، ۱۸۲/۵، ۱۸۴۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۷۱۶۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب التشهد في الآخرة، رقم: ۸۳۱، ۸۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، رقم: ۴۰۲۔

”میری تمام قوی، مالی اور عملی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

تشہد میں انگشت شہادت کو حرکت دیتے رہنا:

دورانِ تشہد انگشت شہادت کو حرکت دینی چاہیے، یعنی اشارہ کرنا چاہیے، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

((ثُمَّ رَفَعَ اصْبَعَهُ فَرَأَيْتَهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا .))^①

”پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی انگلی کو اٹھایا اور میں نے دیکھا کہ آپ اسے حرکت دیتے رہے اور دعا کرتے رہے۔“

مولوی سلام اللہ حنفی شرح موطا میں رقم طراز ہیں:

((وَفِيهِ تَحْرِيكُهَا دَائِمًا إِذَا الدُّعَاءُ بَعْدَ التَّشَهُدِ .))

”اس حدیث میں ہے کہ انگلی کو تشہد میں ہمیشہ حرکت دیتے رہنا ہے، کیونکہ دعا تشہد کے بعد ہوتی ہے۔“

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَسْتَمِرَّ فِي الْإِشَارَةِ وَفِي تَحْرِيكِهَا إِلَى السَّلَامِ لِأَنَّ الدُّعَاءَ قَبْلَهُ .))^②

”پس اس حدیث میں دلیل ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ انگلی کا اشارہ، حرکت اور بلانا سلام تک جاری رہے، کیونکہ دعا سلام سے متصل ہے۔“

① سنن نسائی، کتاب الصلاة، رقم: ۱۲۶۹۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صفة صلاة النبي ﷺ، ص: ۱۵۸.

تشہد میں اشارہ کرنے کا ثواب:

امام نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور مسبہ انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے اور اشارے کے پیچھے اپنی نظر لگائے رکھتے بعد ازاں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لَيْحِي أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ، يَعْنِي السَّبَابَةَ .) ❶

”انگشت شہادت کا اشارہ شیطان پر تلوار اور نیزے سے بھی زیادہ سخت ہے۔“

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی نے الغایۃ (ص: ۲۱۷، ۲۲۱) التعلیق المجد (ص: ۱۰۶)

عمدۃ الرعیۃ (ص: ۱۹۶) فتاویٰ اُردو مبوب (ص: ۲۲۱) اور مجموعۃ الفتاویٰ (۱۹۱/۳) میں اشارہ سبابہ کو سنت قرار دیا ہے۔

مزید لکھتے ہیں کہ یہ اشارہ آخر تشہد تک ہونا چاہیے۔ علامہ علی قاری نے بھی یوں ہی کہا ہے۔ ❷

تشہد میں اشارہ کرنے کے طریقے:

۱:..... دو انگلیوں کو بند کر کے درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا لینا، اور انگشت

شہادت سے اشارہ کرنا اور اسے ہلانا۔ ❸

۲:..... تین انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھنا، اور انگشت شہادت سے

اشارہ کرنا۔ ❹

۳:..... تین کی گرہ لگانا یعنی تین انگلیوں کو ہتھیلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ بند کر

کے انگوٹھے کو شہادت والی انگلی کی آخری گرہ کے نیچے رکھنا۔ ❺

❶ مسند احمد: ۱۱۹/۲۔ احمد شاکر نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

❷ مجموعۃ الفتاویٰ: ۳۹۰/۱۔ التعلیق المجد، ص: ۱۰۶۔

❸ سنن ابوداؤد، تفریح ابواب الركوع والسجود، رقم: ۹۵۷۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

❹ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۳۰۷۔

❺ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۱۳۰۸۔

✽ اگر چار رکعت والی نماز ہو تو، تورک کی حالت میں بیٹھے، اور اگر نماز دو رکعت والی ہو جیسے فجر، جمعہ اور عیدین کی نمازیں تو پھر تورک نہ بیٹھے، (جیسے دو سجدوں کے درمیان بیٹھا جاتا ہے) ❶ اور تشہد کے بعد درود پاک پڑھے:

درود شریف:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.)) ❷

”اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر جیسے رحمت نازل کی تو نے ابراہیم (ﷺ) پر اور آل ابراہیم (ﷺ) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے اور برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر، جیسے برکت نازل کی ابراہیم (ﷺ) پر اور آل ابراہیم (ﷺ) پر، بیشک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

درود کے بعد کی دعائیں:

اور اس کے بعد ”خواہ فرض نماز ہو یا نفل“ دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے جو دعا چاہے کرے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم دو رکعت پڑھو تو التحیۃ کے بعد جو دعا زیادہ پسند ہو..... وہ کرو۔“ ❸

ا: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَ

❶ تفصیل دیکھیں: أصل صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم: ۹۸۱/۳-۹۸۹.

❷ صحیح بخاری، کتاب الأنبياء، رقم: ۳۳۷۰.

❸ سنن نسائی، کتاب التطبیق، رقم: ۱۱۶۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ فِي فِتْنَةِ الْمَحْيَا
وَالْمَمَاتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثِمِ وَالْمَغْرَمِ. ﴿١﴾

”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے، اور قبر کے عذاب سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے، اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔“

۲: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ،
فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَاَرْحَمِنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ
الرَّحِيْمُ.)) ﴿٢﴾

”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں
سکتا، پس مجھے اپنی خاص مغفرت سے بخش دے، اور مجھ پر رحم کر۔ یقیناً تو ہی
بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔“

۳: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ،
وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ،
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.)) ﴿٣﴾

”اے اللہ! مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کیا اور جو پیچھے کیا۔ جو میں نے چھپا
کر کیا اور جو میں نے علانیہ کیا۔ جو میں نے زیادتی کی اور جسے تو مجھ سے زیادہ
جانتا ہے۔ تو ہی مقدم کرنے والا ہے (اپنی اطاعت کے ساتھ جسے چاہے) اور
تو ہی مؤخر کرنے والا ہے (جسے چاہے اس کی نافرمانی کی وجہ سے) تیرے
علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔“

① صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۸۸۔ سنن أبوداؤد، رقم: ۵۵۱۲۔

② صحیح البخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۳۴۔

③ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۸۱۲۔

۴: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُحْلِ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجَبْنِ ، وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلَى اَرْضِ الْعُمْرِ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) ❶

”اے اللہ! میں بخل سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں بزدلی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ ٹکی عمر کی طرف لوٹایا جاؤں، میں دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

۵: ((اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيَيْتَ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّىْ وَتَوَفَّيْتَنِىْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّىْ . اَللّٰهُمَّ وَاَسْأَلُكَ خَشْيَتِكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ، وَاَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَاءِ وَالرَّغْبِ . وَاَسْأَلُكَ الْقُصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى ، وَاَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ وَاَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَا تَنْقَطِعُ ، وَاَسْأَلُكَ الرِّضَاءَ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ ، وَاَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلَى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلَى لِقَاءِكَ فِي غَيْرِ ضَرَاءٍ مُّضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَا بِزِينَةِ الْاِيْمَانِ وَاَجْعَلْنَا هُدًى مُّهْتَدِيْنَ)) ❷

”اے اللہ! میں تیرے غیب جاننے اور مخلوق پر قدرت رکھنے کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس وقت تک زندگی عطا کیے رکھ جب تک تو زندگی کو میرے لیے بہتر جانتا ہے اور مجھے اس وقت فوت کرنا جب تو وفات کو میرے لیے بہتر جانے۔ اے اللہ! میں تجھ سے تنہائی میں اور حاضر، سب کے سامنے

❶ صحیح البخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۷۰۔

❷ سنن النسائی، کتاب السہو، رقم: ۱۳۰۶۔ الکلم الطیب، لشیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، رقم:

۱۰۴۔ عبدالقادر الارناؤوط نے اس کی سند کو ”جید“ قرار دیا ہے۔

ہونے کی حالت میں تیری خشیت کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے راضی اور غصے والی ہر دو حالتوں میں کلمہ حق کہنے کا سوال کرتا ہوں کہ اس کی مجھے توفیق دے رکھنا اور میں تجھ سے غریبی اور امیری ہر دو حالتوں میں میانہ روی کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے ایسی نعمت کا سوال کرتا ہوں جو ختم نہ ہو۔ اور میں تجھ سے آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے تیرے فیصلے پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے موت کے بعد والی ”زندگی کی ٹھنڈک“ کا سوال کرتا ہوں۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے تیرے چہرے کی طرف دیکھنے کی لذت کا سوال کرتا ہوں۔ اور اسی طرح تجھ سے ملاقات کے شوق کا میں سوال کرتا ہوں جو کسی تکلیف دہ مصیبت اور گمراہ کن فتنے کے بغیر ہو۔ اے اللہ! ہمیں ایمان کی زینت سے مزین فرما اور ہمیں رہنمائی دینے والے اور خود ہدایت پانے والے بنا دے۔“

۶: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ! بِأَنَّكَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ. أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.))

”اے اللہ! بلاشبہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے اللہ کہ تو واحد، اکیلا اور بے نیاز ذات ہے، تو کسی کا باپ نہیں اور نہ تو کسی کا جنا ہوا ہے، اور تو وہ ہستی ہے کہ اس کا برابر ہی والا کوئی نہیں ہے۔ تو میرے سب کے سب گناہ معاف کر دے، یقیناً تو ہی بخشنے والا، بے حد مہربان ہے۔“

فضیلت:

نبی ﷺ نے ایک شخص کو تشہد میں یہ دعا مانگتے سنا تو تین بار فرمایا: ((قَدْ غُفِرَ

لہ۔)) ”اس کے گناہ بخش دیے گئے ہیں۔“ ❶

۷: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ
بَدِيْعُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ! يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! اِنِّيْ
اَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ.)) ❷

”اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ حمد و ثناء تیرے ہی لیے ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ بے حد احسان کرنے والا، تمام آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اے بزرگی اور عزت والے رب! اے زندہ اور ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

نماز کا اختتام:

❶ پھر ”السلام علیکم ورحمته اللہ“ کہتا ہوا داہنی طرف، اور پھر اسی طرح بائیں طرف سے سلام پھیر دے۔ ❷

لیکن اگر تین تین رکعت والی نماز مغرب ہو، یا چار رکعت والی نماز ظہر یا عصر یا عشاء ہو تو تشہد کے بعد ”اللہ اکبر“ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور رفع الیدین کرے، اور صرف سورہ فاتحہ پڑھے، پھر اسی طرح رکوع اور سجدے کرے جس طرح پہلی دونوں رکعتوں میں کیے تھے، اور اسی طرح چوتھی رکعت بھی مکمل کرے، البتہ اس مرتبہ تشہد میں توڑک کرے، یعنی دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور اس کے نیچے سے بائیں پاؤں نکال کر

❶ سنن النسائی، کتاب السہو، رقم: ۱۳۰۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح سنن النسائی میں درج فرمایا ہے۔ سنن أبی داؤد، رقم: ۹۸۵۔

❷ سنن النسائی، کتاب السہو، رقم: ۱۳۰۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۹۱۰۔ سنن أبی داؤد، رقم: ۷۹۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ سنن ابو داؤد، ابواب الرکوع والسجود، رقم: ۹۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

کوٹھے پر بیٹھے، ❶ پھر مغرب کی تیسری رکعت اور ظہر اور عصر اور عشاء کی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد تشہد اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے، اور پھر دعا مانگے، پھر دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دے، اور اس کے ساتھ ہی نماز مکمل ہوگئی۔

فرض نماز کے فوراً بعد اجتماعی دعا:

عباداتِ توفیقی ہیں، لہذا عبادات کے اصل عدد، کیفیت اور جگہ کے بارے میں کسی شرعی دلیل کی بنیاد پر ہی یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مشروع ہے، تو اس ضابطہ کی بنیاد پر جب ہم اس اجتماعی دعاء کا جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت، قول یا فعل یا تقریر سے قطعاً ثابت نہیں ہے، اور ساری خیر و برکت آپ کی سنت کے اتباع میں ہے اور اس مسئلہ میں قطعی دلائل سے ثابت جو آپ کی سنت ہے اور جس کے مطابق آپ کے خلفاء راشدین سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم نے عمل کیا وہ اجتماعی طور پر دعا کا نہ کرنا ہے، اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کے خلاف عمل کرتا ہے، تو وہ مردود عمل ہے۔ جیسا کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمَلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)) ❷

”جو کوئی ایسا عمل کرے جو ہمارے امر کے مطابق نہ ہو تو وہ (عمل) مردود ہے۔“

لہذا جو لوگ سلام کے بعد اجتماعی دعا کرتے ہیں، ان سے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اپنے اس عمل کے اثبات میں کوئی دلیل پیش کریں ورنہ یہ عمل مردود قرار پائے گا۔ نمازی کو چاہیے کہ نماز کی بے شمار دعائیں ہیں ان کو یاد کرے، اور نماز کے اندر ان کو پڑھے، بصورت دیگر نماز مکمل کرنے کے بعد مسنون دعائیں اور اذکار پڑھے، اور مسنون ذکر و اذکار کے بعد اگر کوئی انفرادی سطح پر دعا مانگنا چاہے تو مانگ سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

❶ سنن ابوداؤد، رقم: ۷۳۰۔ صحیح ابن حبان: ۱۸۴، ۸۲/۵۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الأفضیة، رقم: ۴۴۹۳۔

فرض نماز کے بعد ایک آواز کے ساتھ اجتماعی دعا کے متعلق شیخ ابن باز اور بحوث العلمیہ والافتاء کی فتویٰ کمیٹی آف سعودی عرب سے سوال ہوا تو انہوں نے جواب دیا:

”امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک ہی آواز میں اجتماعی دعا کے بارے میں ہمیں کوئی ایسی دلیل معلوم نہیں جو اس کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہو۔ وباللہ التوفیق، و صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ وسلم۔“^①

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کا مل کر دعا کرنا بدعت ہے اور نبی کریم ﷺ نماز کے بعد زمانہ میں یہ طریقہ نہ تھا۔“^②

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ:

”نماز سے سلام پھیرنے کے بعد دعا کرنا خواہ منہ جانب قبلہ ہو یا مقتدیوں کی طرف، رسول اللہ ﷺ کے طریقہ میں ہرگز نہ تھا اور نہ اس کی نقل آنحضرت ﷺ سے اسناد صحیح یا حسن کے ساتھ ملتی ہے۔“^③

مولانا انور شاہ کشمیری دیوبندی:

جاننا چاہیے بے شک یہ دعا مروّج ہمارے زمانہ میں جو فرض نمازوں کے بعد کی جاتی ہے، امام اور مقتدی سب مل کر دعا کرتے ہیں، ہاتھ اٹھاتے ہیں، آمین کہتے ہیں، اس طرح کی دعائیہ اکرم ﷺ کے زمانے میں نہ تھی۔^④

① فتاویٰ اسلامیہ: ۴۱۶/۱۔

② مجموعۃ فتاویٰ ابن تیمیہ: ۵۱۹/۲۲۔

③ زاد المعاد: ۲۵۷/۱۔

④ التحقیق الحسن، ص: ۱۷۔

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی:

”یہ طریقہ جو ہمارے زمانہ میں رواج ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں نہ تھا جیسے کہ ابن قیم نے زاد المعاد (۱/۲۵۷) میں اس کی صاف تصریح کی ہے۔“^①

رشید احمد صاحب لدھیانوی سابق مفتی دارالعلوم کراچی:

آپ فرماتے ہیں: ”امام کے ساتھ بحیثیت اجتماعی دعا مانگنا حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں جس کا وجود ہی ثابت نہ ہوا، اسے وجوب کا درجہ دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ جو امر حضور اکرم ﷺ اور قرون مشہود لہا بالخیر سے ثابت نہ ہو، اسے تصور کرنا یہ سمجھنے کے مترادف ہے (نعوذ باللہ) حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کو سمجھا نہیں یا پوری طرح پہنچایا نہیں۔ اس لیے دین ناقص رہا جس کی تکمیل آج کر رہے ہیں۔ حالانکہ ارشاد ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدة: ۳)

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت سے قبول کر لیا ہے۔“
 آج ہم اپنے عمل سے اس آیت کریمہ (قول رب العالمین) کی تکذیب کر رہے ہیں۔^②

ذکر کی فضیلت

ذکرین کے لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

① مجموعۃ الفتاویٰ بحوالہ التحقیق الحسن، ص: ۲۰.

② احسن الفتاویٰ: ۱/۱۲۲.

﴿الْأَبْذُكْرِ اللَّهُ تَطْمِينُ الْقُلُوبِ ۝﴾ (الرعد: ۲۸)

”آگاہ رہیے کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔“

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اپنے رب کو یاد کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ جیسی

ہے۔“^①

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْأَبْذُكْرِ اللَّهُ تَطْمِينُ الْقُلُوبِ ۝﴾ (الاحزاب: ۴۱)

”اے ایمان والو! اللہ کو بہت ہی کثرت سے یاد کرو۔“

اور مزید فرمایا:

﴿وَالَّذِكْرُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَالدُّكْرُ لِأَعَدِّ اللَّهِ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا

عَظِيمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۵)

”اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت

اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“

نماز کے بعد مسنونہ اذکار:

نمازی کے لیے سلام پھیرنے کے بعد اونچی آواز سے ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) کہنا چاہیے،

پھر وہ تین مرتبہ، ((اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)) کہے۔ اور پھر یہ دعائیں پڑھنا مسنون ہیں۔^②

: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ

وَ الْاِكْرَامِ))^③

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۴۰۷۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين،

رقم: ۷۷۹۔

② صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، رقم: ۸۴۱، ۸۴۲۔ صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب الذکر بعد الدعاء، رقم: ۵۸۳۔

③ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، رقم: ۱۳۳۴۔

”اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہوتی ہے، تو بڑا ہی
با برکت ہے اے عظمت و بزرگی والے۔“

۲: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا
مَنْعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. ﴿۱﴾

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی
بادشاہت ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے،
اے اللہ! جو کچھ تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اس کا
کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے فائدہ
نہ دے گی۔“

۳: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:
اے معاذ! اللہ کی قسم! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہر
فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھنا نہ چھوڑنا:

((رَبِّ اعْنِي عَلَيَّ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ)) ﴿۲﴾

”اے میرے رب! ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری
مدد کر۔“

۴: پھر تینتیس (۳۳) مرتبہ ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَلْحَمْدُ
لِلَّهِ)) اور تینتیس (۳۳) مرتبہ ((اَللَّهُ اَكْبَرُ)) کہے، اور سو (۱۰۰) کی گنتی اس دعا
سے پوری کرے:

۱ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۳۳۸۴.

۲ سنن النسائی الكبرى، کتاب الصلاة، رقم: ۱۲۲۶۔ مستدرک حاکم: ۲۷۳/۱، ۲۷۳/۳.

۳ ۲۷۴۔ حاکم رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے، اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ❶

”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔“

۵: ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلْقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھے، فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ان تینوں سورتوں کا تین تین بار پڑھنا مستحب ہے۔ ❷

۶: اسی طرح مغرب اور فجر کی نماز کے بعد مذکورہ اذکار کے بعد درج ذیل تسبیحات کا دس مرتبہ پڑھنا مستحب ہے:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ،
يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))

”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔“

۷: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نمازِ فجر سے سلام پھیرتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَلِكُ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا)) ❸
”اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ رزق اور شرف قبولیت حاصل کرنے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، رقم: ۵۹۷۔

❷ سنن ابو داؤد، ابواب الوتر، باب فی الاستغفار، رقم: ۱۵۲۳۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۲۵۳۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۳۴۷۔ حاکم اور ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ سنن ابن ماجہ، کتاب اقامة الصلوات والسنة فيها، رقم: ۹۲۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

تسبیح کے ضروری مسائل:

۱۔ واضح رہے کہ مذکورہ اذکار و تسبیحات کا پڑھنا مستحب ہے، اور ان کے علاوہ بھی مسنون اذکار ہیں۔

۲۔ نمازی مصنوعہ تسبیح کے بجائے دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے دیکھا، رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ پر تسبیحات کی گنتی کرتے تھے۔^①

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”انگلیوں کے ساتھ گنتی کرو، بلاشبہ ان سے سوال کیا جائے گا اور انہیں روزِ قیامت پوچھا جائے گا۔“^②

شیخ ابن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھتے تھے اور جو شخص دونوں ہاتھوں پر تسبیح پڑھے تو اکثر احادیث کے اطلاق کے پیش نظر اس میں کوئی حرج نہیں لیکن دائیں ہاتھ پر تسبیح پڑھنا افضل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی سنت سے یہی ثابت ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔“^③

صبح و شام کے اذکار:

صبح کے اذکار فجر کے بعد اور شام کے اذکار مغرب سے پہلے یا بعد میں کیے جاسکتے ہیں۔

۱: آیۃ الکرسی پڑھنے والا جنات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (صبح و شام ایک ایک مرتبہ)^④

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ ط

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ

① صحیح سنن ابوداؤد، رقم: ۱۳۳۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۴۱۱۔

② صحیح ابوداؤد، رقم: ۱۳۲۹۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۵۸۳۔

③ فتاویٰ اسلامیہ: ۴۱۸/۱۔

④ السنن الکبریٰ، للنسائی، رقم: ۹۹۲۸۔ کتاب الدعاء، للطبرانی، رقم: ۶۷۵۔ صحیح الترغیب

والتہیب: ۱/ ۲۷۳۔

إِلَّا يَأْذِنُهُ يَعْلمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ
بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾

(البقرة: ۲۵۵)

۲: مندرجہ ذیل سورتوں کی تلاوت ہر چیز سے کافی ہو جاتی ہے۔ ﴿صبح و شام تین تین مرتبہ﴾

سُورَةُ الْاِخْلَاصِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُولَدْ ۝۳ وَ
لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴﴾

سُورَةُ الْفَلَقِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ
غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثِۃِ فِی الْعُقَدِ ۝۴ وَمِنْ شَرِّ
حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵﴾

سُورَةُ النَّاسِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ یُوسِوِسُ فِیْ صُدُوْرِ
النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶﴾

۳: جو شخص دن میں سو مرتبہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب

ہوگا۔ سونیکیاں لکھی جائیں گی سو برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس دن شام تک شیطان

① سنن ابوداؤد، باب فی الإستغفار، رقم: ۱۵۲۳۔ صحیح سنن الترمذی: ۱۸۲/۳۔

سے بچاؤ رہے گا۔ (صبح و شام ایک مرتبہ اور دس مرتبہ پڑھنا بھی درست ہے۔)
 ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
 وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) ❶

”اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں،
 اسی کا ملک ہے، اور اسی کی حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

❷: مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے والے سے افضل کسی کا عمل نہیں ہوگا، اور اس کے (صغیرہ)
 گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (صبح و شام سو مرتبہ)
 ((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ)) ❷

”اللہ پاک ہے، اور اس کی تعریف کے ساتھ میں اس کی تسبیح کرتا ہوں۔“
 ❸: یہ دعا پڑھنے والے کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نیز اسے اچانک کوئی مصیبت نہیں
 پہنچے گی۔ (صبح و شام تین تین مرتبہ)

((بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي
 السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ)) ❸

”اللہ کے نام کے ساتھ کہ جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی چیز
 نقصان نہیں پہنچاتی، اور وہی سننے والا جاننے والا ہے۔“

❹: یہ دعا پڑھنے والے کو زہریلے جانور کا ڈنگ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (شام تین مرتبہ)
 ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) ❹

”میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: ۶۴۔ صحیح سنن ابن ماجہ: ۲ / ۳۳۱۔ صحیح

الترغیب والترہیب: ۱ / ۲۷۲۔

❷ صحیح مسلم: ۴ / ۲۰۶۷۱۔

❸ صحیح سنن الترمذی: ۳ / ۱۴۱۔ صحیح سنن ابو داؤد: ۳ / ۹۵۸۔

❹ صحیح سنن الترمذی: ۳ / ۱۸۷۔

پیدا کی۔“

۷: ((اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي، اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، اللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَصَرِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ.)) ①

(صبح وشام تین تین مرتبہ)

”اے اللہ! میرے بدن میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری سماعت میں مجھے عافیت عطا فرما۔ اے اللہ! میری نظر میں مجھے عافیت عطا فرما۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔ اے اللہ! بلاشبہ میں کفر اور فقر سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! بلاشبہ میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔“

۸: ((أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ.)) ② (سومرتبہ روزانہ)

”میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں، اور اس کی طرف توبہ رجوع کرتا ہوں۔“

۹: یہ کلمات کہنا صبح کی نماز سے اشراق تک مسلسل ذکر کرنے سے زیادہ وزنی ہیں۔ ③

((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَى نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ.)) (صبح تین مرتبہ)

”اللہ پاک ہے اور اپنی تعریف کے ساتھ ہے۔ اپنی مخلوق کی گنتی کے برابر، اور اپنے نفس کی رضا کے برابر، اور اپنے عرش کے وزن کے برابر، اور اپنے کلمات کی سیاہی کے برابر۔“

۱۰: ((أَصْبَحْنَا وَأَمْسَيْنَا) عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَعَلَى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلَى دِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلَى مِلَّةِ آبَائِنَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا

① صحیح سنن ابو داؤد: ۹۵۹ / ۳

② صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۰۷

③ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۲۷

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ.))^❶ (صبح و شام ایک ایک مرتبہ)

”ہم نے صبح (شام) کی فطرت اسلام اور کلمہ اخلاص پر، اور اپنے نبی محمد ﷺ

کے دین اور اپنے باپ ابراہیم حنیف مسلم کی ملت پر اور وہ مشرک نہیں تھے۔“

11: ((اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا بِكَ أَمْسَيْنَا وَبِكَ أَصْبَحْنَا

وَبِكَ نَحْيَى وَبِكَ نَمُوتُ وَبِكَ النُّشُورُ.))^❷ (صبح و شام ایک مرتبہ)

”اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم

نے شام کی، (تیرے نام کے ساتھ ہم نے شام کی، اور تیرے نام کے ساتھ ہم

نے صبح کی) اور تیرے نام ہی کے ساتھ ہم زندہ ہیں، اور تیرے ہی نام کے

ساتھ ہم مریں گے اور تیری طرف ہی اُٹھ کر جانا ہے۔“

12: ((أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ (أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى) الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمَلِكُ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيرٌ. رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذَا الْيَوْمِ (هَذِهِ اللَّيْلَةِ) وَخَيْرَ مَا

بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذَا الْيَوْمِ (هَذِهِ اللَّيْلَةِ)

وَشَرِّ مَا بَعْدَهُ (مَا بَعْدَهَا) رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ،

رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ فِي النَّارِ وَعَذَابِ فِي الْقَبْرِ))^❸

(صبح و شام ایک مرتبہ)

”ہم نے صبح (شام) کی اور اللہ کے ملک نے صبح (شام) کی اور تمام تعریف اللہ

کے لیے ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا

کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے، اور اسی کے لیے حمد ہے، اور وہ ہر چیز پر

❶ صحیح الجامع الصغیر: ۱/ ۲۰۹.

❷ صحیح سنن الترمذی: ۱۴۲/۳.

❸ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۲۳.

قادر ہے۔ اے میرے رب! اس دن میں (رات) جو خیر ہے اور جو اس کے بعد میں خیر ہے میں تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں، اور اس دن (رات) کے شر سے اور اس کے بعد والے کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں سستی اور بڑھاپے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آگ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“

۱۳: ((يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ لِیْ شَأْنِیْ كُلَّهُ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلَیْ نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ.)) ❶ (صبح و شام ایک ایک مرتبہ)

”اے زندہ رہنے والے اے قائم رہنے والے! میں تیری ہی رحمت سے فریاد کرتا ہوں۔ میرے تمام کام درست کر دے، اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کرنا۔“

۱۴: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی دِیْنِیْ وَدُنْیَایْ وَاَهْلِیْ وَمَا لِیْ. اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاْمِنْ رَوْعَاتِیْ. اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ.)) ❷ (صبح و شام ایک ایک مرتبہ)

”اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل و عیال اور اپنے مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردے والی چیزوں پر پردہ ڈال دے اور میری گھبراہٹوں کو امن میں رکھ۔ اے اللہ! میرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے، میری بائیں

❶ صحیح الترغیب والترہیب: ۱/ ۲۷۳.

❷ صحیح سنن ابوداؤد: ۳/ ۹۵۷.

طرف سے اور میرے اوپر سے میری حفاظت کر۔ اس بات سے میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں۔“

۱۵: جو شخص صبح (یادن) کے وقت یقین سے سید الاستغفار پڑھے، اور شام سے پہلے فوت ہو جائے وہ جنتی ہوگا، اور اسی طرح جو شام یا رات کو پڑھے، اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے، وہ بھی جنتی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَاَوْعَدِكَ، مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلٰى وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ)) ① (صبح و شام ایک ایک بار)

”اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے جو کچھ کیا اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں، اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ پس مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔“

۱۶: ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكُهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشَرِّ كِه)) ② (صبح و شام ایک ایک بار)

”اے اللہ! اے غیب اور حاضر کو جاننے والے، آسمانوں اور زمین کو پیدا

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۰۶.

② صحیح سنن الترمذی: ۱۴۲/۳.

کرنے والے! ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

۱۷: صبح و شام درودِ پاک کا ورد کیا جائے، کیونکہ درودِ پاک پڑھنے والے کو امامِ المتقین، شفیع المذنبین، محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔^①

درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا.))^②

”جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“

بارگاہِ رسالت میں تقرب کے لیے درودِ پاک اکسیر اعظم کا کام دیتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً.))^③

”یقیناً روزِ قیامت میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا، جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے گا۔“



① صحیح الترغیب والترہیب: ۲۷۳/۱.

② صحیح مسلم، کتاب الصلوة، رقم: ۹۱۲.

③ سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: ۴۸۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۹۰۸۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

باب نمبر 5:

نماز کے متفرق مسائل

نمازوں کی رکعات کی تعداد

نماز	پہلے والی سنتیں	فرض رکعات	بعد والی سنتیں
فجر	۲	۲	--
ظہر	۴	۴	۲
عصر	۴	۴	--
مغرب	--	۳	۲
عشاء	--	۴	۲ اور ۳، ۵، ۷ اور ۹ وتر
جمعۃ المبارک	تعداد متعین نہیں جتنی چاہے پڑھے۔	۲	۲ یا ۴

مؤکدہ سنت رکعات کے دلائل و فضائل:

ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے حالتِ حضر میں بارہ رکعتوں کی ادائیگی مسنون ہے، جو اس طرح ہیں: چار رکعتیں ظہر سے پہلے، دو رکعتیں ظہر کے بعد، دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں فجر سے پہلے۔

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول رب العالمین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

”جو بھی مسلمان ہر دن بارہ رکعتیں اللہ کے فرض کے علاوہ نفل پڑھے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں محل تعمیر فرماتا ہے، یا فرمایا: اس کے لیے جنت میں

محل تعمیر کیا جاتا ہے۔“ ❶

حالت سفر میں آقائے نامدار ﷺ ظہر، مغرب اور عشاء کی سنتوں کو ترک کر دیتے تھے، لیکن فجر کی سنت اور نمازِ وتر کو پابندی سے ادا فرماتے تھے، اور ہمارے لیے رسولِ ہاشمی ﷺ کی ذاتِ گرامی اسوۂ حسنہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”رسول اللہ کی ذاتِ گرامی تمہارے لیے اچھا نمونہ ہے۔“

نمازِ چاشت، نمازِ اشراق، صلاة الاوابین:

یہ تینوں ایک ہی نماز کے نام ہیں، نبی مکرم ﷺ نے خود نمازِ چاشت کو ”صلاة الاوابین“، یعنی بہت زیادہ رجوع کرنے والوں کی نماز قرار دیا ہے۔ ❷

وقت:

طلوعِ آفتاب سے لے کر زوالِ آفتاب سے پہلے تک، اس نماز کو مؤخر کر کے ادا کرنا افضل ہے۔

فضیلت:

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر آدمی کے ۳۶۰ جوڑوں میں سے ہر جوڑ پر ہر صبح کو ایک صدقہ ضروری ہے۔ پس ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہنا صدقہ ہے۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا صدقہ ہے۔ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور بُرائی سے منع کرنا صدقہ ہے، اور ان سب کاموں سے دور رکھتیں کافی ہو جاتی ہیں جو انسان چاشت کے وقت پڑھے۔“ ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۲۹۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۴۱۵۔

❷ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۱۲۲۴۔ مستدرک حاکم، رقم: ۳۱۴۱۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۶۷۱۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
 ((يَا ابْنَ آدَمَ! ارْكَعْ لِيْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ ، اَكْفِكَ
 آخِرَهُ)) ❶

”اے ابن آدم! اگر تو دن کے ابتداء میں میرے لیے چار رکعت نماز پڑھے گا
 تو دن کے آخری وقت میں میں تجھے کفایت کروں گا۔“

رکعات کی تعداد:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں دو رکعت پڑھنا بھی مسنون ہیں۔
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ چاشت کی چار رکعات اور
 (بسا اوقات) زیادہ بھی پڑھتے تھے۔ ❷

سیدہ امّ ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال آٹھ
 رکعات نمازِ چاشت پڑھی۔ ❸

نمازِ چاشت کے ضروری احکام و مسائل:

۱۔ اگر نمازِ چاشت کو مؤخر کر کے پڑھا جائے تو اسے ”صلاة الاوابین“ کہا جاتا ہے۔
 جیسا کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةُ الْاَوَابِيْنَ حِيْنَ تَرْمِضُ الْفِصَالِ)) ❹

”اوابین کی نماز اس وقت ہے جب (شدتِ گرمی کی وجہ سے) اونٹ کے
 بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔“

۲۔ جن روایات میں نمازِ مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعات پڑھنے کا ذکر ہے، وہ ضعیف

❶ سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: ۴۷۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۶۶۳۔

❸ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۷۶۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۶۶۷۔

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۷۴۶۔

اور غیر مستند ہیں۔

نمازِ تسبیح:

چار رکعات پر مشتمل مخصوص اذکار اور طریقہ کار کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز کو ”صلاة التسبیح“ کہا جاتا ہے۔ ہم حدیث مبارکہ کا مفہوم پیش کرتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے میرے چچا جان! کیا میں آپ کے لیے ایسے عظیم عمل کی نشان دہی کروں، جس کے ذریعے آپ کے دس قسم کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ یعنی: اگلے پچھلے، قدیم و جدید، دانستہ و نادانستہ، صغیرہ و کبیرہ اور مخفی و ظاہری۔ عمل یہ ہے کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی تلاوت کریں، جب آپ پہلی رکعت میں قرأت سے فارغ ہوں تو قیام کی حالت میں پندرہ (۱۵) دفعہ یہ کلمات کہیں:

((سُبْحَانَ اللَّهِ ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ))

پھر رکوع میں دس (۱۰) مرتبہ، رکوع سے اٹھ کر قیام میں دس (۱۰) مرتبہ، پہلے سجدے میں دس (۱۰) مرتبہ، دو سجدوں کے درمیانے جلسے میں دس (۱۰) مرتبہ، دوسرے سجدے میں دس (۱۰) مرتبہ، اور دوسرے سجدے کے بعد جلسہ استراحت میں دس (۱۰) مرتبہ یہ کلمات پڑھیں۔ یعنی ایک رکعت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ یہ کلمات دوہرانے ہیں اور ہر رکعت میں یہی عمل کر کے چار رکعات نماز میں تین سو (۳۰۰) کی گنتی پوری کرنی ہے۔

چچا جان! اگر آپ ہر روز یہ عمل کر سکتے ہیں تو کریں، وگرنہ ایک ہفتے میں، نہیں تو ایک ماہ میں۔ اگر ایسے بھی نہ کر سکیں تو ایک سال میں ایک دفعہ کر لیا کریں، وگرنہ پھر زندگی میں ہی ایک دفعہ کر لیں۔“^①

① سنن ابوداؤد، باب صلاة التسبیح، رقم: ۱۲۹۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۳۸۶، ۱۳۸۷۔ مستدرک حاکم: ۳۱۸/۱۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۲۱۶۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۵۱/۳۔

نمازِ استخارہ:

جب مسلمان کو تجارت، نکاح، کام (Job)، عصری تعلیم وغیرہ جیسے دنیاوی معاملات کے لیے کوئی درست راہ معلوم نہ ہو رہی ہو، یا وہ ان کے بارے میں متردد ہو تو دو رکعت نفل نماز ادا کر کے مخصوص دعا کرنا نمازِ استخارہ کہلاتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں قرآن مجید کی طرح استخارہ کی تعلیم دیتے اور فرماتے: ”جب تم لوگ کسی کام کا ارادہ کرو تو دو رکعت نماز جو فرانس کے علاوہ ہو، پڑھو اور پھر یہ دُعا کرو:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْتَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ . اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ .)) ❶

تنبیہ:..... آدمی اس دعا میں ”هَذَا الْأَمْرَ“ کے الفاظ کی جگہ اپنی حاجت کا نام

﴿ جزء القرأة للبخاری، رقم: ۱۱۹۔ کنز العمال، رقم: ۲۵۴۶۔ صحیح الترغیب والترہیب، رقم: ۶۷۸۔ المشکوٰۃ، رقم: ۱۳۲۸، ۱۳۲۹۔ ابن خزیمہ، حاکم اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ جب کہ مولانا محمد علی جانبا زمرحوم نے اسے ”حسن لغیرہ“ قرار دیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: اسحاق بن راہویہ نے اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: اس حدیث سے تبع تابعین کے کئی ائمہ نے استدلال کیا ہے، اور ہمارے دور تک کے لوگ اس پر موافقت کرتے چلے آئے ہیں، اور اس کی تعلیم کو عام کرتے رہے ہیں، اُن ائمہ میں سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بھی ہیں۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ، رقم: ۶۳۸۲۔

لے، مثلاً ”هَذَا التَّجَارَةَ“ یا ”هَذَا الْعِلْمَ“ وغیرہ۔

”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر و بھلائی طلب کرتا ہوں اور تیری طاقت کے ذریعے اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، اور تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا اور تو تو تمام غیبیوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ میرا کام میرے لیے، میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار میں بہتر ہے تو تو اس کو میرے مقدر میں کر دے اور میرے لیے آسان فرما دے، پھر میرے لیے اس میں برکت ڈال دے۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے، میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام کار میں بُرا ہے تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور خیر و بھلائی کو میرے مقدر میں کر دے، وہ جہاں بھی ہو اور پھر مجھے اس کے ساتھ راضی بھی کر دے۔“

نوٹ:..... مسلمان کو چاہیے کہ وہ استخارہ کرنے کے بعد اپنے معاملات میں از سر نو غور و فکر کرے اور جس صورت پر انشراح صدر ہو یا جو آسان معلوم ہو رہی ہو، اسے اختیار کرے۔ ان شاء اللہ اس میں خیر و برکت ہوگی۔

نمازِ توبہ:

کسی خاص گناہ کے سرزد ہونے پر یہ عام گناہوں سے توبہ کرنے کی نیت سے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی طلب کی جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی سے گناہ ہو جاتا ہے اور وہ وضو کر کے نماز پڑھتا ہے، اور پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿ وَ الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ

فَأَسْتَغْفِرُوا لِدُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ لَهُمْ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ يَصِرْهُوَ
 عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٣٥﴾ (آل عمران: ١٣٥)
 ”اور جب ان سے کوئی بدکاری ہو جاتی ہے، یا اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں، تو
 اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں،
 اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے، اور اپنے کیے پر جان
 بوجھ کر اصرار نہیں کرتے۔“^①

سجدہ شکر:

کسی نعمت کے حاصل ہونے پر یا خوشی کے موقع پر سجدہ شکر ادا کرنا مسنون ہے،
 چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا آتَاهُ أَمْرٌ يَسْرُهُ أَوْ يَسَّرَ
 بِهِ خَيْرٌ سَاجِدًا شُكْرًا لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ.))^②
 ”یقیناً نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی ایسی خبر آتی جس سے آپ خوش ہوتے تو
 اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑتے۔“

سجدہ تلاوت:

نماز میں یا غیر نماز میں قرآن مجید کی سجدہ والی آیت تلاوت کرنے یا سننے پر سجدہ کرنا
 چاہیے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ

① سنن ابوداؤد، باب فی الاستغفار، رقم: ۱۵۲۱۔ سنن ترمذی، ابواب الصلاة، رقم: ۴۰۶۔ سنن

ابن ماجہ، رقم: ۱۳۹۵۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح حسن“ کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، باب ما جاء فی الصلاة والسجدة عند الشکر، رقم: ۱۳۹۴۔ ارواء الغلیل، رقم:

۴۷۴۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۲۴۷۹۔

وَسَجْدٌ ۝۱

”نبی اکرم ﷺ ہمارے سامنے کوئی سجدہ والی سورت پڑھتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے۔“

سجدہ تلاوت کی دعائیں:

(۱)..... آپ ﷺ سجدے کی آیت تلاوت کرتے اور سجدہ تلاوت میں یہ پڑھتے:
 ((سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ
 فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۝)) ۲

”میرے چہرے نے اس ہستی کو سجدہ کیا جس نے اپنی قدرت و طاقت سے اسے بنایا۔ کان بنائے۔ آنکھیں بنائیں۔ اللہ سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے، بہت بابرکت ہے۔“

(۲)..... ((اللَّهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّي بِهَا
 وَزْرًا وَاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ
 عَبْدِكَ دَاوُدَ ۝)) ۳

”اے اللہ! اس سجدہ کی وجہ سے میرے لیے اپنے پاس ثواب لکھ، اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے، اور اسے میرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ بنا دے اور اس سجدے کو میری طرف سے قبول فرما، جس طرح تو نے اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا۔“

① صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۷۵۔

② مستدرک حاکم: ۱/۲۲۰۔ سنن ابوداؤد، ابواب السجود، رقم: ۱۴۱۴۔ حاکم، ذہبی اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ سنن ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء ما يقول فی سجود القرآن، رقم: ۵۷۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۵۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

سجدہ تلاوت کے اہم مسائل:

- (۱).....سجدہ تلاوت کے لیے وضو ضروری نہیں۔^①
- (۲).....سجدہ تلاوت فرض نہیں، یعنی چھوڑنے پر گناہ نہیں۔ لیکن افضلیت سجدہ کرنے میں ہے۔^②
- (۳).....امام سجدہ کرے تو مقتدی بھی کریں گے۔^③

سجدہ تلاوت کے محل:

قرآن مجید میں مذکور مقامات درج ذیل سجدہ تلاوت کے محل ہیں:

نمبر شمار	نام سورۃ	آیت نمبر	آیت	ترجمہ
①	الاعراف	۲۰۶	وَلَهُ يَسْجُدُونَ	”اور وہ اس کے لیے سجدہ کرتے رہتے ہیں۔“
②	الرعد	۱۵	بِالْعُدُوِّ وَالْأَصَالِ	”صبح و شام“
③	النحل	۵۰	يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ	”جو انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ کر گزرتے ہیں۔“
④	بنی اسرائیل	۱۰۹	بِزَيْدِهِمْ خُشُوْعًا	”ان کا خشوع بڑھ جاتا ہے“
⑤	مریم	۵۸	خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا	”سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر جاتے ہیں“
⑥	الحج	۱۸	يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ	”اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے“

① سنن ابوداؤد، کتاب الأطعمة، رقم: ۳۷۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۸۴۷۔ سنن نسائی، رقم: ۱۳۲۔ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۷۳۔ صحیح مسلم، رقم: ۵۷۷۔

③ صحیح بخاری، کتاب سجود القرآن، رقم: ۱۰۷۵۔

﴿٤﴾	اِحْجَاجٌ	٤٤	لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ	”تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔“
﴿٥﴾	الْفِرْقَانِ	٦٠	وَزَادَهُمْ نُفُورًا	”کفار اور زیادہ بدکنے لگتے ہیں“
﴿٦﴾	الْأَمَلِ	٢٦	رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ	”وہ عرشِ عظیم کا رب ہے“
﴿٧﴾	السُّجُودِ	١٥	لَا يَسْتَكْبِرُونَ	”وہ تکبر نہیں کرتے“
﴿٨﴾	ص	١٣	خَرَرَّا كَعَا وَأَنَابَ	”وہ توبہ کرتے ہوئے رکوع میں گر گئے“
﴿٩﴾	حَمِ السُّجُودِ	٣٨	وَهُمْ لَا يَسْتَمُونَ	”وہ تھکتے نہیں“
﴿١٠﴾	النَّجْمِ	٦٢	لِلَّهِ وَاعْبُدُوا	”اللہ کے لیے عبادت کرو“
﴿١١﴾	الْإِنشِقَاقِ	٢١	لَا يَسْجُدُونَ	”بے ایمان سجدہ نہیں کرتے“
﴿١٢﴾	الْعَلَقِ	١٩	وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ	”سجدہ کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرو“

سجدہ سہو کا بیان:

سہو کا مطلب بھول کر کسی بات کا رہ جانا۔ چنانچہ نماز میں اگر بھول کر یا شک سے کچھ کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس کی بیشی کی تلافی کے لیے نماز کے آخری قعدہ میں دو سجدے کرنے کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔ یہ سجدہ واجب ہے، آدمی اکیلا نماز ادا کر رہا ہو یا جماعت اور نماز فرض ہو یا نفل، بھول چوک پر سجدہ سہو کیے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث ہے:

((فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ))^①

”پس جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے تو اسے دو سجدے کرنے چاہئیں۔“

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۲/۹۲.

سجدہ سہو کا طریقہ:

سجدہ سہو نماز کے دوسرے سجدوں کی طرح کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ”پھر آپ ﷺ نے ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہا اور عام سجدوں کی طرح سجدہ کیا، یا اس سے کچھ لمبا، پھر سر اٹھاتے ہوئے ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہا، پھر ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے ہوئے سر رکھا اور عام سجدوں کی طرح، یا ان سے کچھ لمبا سجدہ کیا، پھر ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہتے ہوئے سر اٹھایا۔“^①

- ۱۔ آخری تشهد میں دعائیں مکمل کرنے کے بعد دو سجدے کریں، پھر سلام پھیر دیں۔^②
- ۲۔ دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کریں اور پھر سلام پھیریں۔^③

مقررہ تعداد سے کم رکعات پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو:

اگر کوئی شخص رکعت چھوڑ دے، تو اس رکعت کو مکمل کرنے کے بعد سجدہ سہو کرے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا، تو آپ سے ذوالیدین نے کہا: اے اللہ کے رسول! نماز مختصر ہوگئی ہے، یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”کیا ذوالیدین نے سچ کہا ہے؟“ صحابہ نے کہا: ہاں! تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور باقی والی دو رکعات پڑھائیں، پھر سلام پھیرا، پھر ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہہ کر سجدہ کیا، جو عام جمود کی مانند یا ان سے لمبا تھا پھراٹھے۔“^④

تعدہ اولیٰ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو:

عبداللہ بن حسینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ پس پہلی دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور لوگ بھی نبی ﷺ کے

① صحیح بخاری، کتاب السہو، رقم: ۱۲۲۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، رقم: ۵۷۳۔

② صحیح بخاری، کتاب السہو، رقم: ۱۲۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۲۶۹۔

③ صحیح بخاری، کتاب السہو، رقم: ۱۲۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۴۔

④ صحیح بخاری، کتاب السہو، رقم: ۱۲۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۳/۹۹۔

ساتھ کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور لوگ سلام پھیرنے کے منتظر ہوئے تو رسول اللہ نے ”اللَّهُ أَكْبَرُ“ کہا جب کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔^①

شک کی صورت میں سجدہ سہو:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کسی کو رکعات کی تعداد کی بابت شک پڑ جائے کہ تین پڑھی ہیں یا چار؟ تو شک کو چھوڑ دے اور یقین پر اعتماد کرے۔ پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر اس نے پانچ رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے اس کی نماز کی رکعات کو جفت کر دیں گے اور اگر اس نے پوری چار رکعات نماز پڑھی تھی تو یہ سجدے شیطان کے لیے ذلت کا سبب ہوں گے۔“^②

اور جس کسی کو شک گزرے مگر غور و خوض کے بعد پتا چل جائے کہ اس کی کون سی رکعت ہے تو ایسا شخص ظن غالب پر بنیاد رکھے اور آخر میں دو سجدے کر لے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيَتِمَّ عَلَيْهِ،

ثُمَّ يَسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.))^③

”جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے تو وہ ٹھیک بات کو تلاش کرے اور اسی کے مطابق اپنی نماز پوری کرے، پھر سلام پھیر کر دو سجدے کر لے۔“

مقررہ تعداد سے زیادہ رکعت پر سجدہ سہو:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی

① صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۲۹، ۸۳۰، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۰.

② صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۱.

③ صحیح بخاری، کتاب الصلاة، رقم: ۴۰۱۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۲.

نماز پانچ رکعت پڑھا دی، تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کیا نماز زیادہ ہوگئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بات ہے؟“ کہنے والے نے کہا: آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کیے۔^①

نمازِ شب براءت:

پندرہویں شعبان کی رات کو ”صلاة البراءة“ یا ”صلاة الألفية“ یا سو (۱۰۰) رکعت نماز اور ہر رکعت میں دس بار سورۃ اخلاص پڑھنا یا کسی قسم کی مخصوص عبادت کرنا کسی صحیح اور مستند حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ یہ سب امور عہد نبوی کے بعد کی ایجاد ہیں، ۴۲۸ھ کو سب سے پہلے بیت المقدس میں اس رات کو نماز کا اہتمام کیا گیا۔

نمازِ عیدین:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر طلوع آفتاب کے بعد کھلے میدان میں پڑھی جانے والی نماز کو ”صلاة العیدین“ کہا جاتا ہے۔ دو رکعت نماز جہری قراءت کے ساتھ باجماعت ادا کی جائے، پہلی اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے بالترتیب سات اور پانچ تکبیرات کہی جائیں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں حدیث مروی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی نمازِ عیدین میں بارہ بارہ تکبیرات کہتے تھے۔^②

نمازِ عید کا حکم:

نمازِ عید واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ہمیشہ پابندی فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کے لیے نکلنے کا حکم بھی دیا۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نوجوان اور ماہواری والی عورتوں اور پردے میں بیٹھی دوشیزاؤں کو بھی ساتھ

① صحیح بخاری، کتاب السہو، رقم: ۱۲۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۵۷۲۔

② مؤطا مالک، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی التکبیر والقراءة فی صلاة العیدین، رقم: ۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۷۹/۲۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۸۸/۳۔ امام تہذیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسنادہ صحیح۔

نکال لے چلیں، البتہ ماہواری والی نماز سے (اور دوسری روایت کے لفظ ہیں: عید گاہ سے) دُور رہیں مگر اس موقع پر مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس پردے کی چادر نہ ہو تو؟ فرمایا: چاہیے اس کی بہن اسے اپنی چادر اوڑھا کر لے جائے۔“^①

عیدین میں قراءت:

عبید اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابو واقد لیشی رضی اللہ عنہ نے بتایا: کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن کیا قراءت کی تھی؟ میں نے بتایا کہ: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ اور ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایات ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعے میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ کی تلاوت کیا کرتے تھے اور جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تب بھی دونوں نمازوں میں انہی کی قراءت کرتے تھے۔^②

عیدین کے احکام و مسائل:

- ۱۔ نماز کے بعد امام خطبہ عیدین دے گا۔^③
- ۲۔ نماز عیدین میں زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے، کیونکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ ہر رکعت میں اور ان تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے جو آپ ﷺ رکوع سے پہلے کہتے تھے۔^④
- ۳۔ عید کے دن ملاقات کرتے ہوئے قبولیت عمل اور برکت کی دعا دینا سلف و خلف علماء

① صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۷۴۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة العیدین، رقم: ۸۹۰۔

② صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۷۸۔

③ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۶۳۔

④ سنن ابوداؤد، ابواب تفریح افتتاح الصلاة، رقم: ۷۷۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

سے ثابت ہے۔ چنانچہ امام علی بن ثابت الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے ”تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ“ کے متعلق سوال کیا، جو کلمہ لوگ عید کے دن ایک دوسرے سے کہتے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا: ”ہمارے ہاں (مدینہ میں) لوگ ہمیشہ ہی ایسا کرتے آرہے ہیں اور ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔“ ❶ اور امام محول رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ عید والے دن جب کوئی شخص ان سے ملتا تو وہ اسے یہ دعا دیتے: ”بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ.“ ❷

۳۔ عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے اور وہاں پہنچ کر امام کے آنے تک تکبیرات کہنی چاہئیں اور پھر عید نماز سے فارغ ہو کر گھر آ کر بھی تکبیرات کہتے رہیں۔ ❸

۵۔ تکبیرات کے مختلف الفاظ ثابت ہیں۔ اور ذیل میں دیئے گئے الفاظ بھی ثابت ہیں:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ)) ❹

”اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔“

۶۔ عید گاہ میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے، اگرچہ وہ حیض یا نفاس کے دن گزار رہی ہوں۔ حیض و نفاس والی عورتیں نماز سے علیحدہ رہیں لیکن دعا، تکبیرات اور خطبہ میں ضرور شرکت کریں۔ ❺

۷۔ نماز عید سے پہلے یا بعد عید گاہ میں نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ ❻

❶ النقات لابن حبان: ۹۰/۹، ترجمہ رقم: (۱۵۳۴۸)

❷ تاریخ ابن معین براویۃ الروای: ۲/۲۳۶، ترجمہ: ۵۱۶۷.

❸ السنن الكبرى للبيهقي: ۳/۲۷۹، رقم: ۶۱۶۹۔ السنن للدارقطني: ۲/۴۴، رقم: ۱۶۹۸.

❹ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۶۷، رقم: ۵۶۴۹.

❺ صحيح بخارى، كتاب الصلاة، رقم: ۳۵۱۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، رقم: ۸۸۳/۱۲.

❻ صحيح بخارى، كتاب العيدين، رقم: ۹۸۹۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، رقم: ۸۸۴.

- ۸۔ عید الفطر کے لیے جانے سے پہلے کچھ کھانا مسنون ہے۔^①
- ۹۔ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت سے کھائیں۔^②
- ۱۰۔ جب عید جمعے کے دن آجائے تو جس شخص نے عید پڑھ لی ہو، اس پر جمعہ واجب نہیں رہتا۔ وہ جمعے کی بجائے تنہا نمازِ ظہر پڑھ سکتا ہے۔^③
- ۱۱۔ رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدل کے آتے جاتے تھے۔^④
- نوٹ:** حنفیہ کے نزدیک چھ تکبیرات زائد ہیں، تین پہلی رکعت میں، تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری رکعت میں، لیکن ان کی دلیل والا اثر مروی عن ابن مسعود سخت ضعیف ہے۔^⑤

نمازِ استسقاء:

قط سالی کے موقع پر بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے نمازِ استسقاء ادا کی جاتی ہے۔

طریقہ نماز:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قط سالی کا شکوہ کیا، تو آپ ﷺ مقررہ دن میں میدان کی طرف نکلے اور منبر پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت کی اور ہاتھ اٹھا کر دُعا کی، پھر لوگوں کی جانب پشت کر کے کھڑے ہو گئے اور چادر کو اُلٹ پلٹ کیا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے

- ① صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۵۳۔
- ② سنن ترمذی، کتاب العیدین، رقم: ۵۴۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۷۵۶۔ صحیح ابن خزیمہ: ۲/ ۶۱۰، ۶۱۱، رقم: ۱۴۲۶۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۸۱۲۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، علامہ البانی اور شعیب الارناؤط نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
- ③ سنن أبوداؤد، کتاب الصلاة، رقم: ۱۰۷۳۔ سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوات، رقم: ۱۳۱۱۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
- ④ صحیح بخاری، کتاب العیدین، رقم: ۹۸۶۔
- ⑤ ملاحظہ ہو: معالم السنن: ۱/ ۲۵۲۔ نیل الأوطار: ۳/ ۳۵۶۔ محلّی ابن حزم: ۳/ ۲۹۶۔

اُتر کر دو رکعت نماز پڑھائی۔^①

نمازِ استسقاء کے مسائل:

۱۔ نمازِ استسقاء میں جہری قراءت کی جائے۔^②

۲۔ ایسے موقع پر اُلٹے ہاتھوں دُعا کرنا بھی درست ہے۔^③

۳۔ چادر پلٹنے کا مطلب یہ ہے کہ امام اس کے ظاہری حصے کو باطنی حصے کی طرف پھیر دے

اور لوگ بھی ایسا کریں۔^④

بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے مسنون دُعا میں:

۱۔ ((اللَّهُمَّ اسْقِنَا ، اللَّهُمَّ اسْقِنَا ، اللَّهُمَّ اسْقِنَا))^⑤

”اے اللہ! ہمیں پلا، اے اللہ ہمیں پلا، اے اللہ ہمیں سیراب کر دے۔“

۲۔ ((اللَّهُمَّ اسْقِنَا عَيْثًا مَغِيثًا مَرِيئًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ ، عَاجِلًا غَيْرَ آجَلٍ))^⑥

”اے اللہ! ہمیں بارش عنایت فرما، از حد مفید، مددگار، بہترین انجام والی، جو

شادابی لائے، نفع آور ہو، کسی ضرر کا باعث نہ بنے، جلدی آئے اور دیر نہ

کرے۔“

۳۔ ((اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ ، وَبَهَائِمَكَ ، وَأَنْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ

بَلَدَكَ الْمَيِّتَ))^⑦

① سنن ابو داؤد، باب رفع الیدین فی الاستسقاء، رقم: ۱۱۷۳۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

② صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۲۴۔

③ صحیح مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، رقم: ۲۰۷۵۔

④ سنن ابو داؤد، جامع أبواب صلاة الاستسقاء و تفریعها، رقم: ۱۱۶۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۱۳۔

⑥ سنن ابو داؤد، باب رفع الیدین فی الاستسقاء، رقم: ۱۱۶۹۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۴۱۶۔

مستدرک حاکم: ۲۲۷/۱۔ ابن خزیمہ اور حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑦ سنن ابو داؤد، باب رفع الیدین فی الاستسقاء، رقم: ۱۱۷۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

”اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے جانوروں کو پانی پلا۔ اپنی رحمت عام کر دے اور اپنی خشک زمین کو تروتازہ کر دے۔“

نمازِ تہجد:

نمازِ پنجگانہ کے علاوہ اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کو نمازِ تہجد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ نماز آپ ﷺ پر اس لیے لازم قرار دی گئی تھی، تاکہ آپ کے درجات بلند ہوں، ورنہ آپ کے تو اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیے گئے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ رب العالمین ہے:

﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (الفتح: ۲)

”اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سبھی گناہ معاف کر دیے ہیں۔“

نمازِ تہجد کی فضیلت:

دیگر مسلمانوں کے لیے یہ نماز مستحب ہے۔ اور بڑی فضیلت والی نماز ہے۔

﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَلَيَّ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۷۹)

”اور رات کو تہجد ادا کیجیے یہ آپ کے لیے زائد ہے، ممکن ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔“

﴿وَتَقَلَّبَكَ فِي السَّجْدَيْنِ﴾ (۲۱۵) إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۱۶﴾

(الشعراء: ۲۱۹، ۲۲۰)

”اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان آپ کی حرکات کو بھی، یقیناً وہ سب سننے اور جاننے والا ہے۔“

تہجد گزار کے برابر کوئی نہیں:

﴿أَمَّنْ هُوَ قَانِثٌ آتَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَابًا بِمُحْذَرِ الْآخِرَةِ وَ
يَرِيحُوا رَحْمَةً رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ
لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (الزمر: ۹)

”کیا یہ بہتر ہے یا جو رات کے اوقات قیام و سجدہ میں عبادت کرتے گزارتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا اُمیدوار؟ کہہ دیجیے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ مگر ان باتوں سے سبق وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہیں۔“

مومن کا خاص شرف:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے جو کسی مسلمان کو مل جائے، اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے، اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔^①

مزید برآں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے پاس جبرئیل آئے اور کہنے لگے: اے محمد! خواہ کتنا ہی آپ زندہ رہیں آخر ایک دن مرنا ہے، اور جس سے چاہیں کتنی ہی محبت کریں آخر ایک دن جدا ہو جانا ہے، اور آپ جیسا بھی عمل کریں اس کا بدلہ ضرور ملنا ہے اور اس میں کوئی تردد نہیں کہ مومن کی شرافت تہجد کی نماز میں ہے اور مومن کی عزت لوگوں (کے مال) سے استغناء (برتنے) میں ہے۔“^②

جنت میں جانے کا موثر ترین عمل:

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ ، وَأَطْعَمُوا الطَّعَامَ ، وَصَلُّوا
الْأَرْحَامَ ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ))^③

”اے لوگو! آپس میں کثرت سے سلام کرو، کھانا کھاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو

① صحیح مسلم، کتاب صلوة المسافرین، رقم: ۷۵۷۔

② مستدرک حاکم: ۳۲۴/۴، ۳۲۵۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے ”صحیح“ اور منذری نے ”حسن“ کہا ہے۔

③ سنن ترمذی، کتاب صفة القيامة، رقم: ۲۴۸۵۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمة، باب اطعام الطعام، رقم: ۳۲۵۱ واللفظ له۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔“

اک روز مومنو تمہیں مرنا ضرور ہے
پڑھتے رہو نماز یہ قول رسول ﷺ ہے

نماز تہجد کا عظیم فائدہ:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”نماز تہجد حفظِ صحت کے اسباب میں سے سب سے زیادہ نفع بخش، کئی ایک دیرپا بیماریوں کو بہت زیادہ روکنے والی، اور جسم، روح اور دل کے لیے بہت زیادہ نشاط بخشنے والی ہوتی ہے۔“^①

رکعات کی تعداد:

رسول اللہ ﷺ کی مختلف اوقات میں نماز تہجد کی کیت یہ تھی:

۱۔ تیرہ رکعات^②

۲۔ گیارہ رکعات^③

۳۔ نو رکعات^④

۴۔ سات رکعات^⑤

احکام و مسائل:

۱۔ رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہے۔^⑥

۲۔ رات کی نماز میں لمبی قراءت کرنی چاہیے۔^⑦

① زاد المعاد: ۴/۲۴۸۔ ② صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۷۲۳۔

③ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراويح، رقم: ۲۰۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۷۲۳۔

④ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۳۹۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۳۹۔

⑥ صحیح بخاری، کتاب التہجد، رقم: ۱۱۳۷۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۷۴۸۔

⑦ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۷۶۸۔

مسنون رکعات تراویح:

لفظ تراویح علما محدثین کے ہاں ایک اصطلاحی نام ہے۔ احادیث رسول ﷺ میں اس کے لیے ”قیام رمضان، صلوة فی رمضان، قیام اللیل، صلاة التجد اور صلوة اللیل“ وغیرہ ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس نماز تراویح کا نبی مکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کے ساتھ تین دن قیام کیا تھا۔ یہ بات احناف کے ہاں بھی مسلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوق دیکھا کہ وہ کثرت کے ساتھ اس نماز میں شریک ہو رہے ہیں، تو آپ نے جماعت کو ترک کر دیا اور ارشاد فرمایا:

((حَشِيْتُ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ)) ❶

”مجھے تم پر ”صلاة اللیل“ کی فرضیت کا ڈر ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے:

((وَلَكِنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلَاةُ اللَّيْلِ فَتَعَجِزُوا

عَنْهَا)) ❷

”میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر صلاة اللیل فرض نہ ہو جائے، اور تم

اس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔“

علامہ طحاوی حنفی رحمہ اللہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ

آپ ﷺ نے فرمایا:

((حَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ اللَّيْلِ)) ❸

”مجھے تم پر ”قیام اللیل“ کے فرض ہونے کا خدشہ ہے۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب اذا كان بين الامام وبين القوم حائط او سترة، رقم: ۷۲۹

❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وهو التراویح، رقم:

۷۶۱/۱۷۸۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۲۲۰۷۔

❸ شرح معانی الآثار للطحاوی، کتاب الصلوة، باب القیام فی شهر رمضان هل هو فی المنازل أفضل

أم مع الامام: ۲۴۲/۱۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اپنی مسند میں یہ الفاظ روایت کرتے ہیں کہ:

((مَخَافَةٌ أَنْ يُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ قِيَامُ هَذَا الشَّهْرِ))^①

”تم پر اس ماہ، یعنی رمضان کے قیام کی فرضیت کے خوف سے چھوڑ رہا ہوں۔“

قارئین کرام! مذکورہ بالا روایات میں غور فرمائیں کہ ان میں نماز تراویح کے لیے ”صلاة اللیل، قیام اللیل“ وغیرہ جیسے الفاظ ہی استعمال ہوئے ہیں۔ پس قیام اللیل کی تعداد میں مروی تمام صحیح احادیث نبویہ تعداد تراویح پر دلالت کناں ہیں۔

نماز تراویح:

محدثین نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی حدیث پر ”قیام رمضان اور صلاة التراويح“ کے ابواب باندھے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ”کتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان“ کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث ذکر کر کے واضح کر دیا کہ اس کا تعلق نماز تراویح کے ساتھ ہے۔ ایسے ہی امام بیہقی نے اپنی سنن (۲/۴۹۵، ۴۹۶) پر ”باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان“ اور (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد) محمد حسن الشیبانی نے اپنی مؤطا میں (ص: ۱۴۱) پر ”باب قیام شہر رمضان وما فیہ فی الفضل“ قائم کیا ہے۔

چنانچہ مولانا انور شاہ کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

((وَلَا مَنَاصَ مِنْ تَسْلِيمِ أَنَّ التَّرَاوِيحَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ ثَمَانِيَةَ رَكَعَاتٍ وَلَمْ يُثَبِّتْ فِي رِوَايَةٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلَّى التَّرَاوِيحَ وَالتَّهَجُّدَ عَلَى حِدَةٍ فِي رَمَضَانَ .))^②

”یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ رسول کریم ﷺ کی تراویح آٹھ رکعات تھیں۔ اور

① مسند احمد: ۱۸۳/۶، رقم: ۲۴۹۶۸

② العرف الشذی: ۱/۱۶۶

کسی روایت سے ثابت نہیں کہ آپ نے تراویح اور تہجد کو رمضان میں علیحدہ علیحدہ پڑھا ہو۔“

اور فیض الباری (۲/۴۲۰) میں فرماتے ہیں: کہ میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ دونوں ایک ہی نماز ہے۔

مولانا عبدالحق دہلوی اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی رمضان میں نماز وہی گیارہ رکعات ہی تھیں کہ جو عام حالات میں ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے۔^①

باقی فرقہ دیوبندی قاسم نانوتوی دیوبندی حیاتی، ماتریدی، اشعری صاحب لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جو گیارہ رکعات مع و تر ثابت ہیں، وہ بیس سے زیادہ معتبر ہیں۔^② پس اگر تہجد اور تراویح علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہوتیں تو رمضان میں ان کے الگ الگ پڑھنے کا آپ ﷺ سے کوئی ثبوت ماننا چاہیے تھا۔ جبکہ ایسا قطعی نہیں ہے۔ لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ جو گیارہ رکعات عام دنوں میں تہجد کے طور پر پڑھتے تھے، وہی گیارہ رکعات رمضان میں بطور تراویح کے ادا کرتے تھے۔ فرق ان کے اوقات کا اور قیام میں طوالت کا تھا۔ ابوداؤد وغیرہ میں روایت موجود ہے کہ جس میں آپ ﷺ کے تین راتوں میں جماعت کرانے کا تذکرہ ہے، اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ آپ نے اسی نماز تراویح کو رات کے تین حصوں میں پڑھا اور تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے اخیر رات تک اپنے عمل سے بتا دیا جس میں تہجد کا وقت آ گیا۔ یہی بات مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی نے اپنے فتاویٰ اردو (۱/۴۲۹) پر رقم کی ہے۔

قیام اللیل کی فضیلت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: ۱۶.

② لطائف قاسمیہ، مکتوب سوئم، ص: ۱۸۔ تراویح کا مقدمہ حنفی فقہاء کی عدالت میں، ص: ۱۶.

((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .))^❶
 ”جس شخص نے رمضان المبارک کا قیام ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا اس کے
 سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔“

سیدنا عمرو بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ
 شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، وَصَلَّيْتُ
 الْخُمْسَ، وَأَدَيْتُ الزُّكُوتَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقُمْتَهُ فَمِمَّنْ أَنَا؟
 قَالَ: مِنَ الصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ .))^❷

”ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول!
 آپ مجھے بتائیں گے کہ اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی
 عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور میں پانچ نمازیں ادا
 کروں، زکوٰۃ دوں، رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو میں کن
 لوگوں میں سے ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے۔“

مذکورہ بالا احادیث سے پتا چلا کہ قیامِ رمضان کی بہت زیادہ فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ
 سابقہ گناہ معاف کر کے اپنے نیک بندوں، صدیقین اور شہداء میں اٹھائے گا۔

نماز تراویح کا وقت:

نماز تراویح کا وقت، نمازِ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے لے کر فجر تک ہے، کسی
 بھی وقت میں ادا کی جاسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔

تعدادِ رکعات تراویح:

نماز تراویح گیارہ رکعات تین وتر کے ساتھ مسنون ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا عام

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراويح، رقم: ۲۰۰۹۔

❷ مسند بزار: ۱/۲۲، رقم: ۲۵۔ موارد الظمان، رقم: ۱۹۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

معمول یہی تھا۔ اجلہ علماء احناف کا بھی یہی موقف ہے۔ جیسا کہ دلائل سے واضح ہو رہا ہے۔ جو شخص عبادت کو زیادہ وقت دینا چاہے اس کے لیے ہے کہ نمازِ تراویح میں قیام کو جتنا بھی دراز کر سکتا ہو کرے۔ رکوع و سجود اور جلسے میں جتنی زیادہ تسبیحیں اور دعائیں پڑھ سکتا ہو پڑھے۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے قیام اللیل سے متعلق پوچھنے والے سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے قیام کی چار رکعتوں کے حسن و طول کا کچھ حال نہ پوچھ یعنی مجھ سے بیان نہیں ہو سکتا۔^①

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: ”ہم عہد عمر رضی اللہ عنہ میں قیام اتنا لمبا کرتے کہ لاکھوں پر ٹیک لگانا پڑتی۔“^②

تراویح میں پڑھنے کے لیے اگر قرآن زیادہ یاد نہ ہو تو سورۃ اخلاص کی کثرت سے ہی قیام کی درازی کو پورا کر لیا کریں۔ اگر اُمت کی مغفرت کی غرض سے نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی آیت کو قیام اللیل میں بار بار پڑھتے ہوئے صبح کر دی، تو آپ سورۃ اخلاص کو ہی اخلاص کے ساتھ حسب طاقت ہر رکعت میں پڑھ کر اپنے اللہ کو راضی کریں اور قیام، رکوع و سجود کو لمبا کر کے نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کریں۔ نہ کہ رکعات کی تعداد بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت مول لیں۔

دلیل نمبر ۱:..... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيْمَا بَيْنَ أَنْ يَقْرَعَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ))^③

”رسول اللہ ﷺ عشا کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد فجر تک گیارہ رکعات

① صحیح بخاری، رقم: ۱۱۴۷۔

② مؤطا، کتاب الصلاة فی رمضان، رقم: ۴۔

③ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل،

رقم: ۷۳۶/۱۱۲۔

پڑھتے تھے، اور ہر دو رکعت میں سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔ عشاء کی

نماز کو لوگ ”عتمہ“ بھی کہتے ہیں۔“

فائدہ:..... اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے قیام اللیل کی تعداد گیارہ رکعات تھی۔

دلیل نمبر ۲:..... ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس

آیا، اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کے مہینے میں نماز کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا:

((كَانَتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ)) ❶

”آپ کی نماز ۱۳ رکعات تھی، اور ان میں سے دو فجر کی رکعتیں تھیں“

فائدہ:..... یعنی تراویح آپ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ اس صحیح حدیث سے بھی

معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں آپ کا قیام گیارہ رکعت تھا، اور قیام رمضان کا معنی حنفی حضرات بھی تراویح ہی کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۳:..... ابو سلمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ

رمضان میں رات کی نماز کیسے پڑھتے تھے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا كَانَ يَزِيدُنِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً)) ❷

”رمضان کا مہینہ ہو یا غیر رمضان، رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ

نہیں پڑھتے تھے۔“

ملاحظہ ہو:..... اس حدیث مبارکہ کو محدثین کرام رحمہم اللہ نے ”قیام رمضان“ کے

❶ صحیح ابن خزیمہ: ۳/۳۴۱، رقم: ۲۲۱۳۔ ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری، کتاب صلاة التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم: ۲۰۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل، رقم: ۷۳۸/۱۲۵۔

موطا امام محمد، ص: ۱۴۲۔

باب میں بیان کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق ”نمازِ تراویح“ سے ہے۔ یاد رہے کہ سائل نے رمضان المبارک کی راتوں کو ادا کی جانے والی نماز کے بارے میں سوال کیا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رمضان المبارک کے متعلق بھی جواب دیا اور ساتھ افادہ زائدہ کے طور پر غیر رمضان کے متعلق بھی بتایا کہ غیر رمضان میں بھی نبی کریم ﷺ گیارہ رکعات ادا کرتے تھے، جو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر تک ادا کرتے تھے۔ مزید تفصیل دیکھیں:

- (۱) موطا امام محمد (شاگرد امام ابوحنیفہ)، باب قیام شہر رمضان وما فیہ من الفضل، ص: ۱۴۲، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی .
- (۲) صحیح البخاری، کتاب صلاة التراويح، رقم: ۲۰۳۱۔ فتح الباری: ۴/ ۲۵۰ .
- (۳) سنن الکبریٰ، للبیہقی، باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان: ۲/ ۴۹۵- ۴۹۶ .
- (۴) نصب الرایہ از علامہ زیلعی حنفی، فصل فی قیام شہر رمضان: ۲/ ۱۵۳ .
- (۵) فتح القدر شرح ہدایہ از علامہ ابن ہمام حنفی، فصل فی قیام رمضان: ۱/ ۴۰۷ .
- (۶) البحر الرائق شرح کنز الدقائق از ابن نجیم حنفی: ۲/ ۶۶، ۶۷ .
- (۷) علامہ نیموی حنفی نے ”آثار السنن، باب التراويح بثمان رکعات، ص: ۳۹۸“ پر درج کر کے تسلیم کیا ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح کے ساتھ ہے۔

دلیل نمبر ۴ اس مسئلہ کی تائید سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی

ہے کہ:

((صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ

وَالْوُتْرَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْقَابِلَةِ اجْتَمَعْنَا فِي الْمَسْجِدِ وَرَوْنَا أَنْ
يَخْرُجَ إِلَيْنَا فَلَمْ نَزَلْ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى أَصْبَحْنَا فَدَخَلْنَا عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَجَوْنَا أَنْ تَخْرُجَ عَلَيْنَا
فَتَصَلِقَ بِنَا فَقَالَ: كَرِهْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمُ الْوُتْرُ)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے،
اگلی رات ہم مسجد میں جمع ہوئے اور امید تھی کہ آپ ہمارے پاس آئیں گے۔ ہم
صبح تک مسجد میں رہے۔ پھر ہم نے رسول اللہ کے پاس جا کر عرض کی، یا رسول
اللہ! ہمیں امید تھی کہ آپ آکر ہمیں نماز پڑھائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
میں نے ناپسند کیا کہ کہیں تم پر صلوٰۃ الوتر فرض نہ ہو جائے۔“

فائدہ:..... اس حدیث سے جہاں آٹھ رکعات تراویح ثابت ہوئیں، وہاں یہ بھی معلوم
ہوا کہ رات کی اس نماز کو ”صلوٰۃ الوتر“ بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں ”عیسیٰ بن جاریہ“
پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ لیکن عیسیٰ بن جاریہ جمہور علماء و محدثین کے نزدیک ثقہ یا کم از کم صدوق
یعنی حسن الحدیث ہے۔

دلیل نمبر ۵..... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب نے رسول اللہ ﷺ
کے پاس آکر کہا۔ یا رسول اللہ! میرے گھر کی عورتوں نے رمضان کی رات مجھ سے کہا: ہم
قرآن نہیں جانتی، ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گی:

((فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَتَرْتُ فَكَانَ شَبَهُ الرِّضَا وَكَمْ يَقُلُّ
شَيْئًا)) ❷

”میں نے انہیں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے۔ آپ نے اس پر کچھ نہیں کہا،

❶ صحیح ابن خزیمہ: ۱۳۸/۲، رقم: ۱۰۷۰۔ صحیح ابن حبان: ۱۶۲/۵، ۱۶۳۔ قیام اللیل،
ص: ۲۵۲۔ معجم الاوسط: ۱۶۸/۵۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ مسند أبی یعلیٰ: ۳۳۶/۳، رقم: ۱۸۰۱۔ مجمع الزوائد: ۷۷/۲۔ علامہ عثمٰنی فرماتے ہیں: اس
حدیث کی سند حسن ہے۔

یعنی اظہار رضامندی فرمایا۔“

فائدہ: یاد رہے کہ کسی کام کا سن کر یاد رکھ کر، اس پر خاموشی اختیار کرنا آپ ﷺ کی تقریری سنت کہلاتی ہے۔

علمائے احناف کی طرف سے گیارہ رکعات کا اعتراف:

جناب ابو الحلاق الحسن بن عمار شربلائی حنفی (متوفی ۱۰۷۹ھ) رقم طراز ہیں ”جب یہی بات ثابت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے باجماعت گیارہ رکعات مع الوتر پڑھائی پھر اس کی سنیت سے انحراف یقیناً نبوت سے دائمی عداوت کی دلیل ہے۔“^①

امام ابو حنیفہ کے شاگرد محمد بن حسن الشیبانی اپنے مؤطاباب التراويح (ص: ۹۳) میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری و مسلم میں موجود گیارہ رکعات مع الوتر والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ ہمارا بھی اس گیارہ رکعات مع الوتر والی حدیث پر ہی عمل ہے۔

ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) مرقاة شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: کہ مسئلہ تراویح میں حقیقت یہی ہے کہ گیارہ رکعات مع الوتر ہی مسنون ہیں۔ جن کا اہتمام رسول اللہ ﷺ نے باجماعت کیا تھا۔^②

ملا علی قاری دوسری جگہ لکھتے ہیں: اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے ساتھ سنت ہے۔ یہ آپ ﷺ کا عمل ہے۔^③

ابن الہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ رقم طراز ہیں:

”اس سب کا حاصل یہ ہے کہ قیام رمضان گیارہ رکعات مع الوتر جماعت کے

ساتھ سنت ہے۔“^④

عبدالحی لکھنوی حنفی ۱۳۰۴ھ رقم طراز ہیں: آپ نے تراویح دو طرح ادا کی ہے۔

① مرقای الفلاح شرح نور الإيضاح، ص: ۶۰۶.

② مرقاة شرح مشکوٰۃ: ۱/۱۸۲. ③ مرقاة: ۲/۳۸۲.

④ فتح القدیر، باب النوافل: ۱/۴۶۰.

(۱) بیس رکعت بے جماعت اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(۲) آٹھ رکعتیں اور تین رکعات وتر باجماعت ❶

عبدالشکور حنفی متوفی ۱۳۸۱ھ رقمطراز ہیں کہ اگرچہ نبی ﷺ سے آٹھ رکعات تراویح

مسنون ہے، اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعات بھی ❷

امام ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف، اور امام محمد سے بسند صحیح یہ قطعی ثابت نہیں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت رسول ﷺ ہیں۔ اور ساتھ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات پڑھنے کا حکم مؤطا امام مالک میں بسند صحیح موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں شافعی، مالکی، اور حنبلی لوگ گیارہ رکعات ہی پڑھتے ہیں۔ اور پاکستانی حنفی علماء نے اقرار کرنا شروع کر دیا، اور کچھ عوام الناس میں سے بھی گیارہ رکعات پڑھنا شروع ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علی ذلک!

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گیارہ رکعات کا حکم:

دلیل نمبر ۶ امام مالک، محمد بن یوسف سے، وہ سائب بن یزید سے بیان

کرتے ہیں کہ:

((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَبِي بَنِ كَعْبٍ وَتَمِيمًا

الدَّارِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِأَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً)) ❸

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ

لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔“

دلیل نمبر ۷ امام ابو بکر بن ابی شیبہ بواسطہ یحییٰ بن سعید از محمد بن یوسف، از

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

❶ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی: ۱/۳۳۱-۳۳۲.

❷ علم الفقہ، ص: ۱۹۸، حاشیہ.

❸ مؤطا امام مالک، کتاب الصلاة فی رمضان: ۱/۱۱۴ - سنن الکبریٰ، للبیہقی: ۲/۴۹۶۔

طحاوی: ۱/۱۹۳ - معرفة السنن والآثار: ۲/۳۷۶ - علامہ نیوی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: ”اسنادہ صحیح“

”اس (حدیث) کی سند صحیح ہے۔“ آثار السنن، ص: ۳۹۲.

((أَنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى أَبِي وَتَمِيمٍ فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً))^①

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبی بن کعب اور تميم داری رضی اللہ عنہما پر جمع کیا وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔“

فائدہ:..... اسی حدیث کو امام ابو زید عمر بن حبیب النمری البصری، یحییٰ بن سعید کے واسطے سے اپنی کتاب ”تاریخ المدینة المنورة“ (۷۳۱) پر لائے ہیں۔ اس روایت کی سند بھی انتہاء درجہ کی صحیح ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گیارہ رکعات کا ثبوت:

دلیل نمبر ۸..... امام سعید بن منصور، از عبد العزیز بن محمد، از محمد بن یوسف، از

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً))^②

”ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۱۱ رکعات پڑھتے تھے۔“

فائدہ:..... ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک عمل بھی

گیارہ رکعات تھا، اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حکم بھی یہی تھا۔ اسی کے مطابق سیدنا اُبی بن کعب اور سیدنا تميم الداری رضی اللہ عنہما نے گیارہ رکعات تراویح پڑھائیں، اور ان کے پیچھے پڑھنے والوں نے بھی اس پر عمل کیا۔ پس معلوم ہوا کہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم بھی گیارہ رکعات پر تھا۔ کسی بھی صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا بیس رکعات پڑھنے کا عمل یا

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۲/۲۔

② التعلیق الحسن علی آثار السنن، ص: ۳۹۲۔ الحاوی فی الفتاویٰ ۱/۳۴۹، ۳۵۰۔ امام سیوطی رضی اللہ عنہ اس سند کے بارہ میں فرماتے ہیں: ”وفی مصنف سعید بن منصور غایة الصححة“ ”یہ روایت بہت صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔“

حکم موجود نہیں ہے۔

نوٹ:..... یاد رہے کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بیس (۲۰) رکعات قیام اللیل کی تمام روایات سنداً ضعیف ہیں، بلکہ بعض تو موضوع درجہ کی روایات ہیں۔ ذیل کی سطور میں ہم چند ایسی روایات اور ان کی تحقیق پیش کر دیتے ہیں کہ جن سے بیس رکعت تراویح سنت نبویہ ہونے کی دلیل پکڑی جاتی ہے۔

بیس رکعت تراویح سنت ہونے کی دلیل اور اس کے جوابات:

دلیل نمبر ۱..... سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”بے شک نبی

کریم ﷺ ماہ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔“^①

جواب:..... اس حدیث میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ہے۔ جس کے بارے میں علامہ

زیلعی فرماتے ہیں: ”قال احمد: منکر الحدیث“..... ”امام احمد نے کہا یہ منکر الحدیث ہے۔“^②

علامہ عینی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اسے شعبہ نے کذاب کہا ہے، اور احمد، ابن معین، بخاری اور

نسائی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے، اور ابن عدی نے اپنی کتاب ”الکامل“ میں اس حدیث کو اس کی

منکر روایات میں ذکر کیا ہے۔“^③

ابن ہمام حنفی نے فتح القدر (۳۳۳/۱) اور عبدالحی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ (۳۵۴/۱)

میں اس حدیث پر جرح کی ہے۔

علامہ انور شاہ کاشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

”اور جو بیس رکعت ہیں، تو وہ آپ ﷺ سے بسند ضعیف مروی ہیں، اور اس کے

ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔“^④

① مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۴/۲.

② نصب الرایة: ۵۳/۱.

③ عمدة القاری: ۱۲۸/۱.

④ العرف الشذی: ۱۶۶/۱.

علامہ سیوطی نے اس حدیث کے راوی پر شدید جرح کی ہے، اور کہا کہ

((هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ جَدًّا لَا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ)) ❶

”یہ حدیث سخت ضعیف ہے اس سے حجت قائم نہیں ہوتی۔“

بانی تبلیغی جماعت جناب زکریا صاحب او جز المسالک شرح مؤطا امام مالک (۳۰۴/۲) میں فرماتے ہیں: کہ یقیناً محدثین کے اصولوں کے مطابق بیس رکعات نماز تراویح نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً ثابت نہیں۔ بلکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت محدثین کے اصولوں کے مطابق مجروح ہے، ثابت نہیں۔

دلیل نمبر ۲..... یزید بن رومان سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ ”لوگ عمر رضی اللہ عنہ

کے زمانہ میں رمضان میں ۲۳ رکعت پڑھتے تھے۔“ ❷

جواب:..... یہ روایت منقطع ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی نے عمدة القاری (۱۱/۱۲۷-طبع دارالفکر) میں تصریح کی ہے۔ ”وَيَزِيدُ لَمْ يَدْرِكْ عُمَرَ فَيَكُونُ مُنْقَطِعًا.“

”اس روایت کے راوی یزید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں، اس لیے یہ روایت منقطع ہے۔“

علامہ نیوی حنفی نے بھی لکھا ہے کہ ”یزید بن رومان نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو نہیں پایا۔“ ❸

دلیل نمبر ۳..... یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو

بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ ❹

جواب:..... حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری مدنی ثقہ، ثبت اور

طبقہ خامسہ سے ہے۔ ❺

فائدہ:..... یاد رہے کہ اس طبقہ کی عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نیوی

❶ الحاوی: ۳۴۷/۱.

❷ مؤطا امام مالک: ۱۵/۱.

❸ آثار السنن، حاشیہ، ص: ۲۵۳.

❹ مصنف ابن ابی شیبہ.

❺ تقریب، ص: ۳۹۱.

حنفی فرماتے ہیں: ”یحییٰ بن سعید کی عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہے۔“^①

فائدہ: علامہ نیوی تعلیق آثار السنن میں فرماتے ہیں:

”آپ پر مخفی نہ رہے کہ سائب بن یزید کی بیس رکعت والی روایت کو بعض علماء نے ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل، پھر بیہقی کا حوالہ دیا۔ لیکن اس کا یہ قول کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں بھی اس کی مثل مدرج قول ہے۔ امام بیہقی کی تصنیفات میں نہیں پایا جاتا۔“^②

دلیل نمبر ۴: ابو عبد الرحمن السلمی سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا، پھر ان سے ایک کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے، اور آپ خود علی رضی اللہ عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔^③

جواب: یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ”حماد بن شعیب“ ہے، جسے ابن معین، نسائی اور ابوزرعہ، وغیرہم نے ضعیف کہا۔ امام بخاری نے ”منکر الحدیث“ ترکوا حدیثہ“ کہا۔^④

اور اس میں دوسرا راوی ”عطاء بن السائب“ مختلط ہے۔ زلیعی حنفی نے کہا ہے ”لیکن اسے آخر میں اختلاط ہو گیا تھا، اور تمام جنھوں نے اس سے روایت کی ہے، اختلاط کے بعد کی ہے سوائے شعبہ اور سفیان کے۔“^⑤

دلیل نمبر ۵: ابو الحسناء فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو پانچ تراویح بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا، اور اس سند میں ضعف ہے۔“^⑥

① بحوالہ تحفة الاحوذی: ۷۵/۲.

② بحوالہ تحفة الأحوذی: ۷۶/۲.

③ السنن الكبرى، للبيهقي: ۴۹۶/۲.

④ لسان الميزان: ۳۸۴/۲.

⑤ نصب الراية: ۵۸/۳.

⑥ السنن الكبرى، للبيهقي: ۴۹۷/۲.

جواب: یہ سند بھی ضعیف ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بذات خود ہی اس مذکور بالا اثر نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سند میں ضعف ہے۔

مزید برآں ابوالحسناء مجہول ہے۔^①

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: وہ غیر معروف ہے۔^②

علامہ نیوی نے بھی کہا ہے: ”وَهُوَ لَا يُعْرَفُ“^③

دلیل نمبر ۶ اعمش فرماتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میں تراویح پڑھاتے

تھے۔^④

جواب: یہ سند بھی منقطع ہے۔^⑤ اور اس کی سند میں ”حفص بن غیاث عن

الاعمش“ ہے۔ پس حفص بن غیاث مدلس ہے، اور صیغہ عن سے روایت کر رہا ہے۔ وفی هذا کفایة لمن له درایة!

نمازِ وتر:

رکعات کی تعداد:

۱۔ ایک وتر۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف ایک وتر پڑھا، اور آپ نے فرمایا: ”أَنَّى

وَتَرِي“ یعنی یہ میرا وتر ہے۔^⑥

۲۔ تین وتر۔^⑦

① تقریب التہذیب . ② میزان الاعتدال: ۴/ ۵۱۵ .

③ حاشیہ آثار السنن، ص: ۲۵۵ .

④ مصنف عبد الرزاق، رقم: ۷۷۴۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۳۹۴۔ معجم کبیر، للطبرانی،

رقم: ۹۵۸۸۔ قیام اللیل، للمروزی، ص: ۱۰ .

⑤ عمدة القاری: ۱۱/ ۱۲۷ .

⑥ صحیح بخاری، ابواب التور، رقم: ۹۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۱۷۴۸۔

السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/ ۲۵ .

⑦ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراویح، رقم: ۲۰۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين،

رقم: ۱۷۲۳ .

وتر پڑھنے کا طریقہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تین وتر نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو اور تین پڑھ کر نمازِ مغرب کی مشابہت نہ کرو۔“ ❶

معلوم ہوا کہ تین وتر یا تو ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں یا پھر دو سلام کے ساتھ۔ ان ہر دو صورتوں میں نماز وتر کی مشابہت نمازِ مغرب کے ساتھ ہرگز نہیں رہتی۔

۳۔ پانچ وتر۔ درمیان میں کوئی تشہد نہیں۔ ❷

۴۔ سات وتر۔ چھ رکعات کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ ❸

۵۔ نو وتر۔ آٹھویں رکعت کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ ❹

دعائے قنوت:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فَيْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فَيْمَنْ عَافَيْتَ ،
وَتَوَلَّيْنِيْ فَيْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فَيْمَا اَعْطَيْتَ ، وَقِنِيْ شَرَّمَا
قَضَيْتَ ، اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضَى عَلَيكَ ، وَاِنَّهٗ لَا يَذَلُّ مَنْ
وَآلَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .)) ❺

”اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر دے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے۔ اور جس شرکاً تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ فرما۔ بے شک تو ہی فیصلہ

❶ سنن دارقطنی : ۲۴/۲ ، رقم : ۱۶۳۲ ، ۱۶۳۳۔ مستدرک حاکم ۲۰۴/۱۔ سنن الکبریٰ

بیہقی : ۳۱/۳۔ معرفۃ السنن والآثار ، رقم : ۵۵۰۹۱۔ صحیح ابن حبان ، رقم : ۲۴۲۹۔ ابن حبان

اور حاکم نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔ ❷ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم : ۱۷۲۰۔

❸ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم : ۷۴۶۔

❹ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم : ۷۴۶۔

❺ سنن الکبریٰ بیہقی : ۲۹۰/۲۔ سنن ابوداؤد، باب القنوت فی الوتر، رقم : ۱۴۲۵۔ شیخ البانی

رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جاسکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پاسکتا جس سے تو دشمنی کرے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے۔“

ضروری مسائل:

- ۱۔ مروجہ دُعا: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ.....)) کو قنوت و ترقرار دینا نبی کریم ﷺ سے قطعی ثابت نہیں ہے۔
- ۲۔ وتروں کے بعد تین دفعہ یہ ذکر کیا جائے۔ ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ)) ①
”پاک ہے وہ بادشاہ، نہایت پاک۔“

قنوتِ نازلہ:

وتروں میں دُعاے قنوت رکوع سے قبل اور بعد دونوں طرح جائز ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكُوْعِ .)) ②

”بے شک رسول اللہ ﷺ وتر میں دُعاے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے۔“

محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دُعاے قنوت کے بارے میں پوچھا کہ کب مانگی جائے تو انہوں نے کہا: ((قَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرَّكُوْعِ)) ”رسول اللہ ﷺ دعا قنوت رکوع سے قبل پڑھتے۔“ ③

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ستر صحابہ کرام جب شہید

① سنن ابوداؤد، باب فی الدعاء بعد الوتر، رقم: ۱۴۳۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوات و السنة فیها، رقم: ۱۱۸۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوة و السنة فیها، رقم: ۱۱۸۴۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

ہو گئے، تو آپ ﷺ نے ایک ماہ صبح کی نماز میں قنوت کیا تھا۔^①

قنوت میں ہاتھ اٹھانا:

قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یقیناً میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھتے، دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور کفار پر بددعا فرماتے۔^② امام اہل سنت والجماعت احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہما نے دونوں قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے قائل تھے۔^③

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”شریعت کا حکم ہے کہ قنوت وتر میں بھی رفع الیدین کیا جائے کیونکہ یہ قنوت بھی قنوت نازلہ ہی کے جنس میں سے ہے، اور یہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ:

((أَنَّهُ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دُعَائِهِ فِي قُنُوتِ النَّوَازِلِ .))^④

”آپ نے قنوت نازلہ میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔“ (امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے)^⑤

امام بیہقی نے السنن الکبریٰ (۳/۳۹، تحت الحدیث: ۳۸۰۹) میں رقم کیا ہے:

((وَقَدْ رَوَيْنَا فِي قُنُوتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ الرُّكُوعِ مَا يُوجِبُ الْإِعْتِمَادَ عَلَيْهِ وَقُنُوتُ الْوَتْرِ قِيَاسٌ عَلَيْهِ .))

”اور ہم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت کے بارے قابل اعتماد روایات ذکر کی ہیں اور قنوت وتر اس پر قیاس ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۰۹۰.

② مسند ابو عوانہ، رقم: ۵۹۱۳.

③ مسائل أبو داؤد، ص: ۶۶.

④ السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاة، باب رفع الیدین فی القنوت، ح: ۳۲۲۹.

⑤ فتاویٰ اسلامیہ: ۴۵۱/۱ - ۴۵۲، طبع دار السلام، لاہور.

نمازِ خوف:

دشمن سے خوف کی حالت میں یا میدانِ جہاد میں جنگ کے دوران پڑھی جانے والی نماز کو ”صلاة الخوف“ کہتے ہیں۔
دشمن کی صورتِ حال کو دیکھ کر یہ نماز مختلف طریقوں کے ساتھ شروع ہے۔ تفصیل کے لیے کتبِ احادیث کا مطالعہ کریں۔

نمازِ کسوف یا خسوف:

ایسے موقع پر نبی کریم ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی، ہر رکعت میں دو دو رکوع کیے، اور ہر رکعت میں پہلے رکوع کے بعد پھر قراءت کی، اور دوسرے رکوع کے بعد سجدے کیے اور سلام پھیرنے کے بعد لوگوں کو وعظ کیا۔^①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہر رکعت میں تین تین رکوع ثابت ہیں۔^②

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہر رکعت میں چار چار رکوع ثابت ہیں۔^③

ضروری مسائل:

- ۱۔ نمازِ کسوف کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ((الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)) کہا جائے۔^④
- ۲۔ نمازِ کسوف باجماعت اور جہری قراءت کے ساتھ ادا کی جائے۔^⑤
- ۳۔ ایسے موقع پر اللہ کے ذکر، اس کی تکبیر اور صدقہ و خیرات کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔^⑥

① صحیح بخاری، کتاب الكسوف، رقم: ۱۰۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب الكسوف، رقم: ۲۱۰۹۔

② صحیح مسلم، کتاب الكسوف، رقم: ۲۱۰۰۔

③ صحیح مسلم، کتاب الكسوف، رقم: ۲۱۱۲۔

④ صحیح بخاری، کتاب الكسوف، رقم: ۱۰۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الكسوف، رقم: ۲۱۱۳۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الكسوف، رقم: ۱۰۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب الكسوف، رقم: ۲۰۹۶۔

⑥ صحیح بخاری، کتاب الكسوف، رقم: ۱۰۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب الكسوف، رقم: ۲۰۹۶۔

مسافر کی نماز:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَ لِيَتَّكِمُوا الْعِدَّةَ
وَ لِيُتَّقُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾﴾

(البقرة: ١٨٥)

”اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا اور یہ (چاہتا ہے) کہ تم گنتی پوری کرو، اور یہ کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔“

دین اسلام آسان دین ہے، وہ بندے کو اتنا مکلف کرتا ہے جتنے کی وہ طاقت رکھتا ہے، اور ایسے احکامات کی تعمیل کا وہ حکم نہیں دیتا جس کے کرنے کی اس میں طاقت نہیں۔ سفر کے دوران چونکہ مشقت و دشواری سے دوچار ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں دو چیزوں کی رخصت دی ہے:

نماز میں قصر کرنا:

نماز میں قصر اس طرح کیا جائے گا کہ چار رکعت والی نمازوں کو دو رکعت پڑھا جائے گا، لہذا اگر کوئی سفر میں ہے تو ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کو بجائے چار کے دو رکعتیں پڑھے، البتہ دو یا تین رکعت والی نماز میں قصر نہیں ہے، لہذا فجر اور مغرب کی نمازیں پوری پڑھی جائیں گی۔

نماز میں قصر کی مشروعیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نیک بندوں کے لیے ایک آسانی اور رخصت ہے، اور اللہ تعالیٰ یہ پسند فرماتا ہے کہ اس کی عطا کی ہوئی رخصت پر عمل کیا جائے جس طرح وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے فرائض کو ادا کیا جائے۔

قصر کی یہ رخصت کسی مخصوص سواری کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ سفر خواہ موٹر کار سے ہو

یا ہوائی جہاز سے یا پانی کے جہاز سے یا ریل گاڑی سے یا کسی جانور پر ہو یا پیدل چل کر ہو، ان تمام ذرائع کے استعمال کو سفر کہا جاتا ہے، لہذا ان تمام صورتوں میں نماز قصر کی جائے گی بشرطیکہ وہ سفر، سفر معصیت نہ ہو۔

قصر کے لیے مسافت کا تعین:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ شریعت میں امت کے لیے قصر اور افطار کے لیے مسافت کی کوئی حد متعین نہیں کی گئی، بلکہ مطلق سفر ((ضَرْبٌ فِي الْأَرْضِ)) کے لیے اس حکم کو عام رکھا ہے جیسے کہ تیمم کا حکم ہر سفر میں مطلق رکھا ہے۔ اور جن روایات میں ایک، دو یا تین دن کی تحدید وارد ہے تو ان میں سے کوئی بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔^①

جناب شعبہ، یحییٰ بن یزید ہنائی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے قصر کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر جانے کے لیے نکلتے تو دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔“^②

علامہ البانی رحمہ اللہ سلسلۃ الصحیحۃ: ۱/ ۳۰۷، ۳۰۸ میں رقم طراز ہیں: ”یہ حدیث دلیل ہے کہ مسافر جب تین فرسخ (تقریباً ۲۳، ۲۴ کلو میٹر) کی مسافت پر جا رہا ہو تو اس کے لیے قصر کرنا جائز ہے۔“

قصر کی مدت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور قصر کرتے رہے۔^③

① زاد المعاد: ۱/ ۴۶۳۔

② مسند احمد: ۱۲۹/۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۶۹۱۔

③ سنن أبو داؤد، کتاب صلاة السفر، رقم: ۱۲۳۵۔ مسند احمد: ۲۹۵/۳۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

اگر انیس (۱۹) دن سے زیادہ اقامت کا عزم کر لیا جائے تو پوری نماز پڑھنی چاہیے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ وہاں انیس دن ٹھہرے رہے اور دو دو رکعتیں پڑھتے رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب ہم سفر پر جاتے ہیں اور کسی جگہ انیس دن ٹھہرتے ہیں تو قصر کرتے ہیں، اگر اس سے زیادہ قیام ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔^①

سفر میں دو نمازیں ایک ساتھ پڑھنا:

مسافر کے لیے جائز ہے کہ دو نمازوں کو ایک وقت میں باہم جمع کر کے پڑھ لے، چنانچہ ظہر اور عصر کے درمیان اور اسی طرح مغرب اور عشاء کے درمیان جمع کر کے دو نمازیں ایک ہی وقت میں پڑھی جائیں گی۔ بایں طور کہ وقت تو ایک ہوگا مگر ہر نماز الگ الگ پڑھی جائے گی، چنانچہ پہلے ظہر کی نماز پڑھی جائے گی، پھر اس کے فوراً بعد عصر کی نماز پڑھی جائے گی، اور اس طرح مغرب اور عشاء کا معاملہ بھی ہے کہ پہلے مغرب کی نماز پڑھی جائے گی پھر اس کے فوراً بعد عشاء کی نماز۔

واضح رہے کہ جمع بین الصلاتین صرف ظہر اور عصر کے درمیان اور مغرب اور عشاء کے درمیان ہی کیا جاسکتا ہے، چنانچہ فجر اور ظہر یا عصر اور مغرب میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

دلائل:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ دوران سفر ظہر اور عصر کو، اور مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔^①

اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر اگر رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو اس وقت جمع فرما لیتے، اور اگر سورج ڈھلنے

① صحیح بخاری، کتاب التقصیر، رقم: ۱۰۸۰۔ مسند احمد: ۱/۳۱۵۔

② صحیح بخاری، کتاب تقصیر الصلاة، رقم: ۱۱۰۷۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۰۶۔

سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو مؤخر کر کے عصر کے ساتھ ادا فرماتے۔ اسی طرح اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تو مغرب اور عشاء اسی وقت پڑھ لیتے، اور اگر سورج غروب ہونے سے پہلے سفر شروع کرتے تو مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے۔^①

بارش کی وجہ سے دو نمازیں جمع کرنا:

بارش یا کسی اور امر مجبوری کی بناء پر دو نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف یا سفر کے ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھیں۔ ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید سے سوال کیا: آپ نے ایسے کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: تمہاری طرح میں نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا: آپ نے ارادہ فرمایا کہ ان کی اُمت میں کسی کے لیے مشقت و حرج نہ ہو۔^②

دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ظہر عصر اور مغرب کی نمازیں مدینہ منورہ میں بغیر کسی خوف یا بارش کے جمع کر کے پڑھیں۔ (ابو کریب کی روایت میں ہے کہ) میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیوں کیا؟ جواب ملا کہ آپ کی اُمت مشقت میں نہ پڑے۔^③

دو نمازیں جمع کرنے کا طریقہ:

کوئی آدمی باہر مجبوری دو نمازیں جمع کرنا چاہتا ہے تو وہ ظہر کو لیٹ کرے گا اور عصر کو مقدم، اس طرح مغرب کو لیٹ کرے گا اور عشاء کو مقدم۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے

① سنن ابو داؤد، ابواب صلاة المسافرين، رقم: ۱۲۲۰۔ صحیح ابن حبان: ۴/۴۱۳، ۴۱۴۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۰۵۔

③ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۰۶۔

ابوالشعثاء جابر بن زید سے کہا: ”اے ابوالشعثاء! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو لیٹ کیا اور عصر کو جلدی کیا اور مغرب کو لیٹ کیا اور عشاء کو جلدی کیا۔“ تو انہوں نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے۔^①

نمازِ جمعہ کی اہمیت و فضیلت:

دین اسلام اجتماعیت کو پسند کرتا اور اس کی دعوت دیتا ہے، اور اختلاف و افتراق کو ناپسند کرتے ہوئے اس سے دُور رہنے کا حکم دیتا ہے، باہمی اُلفت و محبت اور تعارف و اجتماعیت کی کوئی ایسی راہ نہیں ہے جس کی طرف اسلام نے بلایا یا اس کا حکم نہ دیا ہو۔ مسلمانوں کے لیے جمعہ عید کا دن ہے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور دنیاوی مشغولیات کو چھوڑ کر اللہ کے گھروں مسجدوں میں اکٹھے ہوتے ہیں تاکہ اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ نماز جمعہ ادا کریں۔ خطبہ جمعہ میں علماء اور خطباء کے ارشادات سنیں، جو کہ ایک طرح کا ہفتہ واری سبق اور درس ہے جس کے ذریعہ خطیب سامعین کو اکٹھا کر کے ان کے دلوں میں تازگی پیدا کرتا ہے، اور ان کے نفوس میں اللہ اور اس کے رسول، حضور اقدس ﷺ کی محبت و اطاعت کی روح پھونکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۗ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ① فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَبِهُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ②﴾

(الجمعة: ۹، ۱۰)

”اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اور جب نماز پوری کر لی جائے تو زمین میں پھیل جاؤ،

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، رقم: ۷۰۵/۵۵۔

اور اللہ کے فضل کی جستجو کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

نمازِ جمعہ سے سستی کرنے پر وعید:

نمازِ جمعہ ہر مسلمان مرد پر جو مقیم، عاقل، بالغ اور آزاد ہو، واجب ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس پابندی کے ساتھ اسے ادا فرمایا ہے اور اس کے چھوڑنے والے پر سخت ناراضگی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

”خبردار! لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر

لگا دے گا، پھر یہ لوگ غفلوں میں سے ہو جائیں گے۔“^①

ایک اور حدیث میں پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص سستی و کاہلی میں تین جمعہ چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔“^②

نمازِ جمعہ کے احکام و مسائل:

۱۔ نمازِ جمعہ دو رکعت ہے جسے مسلمان تمام مسلمانوں کے ساتھ باجماعت اپنے امام کی اقتداء میں ادا کرتا ہے۔

۲۔ نمازِ جمعہ کے درست اور صحیح ہونے کے لیے اس نماز کا باجماعت پڑھنا ضروری ہے، جہاں مسلمان جمع ہوں اور امام خطبہ دے اور انہیں وعظ و نصیحت کرے۔

۳۔ خطبہ کے دوران گفتگو کرنا حرام ہے، ایک روایت میں ہے:

”اگر تم نے اپنے ساتھی سے خطبہ کے دوران یہ کہہ دیا کہ چپ رہ تو تم نے بھی

لغو کام کیا۔“^③

۴۔ نمازِ جمعہ کے بعد دو یا چار سنتیں پڑھنی چاہئیں۔^④

① صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب التعلیظ فی ترک الجمعة، رقم: ۸۶۵۔

② سنن ابو داؤد، ابواب الجمعة، رقم: ۱۰۵۲۔ سنن ترمذی، رقم: ۴۹۹، ۲۸۰/۱۔ صحیح ابن

حبان، رقم: ۳۔ ابن حبان نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۹۳۴۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۵۱۔

④ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۸۱، ۸۸۲۔ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۹۳۷۔

۵۔ جمعے کے لیے آنے والا امام کے آنے سے پہلے پہلے جس قدر چاہے نفل پڑھ سکتا ہے۔^①

جمعے کے دن مستحب اذکار اور دُعائیں:

- ۱۔ نبی کریم ﷺ پر کثرت سے دُور و سلام پڑھنا۔^②
- ۲۔ سورۃ کہف کی تلاوت۔^③
- ۳۔ جمعے کے دن قبولیت کی گھڑی کی موافقت کی اُمید پر بہت زیادہ دُعائیں کرنا۔^④

جنازے کے احکام و مسائل

قریب المرگ شخص کو کلمہ طیبہ کی تلقین:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لَقِنُّوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.“^⑤

”قریب المرگ آدمی کو ”لا الہ الا اللہ“ کی تلقین کرو۔“

کیوں کہ جس کی زندگی کا آخری کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ ہو اوہ جنت میں جائے گا۔^⑥

① صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۵۷۔

② سنن أبو داؤد، کتاب الوتر، رقم: ۱۵۳۱۔ مسند احمد: ۸/۴۔ مسند حاکم: ۲۷۸/۱۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۰۸۵۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۷۲۳۔ ابن خزیمہ، حاکم اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ مستدرک حاکم: ۳۶۸/۲۔ السنن الكبرى للبيهقي: ۲۴۹/۳۔ حاکم اور محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

④ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، رقم: ۹۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، رقم: ۸۵۲۔ مسند احمد: ۲۳۰/۲۔

⑤ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۶۹۱۶، ۹۱۷۔

⑥ سنن ابو داؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۱۱۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھنا:

مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھنا سنت سے ثابت نہیں۔ اور جس روایت میں سورہ یٰسین پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ ضعیف ہے۔^①

میت کو بوسہ دینا:

میت کو بوسہ دیا جاسکتا ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر آپ کو بوسہ دیا اور رونے لگے۔^②

میت کا غسل:

- ۱۔ انگوٹھی، گھڑی، تعویذ، یا کپڑا وغیرہ ہوتو اتار دیا جائے۔
- ۲۔ میت کے جسم پر ناف سے گھٹنوں تک کوئی کپڑا ڈال دیں، پھر اس کے کپڑے اتار دیں۔ دورانِ غسل میں سوائے مجبوری کے میت کی شرمگاہ پر نہ نظر ڈالیں اور نہ کپڑے کے بغیر ہاتھ لگائیں۔
- ۳۔ سب سے پہلے میت کا پیٹ دو تین دفعہ آہستہ آہستہ دبایا جائے۔ پھر ہاتھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ چڑھا کر پانی سے استنجا کروائیں۔
- ۴۔ ناک، دانت، منہ اور کانوں کو گیلی روئی سے اچھی طرح صاف کریں تاکہ وضو کے دوران میں تین دفعہ سے زیادہ نہ دھونا پڑے۔
- ۵۔ میت کو غسل دیتے وقت دائیں جانب سے اور وضو کے اعضاء سے ابتدا کریں۔^③

میت کے متعلقہ ضروری مسائل:

۱۔ غسل دیتے ہوئے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے اور اس سے غسل دیا

① التلخیص الحبیر: ۲/ ۱۰۴۔ إرواء الغلیل: ۳/ ۱۵۰، رقم: ۶۸۸۔

② صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲۔

③ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الحيض، رقم: ۳۳۸ و کتاب

الجنائز، رقم: ۹۳۹/۴۲۔

جائے (صابن یا شیمپو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔)

۲۔ آخر میں کچھ خوشبو ملا لی جائے، کا فور ہو تو اچھی ہے۔

۳۔ عورت کی مینڈھیاں کھول کر اچھی طرح دھونی چاہئیں۔

۴۔ غسل کے بعد عورت کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے کی طرف ڈال دینی چاہئیں۔

۵۔ غسل تین، پانچ، سات یا ضرورت کے تحت اس سے زیادہ بار بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن

طاق عدد کا خیال رکھنا ضروری ہے۔^①

۶۔ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں۔^②

میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا:

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ((لَوْ مُتَّ

قَبْلِي لَغَسَلْتُنِي))

”اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں تجھے غسل دوں گا۔“^③

قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ عورت جب مر جائے تو اسے اس کا خاوند غسل

دے سکتا ہے اور اس دلیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت بھی خاوند کو غسل دے

سکتی ہے۔“^④

امیر محمد بن اسماعیل الصنعانی فرماتے ہیں:

”شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے، اور جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔“^⑤

① صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۵۳، ۱۲۶۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۳۹۔

② صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۵۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۳۹۔

③ سنن ابن ماجہ، ابواب الجنائز، رقم: ۱۴۶۵۔ مسند احمد: ۲۲۸/۶۔ صحیح ابن حبان، رقم:

۶۵۵۲۔ ابن حبان اور علامہ بوسیری نے اسے ”صحیح“ اور علامہ البانی نے ”حسن“ کہا ہے۔

④ نیل الاوطار: ۳۱/۴۔ ⑤ سبل السلام: ۷۴۱/۲۔ ۷۴۲۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ (رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو خود اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔^①

امام ابن المنذر نے علقمہ، جابر بن زید، عبد الرحمن بن اسود، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبد الرحمن، قتادہ، حماد بن ابی سلیمان، مالک، اوزاعی، شافعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ جیسے کبار ائمہ سے یہی نقل کیا ہے کہ مرد اور عورت آپس میں ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔^②

ایک شبہ:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ مرد و زن میں سے کسی ایک کے فوت ہو جانے سے نکاح ختم ہو جاتا ہے، اور وہ آپس میں غیر ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس نظریہ کے حامل لوگ اپنی بیوی کی چارپائی کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔

ازالہ:

یہ بات بالکل درست نہیں، اس کے کئی ایک دلائل ہیں۔

۱: وراثت میت کی ہوتی ہے، اور قرآن پاک نے حصے بیان کرتے ہوئے زوج کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ضابطہ یہی ہے، موت سے پہلے جو خاوند بیوی کا آپس میں دیکھنا جائز تھا، اب بھی جائز ہے۔

۲: عورت خاوند کی فونگی کے بعد عدت گزارتی ہے، اُس کا عدت گزارنا اور سوگ میں رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں کا آپس میں میاں بیوی کا رشتہ ہے، ختم نہیں ہوا۔

کفن کا بیان:

۱- کفن اچھا اور جسم کو صحیح طرح چھپانے والا ہو۔^③

۲- کفن کا کپڑا سفید ہونا چاہیے۔^④

① مسند الشافعی: ۱/۲۱۱ - سنن دارقطنی، رقم: ۱۸۳۳ - السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/۳۹۶۔

② الاوسط لابن منذر: ۵/۳۳۵ - ۳۳۶۔

③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۴۳۔

④ سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۶۱ - سنن ترمذی، رقم: ۱۰۱۰ - البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“

کہا ہے۔

۳۔ کفن میں تین کپڑے ہونے چاہئیں، ایک شلوار کی جگہ، دوسرا قمیص کی جگہ اور ایک بڑی چادر دونوں کے اوپر لپیٹنے کے لیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”یقیناً رسول اللہ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں قمیص تھی نہ پگڑی۔“^①

نمازِ جنازہ:

مسلمان میت کی بخشش، مغفرت اور بلندی درجات کے لیے مخصوص انداز میں پڑھی جانے والی نماز کو ”نمازِ جنازہ“ کہا جاتا ہے۔

فضیلت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی نمازِ جنازہ پڑھنے تک میت کے ساتھ رہتا ہے، اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا، اور جو دفن کرنے تک رہتا ہے، اسے دو قیراط ثواب ملے گا۔ (اور) دو قیراط، دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہوتے ہیں۔“^②

مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کا جواز:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔^③

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔^④

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ متوفی ۵۵ھ کا جنازہ مسجد میں پڑھا تھا۔^⑤

① صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۶۴، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۴۱۔

② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۱۸۹۔ ③ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۳۔

④ مؤطا امام مالک، رقم: ۵۴۲۔

⑤ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۲۵۳/۹۷۳۔

امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بے شمار مرتبہ دیکھا کہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھتے تھے۔^①

امام شافعی رحمہ اللہ بھی مسجد میں نماز جنازہ کے قائل تھے۔^②

نمازِ جنازہ کا طریقہ:

(۱) پہلی تکبیر کے بعد تعوذ، سورہ فاتحہ اور مزید قرآن مجید کا کچھ حصہ۔

(۲) دوسری تکبیر کے بعد دو دُعا براہیہی۔

(۳) تیسری تکبیر کے بعد میت کے حق میں دُعا میں۔

(۴) چوتھی تکبیر کے بعد سلام۔

دوسری فرضی اور نفلی نمازوں کی طرح نمازِ جنازہ میں بھی سورہ فاتحہ فرض ہے، سورہ فاتحہ کی فرضیت کے جو دلائل پہلے گزر چکے ہیں، وہ نمازِ جنازہ کو بھی شامل ہیں، مزید برآں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت کی، جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا: میں نے سورہ فاتحہ کی قراءت اس لیے کی ہے تاکہ تمہیں پتہ چل جائے کہ یہ سنت ہے۔^③

اور سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ مزید ایک سورت کی جہراً تلاوت کی اور کہا: ”یہ سنت ہے اور حق ہے۔“^④

① مسائل، ابی داؤد، ص: ۱۵۷.

② کتاب الام: ۲۱۱/۷.

③ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءۃ فاتحۃ الكتاب علی الجنائز، رقم: ۱۳۳۵.

④ سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: ۱۹۸۸، ۱۹۸۹۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔

مسنون دُعائیں

پہلی دُعا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا ، وَشَاهِدِنَا وَعَائِنَا ، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا ، وَذَكَرْنَا وَانْثَانَا . اَللّٰهُمَّ مِنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَيِ الْاِسْلَامِ ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَيِ الْاِيْمَانِ . اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ .)) ❶

”اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردہ کو، حاضر اور غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو، مرد اور عورت کو بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھنا چاہے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے مارنا چاہے اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں مرنے والے پر صبر کرنے کے ثواب سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ کر۔“

دوسری دُعا:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ ، وَعَافِهِ وَاَعْفُ عَنْهُ ، وَاَكْرِمْ نَزْلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ ، وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِزَّهُ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ)) ❷

- ❶ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۰۱۔ سنن ترمذی، ابواب الجنائز، رقم: ۱۰۲۴۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۹۷۸۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ”صحیح“ کہا ہے۔
- ❷ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۲۳۲، ۲۲۳۴۔

”اے اللہ! اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت بخش، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی کر، اس کی قبر کشادہ فرما، اس کے گناہ پانی، اولوں اور برف سے دھو ڈال، اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے، اسے اس کے دنیا والے گھر سے بہتر گھر، دنیا کے لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اسے بہشت میں داخل فرما اور فتنہ قبر، عذاب قبر اور عذابِ جہنم سے محفوظ رکھ۔“

تیسری دُعا:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانًا فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلُ جَوَارِكَ ، فَفَقِهْ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ . اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .)) ❶

”اے اللہ! یہ فلاں بن فلاں (میت اور اس کے باپ کا نام لیں) تیرے ذمے اور تیری رحمت کے سائے میں ہے، اسے فتنہ قبر، عذاب قبر اور آگ کے عذاب سے بچا، تو وفا والا اور حق والا ہے، پس اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما، بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔“

بچے کی نمازِ جنازہ:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نامکمل پیدا ہونے والے بچے پر بھی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اور اس کے ماں باپ کے لیے رحمت اور بخشش کی دُعا کی جائے گی۔ ❷

❶ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۰۲۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۱۸۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

بچے کی نمازِ جنازہ میں دُعا:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بچے کی نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھتے تھے:

((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا ، وَفَرَطًا ، وَذُخْرًا وَآجْرًا .)) ❶

”اے اللہ! اس بچے کو ہمارے لیے پیش رو، میرا کارواں، ذخیرہ اور باعث اجر بنا۔“

نمازِ جنازہ کے اہم مسائل:

- ۱۔ زائد تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنا چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ ❷
- ۲۔ نمازِ جنازہ سرّاً اور جہراً دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ ❸
- ۳۔ نمازِ جنازہ میں ایک طرف ایک سلام پھیرنا بھی درست ہے۔ ❹
- ۴۔ نمازِ جنازہ پڑھنے کے لیے امام کو مرد کے سر، اور عورت کے وسط میں کھڑا ہونا چاہیے۔ ❺

تذہیب کا بیان:

مردے کو زمین کے سپرد کرنے کو دفن کرنا کہا جاتا ہے۔ اسلام کا یہ طریقہ دوسرے مذاہب سے منفرد اور عمدہ ہے۔ شرعاً جس طرح کہ میت کے لیے غسل، کفن، اور نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے ایسے ہی دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے اور اس فرض کے متعلقہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة معلّقاً.

❷ مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۶/۳۔ العلل للدارقطنی: ۴۲/۱۳.

❸ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۲۳۲، ۲۲۳۴۔ سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: ۱۹۸۹۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ مزید دیکھیں: أحكام الجنائز للألبانی، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۲۲.

❹ سنن دارقطنی، رقم: ۱۹۱۔ سنن الکبریٰ بیہقی: ۴۳/۴۔ سنن الصغریٰ بیہقی: ۳۵۹/۱۔ اسنادہ صحیح.

❺ صحیح سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۲۱۴.

قبر بنانا:

- ۱: قبر، گہری، کشادہ، وسیع اور صاف ستھری بنائیں۔^①
- ۲: لحد بنانا افضل ہے، ہاں اگر زمین زیادہ نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے بلکہ صندوقی قبر کھودی جائے۔ بغلی قبر میں میت رکھنے کی جگہ قبلہ کی دیوار کے ساتھ بنائی جاتی ہے، اس کو لحد کہا جاتا ہے۔ اور صندوقی قبر میں میت رکھنے کی جگہ درمیان میں بنائی جاتی ہے۔ دونوں طرح ہی قبر کھودنا درست ہے۔^②

آداب تدفین:

- ۱: ضرورت ہو تو میت کے سر کے نیچے نرم پتھر یا مٹی وغیرہ بطور تکیہ رکھی جاسکتی ہے۔^③
- ۲: قبر میں کوئی چادر وغیرہ بھی بچھائی جاسکتی ہے۔^④
- ۳: میت کو قبر کے پاؤں والی جانب سے قبر میں داخل کریں۔^⑤
- ۴: میت کو اس طرح قبر میں لٹائیں کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو اور اس کا سر قبلہ کی دائیں اور پاؤں قبلہ کی بائیں طرف ہوں، عہد نبوی سے آج تک اہل اسلام کا اسی پر عمل ہے۔^⑥

۵: میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))^⑦

- ① سنن نسائی، کتاب الجنائز، رقم: ۲۰۱۲، ۲۰۱۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔
- ② المنتقی لابن الجارود: ۱/۱۴۳، رقم: ۵۴۷۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۶۶۳۳۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۱۵۵۷، ۱۵۵۸۔
- ③ الطبقات لابن سعد: ۸/۱۱۱، ۱۱۰۔
- ④ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۶۷۔
- ⑤ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۱۱۔ مسند احمد: ۱/۴۲۹، رقم: ۴۰۸۔
- ⑥ مختصر أحكام الجنائز: ۱۸۳۔
- ⑦ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، رقم: ۱۰۴۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۳۲۱۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

- ۶: قبر پر تمام حاضرین تین تین لپ مٹی ڈالنا سنت ہے۔^①
- ۷: قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کریں۔^②
- ۸: قبر پر پہچان کے لیے پتھر وغیرہ رکھنا جائز ہے۔^③
- تدفین کے بعد دعا کرنا:

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”نبی کریم ﷺ تدفین سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ”اپنے بھائی کے لیے بخشش اور ثابِتِ قَدیمی کی دعا کرو، بلاشبہ اب اس سے سوالات کیے جا رہے ہیں۔“^④

تعزیت کے الفاظ:

تعزیت کا مطلب ہے میت کے وارثوں کو صبر کی تلقین کرنا، آخرت میں اجر و ثواب کی امید دلانا اور ان کے دکھ درد میں شریک ہو کر ان کے غم کو ہلکا کرنا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا:

”إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَلْتَصَبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.“^⑤

”یقیناً اللہ کا (مال) ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے۔ اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔ بس صبر کر کے اس کا اجر و ثواب حاصل کرنا چاہیے۔“

① سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، رقم: ۱۰۶۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۳۰۴۵۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۳۲۰۶۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

④ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۸۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑤ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۲۳۔

قل، دسواں اور چالیسواں:

تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن ایصالِ ثواب کے لیے کھانا کھلانا بدعت اور ہندوانہ رسم و رواج ہے۔

زیارت قبور کی دعائیں

(۱) ”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ.“^①

”ان گھر والے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا طلب گار ہوں۔“

(۲) ”السَّلَامُ عَلَىٰ أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ.“^②

”ان گھروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے پہنچنے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحمت فرمائے اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔“

نماز پڑھو قبل اس کے

کہ تمہاری نماز پڑھی جائے

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ، وَآلِهِ، وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۵.

② صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۹۷۴/۱۰۳.

